Postal Reg. No. L/P/ GDP-1, DEC 2012

بِسمِ اللّٰہِ الرَّحمٰنِ الرَّحِیم نَحمَدُہٗ وَنُصَلِّی عَلٰی رَسُولِہِ الکَرِیم وَعَلٰی عَبدِہِ المَسِیحِ المَوعُود

وَلَقَدْ نَصَرَکُمُ اللّٰہُ بِبَدْرٍ وَّاَنْتُمْ اَذِلَّۃٌ

جلد 60

ایڈیٹر
منیر احمد خادم
نائبین
قریشی محمد فضل اللہ
تنویر احمد ناصر ایم اے

خلافت نمبر
ہفت روزہ
بدر
قادیان
The Weekly
BADR Qadian

شمارہ 21
شرح چندہ
سالانہ 350 روپے
بیرونی ممالک
بذریعہ ہوائی ڈاک
35 پاؤنڈ یا 60 ڈالر امریکن
65 کینیڈین ڈالر
یا 40 یورو

22 جمادی ثانی 1432 ہجری قمری۔ 26 ہجرت 1390 ہش۔ 26 مئی 2011ء

اخبار احمدیہ

قادیان دارالامان: سیدنا حضرت امیر المومنین مرزا مسرور احمد خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز اللہ تعالیٰ کے فضل سے بخیرو عافیت ہیں۔ الحمدللہ۔ احباب کرام حضور انور کی صحت وتندرستی، درازئ عمر، مقاصد عالیہ میں کامیابی اور خصوصی حفاظت کے لئے دُعائیں جاری رکھیں۔ اللہ تعالیٰ حضور انور کا ہر آن حافظ وناصر ہو اور تائید ونصرت فرمائے۔ آمین۔ اللھم اید امامنابروح القدس وبارک لنا فی عمرہ وامرہ۔

قدرت ثانیہ خدا کی طرف سے ایک بڑا انعام ہے جس کا مقصد قوم کو متحد کرنا اور تفرقہ سے محفوظ رکھنا ہے۔ یہ وہ لڑی ہے جس میں جماعت موتیوں کی مانند پروئی ہوئی ہے

اگر آپ نے ترقی کرنی ہے اور دنیا پر غالب آنا ہے تو میری آپ کو نصیحت ہے اور میرا یہی پیغام ہے کہ آپ خلافت سے وابستہ ہو جائیں

ارشادات عالیہ سیدنا حضرت امیر المؤمنین خلیفة المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز۔

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے 11 مئی 2003ء کو احباب جماعت کے نام ایک خصوصی پیغام میں فرمایا:

''پس اس قدرت کے ساتھ کامل اخلاص اور محبت اور وفا اور عقیدت کا تعلق رکھیں اور خلافت کی اطاعت کے جذبہ کو دائمی بنائیں اور اس کے ساتھ محبت کے جذبہ کو اس قدر بڑھائیں کہ اس محبت کے بالمقابل دوسرے تمام رشتے کمتر نظر آئیں۔ امام سے وابستگی میں ہی سب برکتیں ہیں اور وہی آپ کیلئے ہر قسم کے فتنوں اور ابتلاؤں کے مقابلہ کیلئے ایک ڈھال ہے۔'' (الفضل انٹرنیشنل 23 تا 30 مئی 2003۔ صفحہ 1)

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرماتے ہیں:

''آپ کے بعد چونکہ نظام خلافت قائم ہے اس لئے خلیفۂ وقت کے احکامات کی ہدایات کی پیروی کرنا تمہارا کام ہے۔ لیکن یہاں یہ خیال نہ رہے کہ خادم اور نوکر کا کام تو مجبوری ہے، خدمت کرنا ہی ہے۔ خادم کبھی کبھی بڑبڑا بھی لیتے ہیں اس لئے ہمیشہ ذہن میں رکھو کہ خادمانہ حالت ہی ہے لیکن اس سے بڑھ کر ہے کیونکہ اللہ کی خاطر اخوت کا رشتہ بھی ہے اور اللہ کی خاطر اطاعت کا اقرار بھی ہے۔ اور اس وجہ سے قربانی کا عہد بھی ہے۔ تو قربانی کا ثواب بھی اس وقت ملتا ہے جب انسان خوشی سے قربانی کر رہا ہوتا ہے۔ تو یہ ایک ایسی شرط ہے جس پر آپ جتنا غور کرتے جائیں حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کی محبت میں ڈوبتے چلے جائیں گے اور نظام جماعت کا پابند ہوتا ہوا اپنے آپ کو پائیں گے۔'' (خطبات مسرور جلد اول صفحہ 325)

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرماتے ہیں: ''آنحضرت ﷺ سے زیادہ لوگوں کے حقوق کا خیال رکھنے والا کون تھا؟ جیسا کہ حدیث میں آیا ہے کہ حق کا نہ خیال رکھا جائے تب بھی ہم اطاعت کریں گے۔ لیکن یہاں کچھ اصول بدل رہے ہیں۔ حالانکہ تمام صحابہ اس بات کی گواہی دیتے تھے کہ آپؐ حق سے بڑھ کر حق ادا کرنے والے تھے اور آپؐ کے متعلق تو یہ خیال بھی نہیں کیا جا سکتا تھا کہ آپؐ کسی کے حق کا خیال رکھیں گے۔ لیکن یہاں کیونکہ نظام جماعت کی بات ہو رہی ہے جس میں اس کے ماننے والوں کا اطاعت سے باہر رہنے کا ادنیٰ سا تصور بھی برداشت نہیں ہو سکتا اس لئے یہ عہد لیا جا رہا ہے کہ ہم ہر حالت میں چاہے ہمارے حقوق کا نہ بھی خیال رکھا جا رہا ہو، ہم مکمل اطاعت اور فرمانبرداری کے جذبہ سے اس عہد بیعت کو نبھائیں گے۔ اس کا یہ مطلب نہیں کہ آنحضرت ﷺ کا حق مار رہے ہیں بلکہ اب جب جماعتی زندگی کا معاملہ آئے گا تو حق کے معیار بدلنے چاہئیں۔ اب تم اپنی ذات کے بارہ میں نہ سوچو بلکہ جماعت کے بارہ میں سوچو۔ اور اپنے ذاتی حقوق خود خوشی سے چھوڑو اور جماعتی حقوق کی ادائیگی کی کوشش کرو۔ یہاں وہی مضمون ہے کہ اعلیٰ چیز کے لئے ادنیٰ چیز کو قربان کرو۔ پھر جو ہمارا عہدیدار یا امیر مقرر ہو گیا اب اس کی اطاعت تمہارا فرض ہے۔ اس کی اطاعت کریں اور یہ سوال نہ اُٹھائیں کہ یہ کیوں بنایا گیا۔''

(خطبات مسرور جلد اول صفحہ 264)

حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے منصب خلافت پر متمکن ہونے کے بعد اپنے سب سے پہلے پیغام میں فرمایا:

''قدرت ثانیہ خدا کی طرف سے ایک بڑا انعام ہے جس کا مقصد قوم کو متحد کرنا اور تفرقہ سے محفوظ رکھنا ہے۔ یہ وہ لڑی ہے جس میں جماعت موتیوں کی مانند پروئی ہوئی ہے۔ اگر موتی بکھرے ہوں تو نہ تو محفوظ ہوتے ہیں اور نہ ہی خوبصورت معلوم ہوتے ہیں۔ ایک لڑی میں پروئے ہوئے موتی ہی خوبصورت اور محفوظ ہوتے ہیں۔ اگر قدرت ثانیہ نہ ہو تو اسلام کبھی ترقی نہیں کر سکتا۔ پس اس قدرت کے ساتھ کامل اخلاص اور محبت اور وفا اور عقیدت کا تعلق رکھیں اور خلافت کی اطاعت کے جذبہ کو دائمی بنائیں اور اس کے ساتھ محبت کے جذبہ کو اس قدر بڑھائیں کہ اس محبت کے بالمقابل دوسرے تمام رشتے کمتر نظر آئیں۔ امام سے وابستگی میں ہی سب برکتیں ہیں۔ اور وہی آپ کے لئے ہر قسم کے فتنوں اور ابتلاؤں کے مقابلہ کے لئے ڈھال ہے۔

.....پس اگر آپ نے ترقی کرنی ہے اور دنیا پر غالب آنا ہے تو میری آپ کو نصیحت ہے اور میرا یہی پیغام ہے کہ آپ خلافت سے وابستہ ہو جائیں۔ اس حبل اللہ کو مضبوطی سے تھامے رکھیں۔ ہماری ساری ترقیات کا دارومدار خلافت سے وابستگی میں ہی پنہاں ہے۔'' (روزنامہ الفضل ربوہ 30 مئی 2003ء)

اپنے ایک پیغام میں حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے احباب جماعت سے فرمایا: ''یہ خلافت کی ہی نعمت ہے جو جماعت کی جان ہے۔ اس لئے اگر آپ زندگی چاہتے ہیں تو خلافت احمدیہ کے ساتھ اخلاص اور وفا کے ساتھ چمٹ جائیں۔ پوری طرح اس سے وابستہ ہو جائیں کہ آپ کی ہر ترقی کا راز خلافت سے وابستگی میں ہی مضمر ہے۔ ایسے بن جائیں کہ خلیفۂ وقت کی رضا آپ کی رضا ہو جائے۔ خلیفۂ وقت کے قدموں پر آپ کا قدم اور خلیفۂ وقت کی خوشنودی آپ کا مطمع نظر ہو جائے۔''

ہفت روزہ بدر کا
سالانہ نمبر
''درویشانِ قادیان نمبر''

قارئین بدر کی اطلاع کیلئے تحریر ہے کہ حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے ازراہ شفقت امسال ہفت روزہ اخبار بدر قادیان کے سالانہ نمبر کیلئے ''درویشان قادیان نمبر'' کی منظوری عطاء فرمائی ہے۔ قارئین سے گزارش ہے کہ اس خصوصی نمبر کے لئے اپنے مضامین، واقعات وتبصرے نیز درویشان کی حالات زندگی مع یادگار تصاویر دفتر ہفت روزہ بدر قادیان میں ماہ اگست کے آخر تک بھجوادیں۔ جزاکم اللہ۔

اس سالانہ نمبر کے بابرکت اور مفید ہونے کیلئے دُعاؤں کی عاجزانہ درخواست ہے۔ (ادارہ)

منیر احمد حافظ آبادی ایم اے، پرنٹر وپبلشر نے فضل عمر پرنٹنگ پریس قادیان میں چھپوا کر دفتر اخبار بدر قادیان سے شائع کیا: پروپرائٹر نگران بدر بورڈ قادیان

قرآن مجید کا تصور خلافت اور اس کی ضرورت

نئی دہلی سے ایک ماہنامہ ''اللہ کی پکار'' کے نام سے شائع ہوتا ہے اس ماہنامہ کے مدیر پروفیسر خالد حامدی فلاحی صاحب ہیں۔رسالہ ہذا کا شمارہ اپریل ۲۰۱۱ء خاکسار کے سامنے ہے اس رسالہ میں اداریہ بعنوان'' قرآن کا تصور خلافت اور اس کے تقاضے'' درج ہے۔اپنے اداریہ میں خالد صاحب نے قرآن مجید میں بیان فرمودہ خلافت اور بنی نوع انسان کے ذریعہ اللہ تعالیٰ کے تخلیقی پلان کا ذکر کیا ہے۔اس تسلسل میں آپ نے لفظ خلیفہ اور اُس کے استعمال کا قرآن مجید میں ذکر کرتے ہوئے لکھا ہے کہ'' قرآن مجید میں خلیفہ اور اُس کی جمع خلائف اور خلفاء کا لفظ متعدد مقام پر آیا ہے دیکھئے القرآن البقرہ: ۲،۳۰ (الانعام)۶۔۱۶۵) الاعراف ۷۔۶۹۔۷۴) یوسف ۱۰:۶۔۳۷۔النمل ۲۷:۶۲ فاطر ۳۵:۳۹ ص ۳۸،۲۶۔

اسی طرح استخلاف (خلیفہ بنانا) فعل کی حیثیت سے قرآن مجید میں پانچ مقام پر آیا ہے۔دیکھئے القرآن ۔الانعام ۶:۱۳۳ الاعراف ۷:۱۳۹۔ھود،۱۱:۵۷۔التوبہ ۲۴:۵۵ آیت میں دوبار۔قدیم تفسیروں نے خلیفہ اوراس کے متعلقات کو تین معنی میں لیا ہے(۱) اللہ کا نائب۔۲ سلطان حکم راں۔۳۔جانشین۔کسی کے بعد آنے والا۔حقیقت یہ ہے کہ قرآن میں یہ لفظ اوراس کے متعلقات اللہ کے نائب،اللہ کا بنایا ہوا حکمراں اور بااختیار جانشین تینوں معنوں میں آیا ہے۔(صفحہ ۹۔۱۰)

اسی تسلسل میں خالد صاحب لکھتے ہیں کہ'' سورۃ البقرہ ۲:۳۰ میں جہاں اللہ نے سب سے پہلے انسان کے لئے خلیفہ کا لفظ استعمال کیا ہے اس سے مراد آدم کے لئے خصوصی خلافت ہے۔وہی تمام نبی آدم پر انسانوں کیلئے عمومی خلافت مراد ہے''۔خلیفہ کون ہوگا اس کی وضاحت کرتے ہوئے لکھتے ہیں۔

'' حقیقی خلیفہ ان لوگوں کو مانا جائے گا جو شعوری طور پر اللہ کی ہدایت کے مطابق زندگی کے فرائض انجام دیں۔حقوق اللہ کے ساتھ حقوق العباد کی ادائیگی کریں اس خلافت کے سب سے زیادہ حق دار انبیاء اور رسول ہیں اوراس کے بعد ان کے متبعین''۔ (اداریہ صفحہ ۱۰)

قارئین! پروفیسر خالد حامدی فلاحی صاحب کی ان عبارات کو پیش کرنے کا ہمارا مقصد یہ ہے کہ ہم آپ کو یہ بتائیں کہ پروفیسر صاحب نے قرآن مجید میں بیان فرمودہ جس تحقیقی منصوبہ کو وضاحت کے ساتھ بیان کیا ہے اس میں ایک پہلو کو بالکل نظر انداز کر دیا ہے۔اس بات میں کوئی شک نہیں کہ قرآن مجید نے خلیفہ کا لفظ اوراس کے متعلقات کو کئی معنوں میں استعمال کیا ہے۔خلیفہ کے معنوں میں اللہ تعالیٰ کا نائب ہونا حاکم اعلیٰ شہنشاہ،کسی کی نیابت کے معنوں میں آتا ہے خالد صاحب نے اپنے تمام اداریہ میں پہلے دو پہلو کو لیا ہے اور تیسرا پہلو یعنی نبوت کے بعد جاری ہونے والی خلافت کا بالکل ذکر نہیں کیا ہے۔قرآن مجید میں بے شک پہلے دو پہلو بھی تفصیل کے ساتھ بیان کئے گئے ہیں مگر اس کے ساتھ قرآن مجید میں انبیاء کی وفات کے بعد قائم ہونے والے سلسلہ خلافت اور اُس کی ضرورت پر بھی تفصیلی روشنی ڈالی گئی ہے اور آج اُمت مسلمہ اس خلافت کے فقدان کی وجہ سے قعر ضلالت وگمراہی میں گر چکی ہے۔

حقیقت میں آج قرآن مجید کے تصور خلافت کی ضرورت اور اُس کی حقیقت کو سمجھنے کی سب سے زیادہ ضرورت ہے تا کہ اس بات کا علم ہو سکے کہ مسلمانوں کی حقیقی پستی اور ذلت کا راز کیا ہے۔اور وہ کون سے ذرائع ہیں جس پر عمل پیرا ہو کر مسلمان دوبارہ بلندی وعروج حاصل کر سکتے ہیں۔

قارئین خلافت ایک عربی زبان کا لفظ ہے جس کے لغوی معنی کسی کا قائم مقام بننا یا کسی کے پیچھے آنا یا کسی کا نائب ہو کر اس کی نیابت کے فرائض سرانجام دینے کے ہیں۔اصطلاحًا خلیفہ کا لفظ دو معنوں میں استعمال ہوتا ہے۔ اوّل وہ ربانی مصلح جو خدا کی طرف سے دنیا میں کسی اصلاحی کام کیلئے بطور مامور مبعوث کیا جاتا ہے۔چنانچہ انہی معنوں میں تمام انبیاء ورسول خلیفۃ اللہ ہوتے ہیں کیونکہ وہ خدا تعالیٰ کے نائب ہونے کی حیثیت میں کام کرتے ہیں اور خدا تعالیٰ کی یہ سنت ہے کہ وہ ظلمت کے تاریک گھٹا ٹوپ اندھیروں میں اپنے برگزیدوں کو نبوت کی خلعت سے سرفراز کرتا ہے۔ان انبیاء کے ذریعہ شجرِ ہدایت بویا جاتا ہے اور پروان چڑھنے لگتا ہے۔ان انبیاء کے ذریعہ اللہ تعالیٰ کی قدرت اولیٰ کا ظہور ہوتا ہے اس لئے اصطلاحاً انہیں خلیفۃ اللہ کہا جاتا ہے اور انہیں معنوں میں قرآن شریف نے حضرت آدمؑ اور حضرت داؤدؑ کو خلیفہ کے نام سے یاد کیا ہے۔یہ مقام درحقیقت اللہ تعالیٰ کے ہر نبی کو عطا کیا جاتا ہے۔دوم وہ برگزیدہ شخص جو کسی نبی یا روحانی مصلح کی وفات کے بعد اس کے کام کی تکمیل کیلئے اس کا قائم مقام اوراس کی جماعت کا امام بنتا ہے جیسا کہ آنحضرت ﷺ کے بعد حضرت ابوبکر صدیقؓ اور حضرت عمرؓ خلیفہ بنے۔علامہ ابن اثیرؒ لکھتے ہیں:

اَلْخَلِیْفَۃُ مَنْ یَّقُوْمُ مَقَامَ الذَّا ھِبِ وَ یَسُدُّ مَسَدَّ ہٗ ۔(النھایۃ جلد1 صفحہ 315)

کہ خلیفہ وہ ہوتا ہے جو کسی جانے والے کی جگہ پر کھڑا ہو اوراس کے جانے کی وجہ سے پیدا ہونے والے خلا کو پر کر دے۔علامہ بیضاوی نے لفظ خلیفہ کے معنی بیان کرتے ہوئے اپنی تفسیر میں لکھا ہے کہ:

'' اَلْخَلِیْفَۃُ مَنْ یَّخْلِفُ غَیْرَہٗ وَ یَنُوْبُ مَنَابَہٗ ''(جلد1 صفحہ 59) کہ خلیفہ وہ ہے جو کسی دوسرے شخص کے بعد آئے اور اسکی قائم مقامی کرے۔اور اس میں جوتا ہے وہ مبالغے کیلئے ہے۔اس بارے میں احمدیہ مسلم جماعت کے دوسرے خلیفہ سیدنا حضرت مرزا بشیر الدین محمود احمد صاحب المصلح الموعودؓ فرماتے ہیں:

(۱) خلیفۃ:مَنْ یَخْلُفُ غَیْرَہٗ وَ یَقُوْمُ مَقَامَہٗ ۔جو کسی کا قائم مقام اور جانشین ہو۔

(۲) السُّلْطَانُ الاعظم،حاکمِ اعلیٰ،شہنشاہ۔

(۳) وَ فِی الشَّرعِ الْاِمَامُ الَّذِیْ لَیْسَ فَوْقَہٗ امامٌ۔اور شرعی لحاظ سے خلیفہ کے یہ معنی ہوں گے کہ وہ پیشرو اور حاکم جس کے اوپر اور کوئی حاکم نہ ہو۔

اور الخلافۃُ کے معنی ہیں اَلْاِمَارَۃُ۔حکومت۔النِّیَابَۃُ عَنِ الْغَیْرِ اِمَّا لِغَیْبَۃِ الْمُنُوْبِ عَنْہُ اَوْ لِمَوْتِہٖ اَوْ لِعَجْزِہٖ اَوْ لِتَشْرِیْفِ الْمُسْتَخْلَفِ یعنی دوسرے کی نیابت کرنا خلافت کہلاتا ہے ۔خواہ وہ نیابت جس کی نیابت کی گئی ہو اس کی غیر حاضری کی وجہ سے ہو یا موت یا کام سے عجز کی وجہ سے ہو۔اور بعض اوقات یہ نیابت صرف عزت افزائی کیلئے ہوتی ہے۔جیسے اللہ تعالیٰ اپنے بندوں کو زمین پر خلیفہ بناتا ہے تو یہ صرف ان کے اعزاز کی خاطر ہوتا ہے کہ نہ کسی اور وجہ سے۔اور شرعی معنی خلافت کے امامت کے ہیں۔''

(اقرب) (بحوالہ تفسیر کبیر جلد اوّل صفحہ 272-273)

سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں:'' خلیفہ کے معنی جانشین کے ہیں۔جو تجدید دین کرے۔ نبیوں کے زمانہ کے بعد جو تاریکی پھیل جاتی ہے اس کو دور کرنے کے واسطے جو ان کی جگہ آتے ہیں ان کو خلیفہ کہتے ہیں۔'' (ملفوظات جلد 4 صفحہ 383)

ایک اور جگہ فرماتے ہیں:'' خلیفہ جانشین کو کہتے ہیں اور رسول کا جانشین حقیقی معنوں کے لحاظ سے وہی ہو سکتا ہے جو ظلّی طور پر رسول کے کمالات اپنے اندر رکھتا ہو۔اس واسطے رسول کریم نے نہ چاہا کہ ظالم بادشاہوں پر خلیفہ کا لفظ اطلاق ہو۔کیونکہ خلیفہ درحقیقت رسول کا ظل ہوتا ہے۔''

(روحانی خزائن جلد 6 شہادت القرآن صفحہ 353 مطبوعہ 1989ء لندن)

قرآن کریم نے اس امر کو ایک نہایت لطیف تمثیل کے ذریعہ بھی بیان کیا ہے۔سورۃ نور میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ:

اَللّٰہُ نُوْرُ السَّمٰوٰتِ وَ الْاَرْضِ ط مَثَلُ نُوْرِہٖ کَمِشْکٰوۃٍ فِیْھَا مِصْبَاحٌ ط اَلْمِصْبَاحُ فِیْ زُجَاجَۃٍ ط (سورۃ نور آیت 36)

یعنی اللہ ہی آسمانوں اور زمین کا نور ہے۔اس کے نور کے اظہار کی مخصوص صورت یہ ہے کہ گویا ایک طاقچہ ہو جس میں ایک چراغ جل رہا ہو۔وہ چراغ ایک چمنی کے اندر ہو۔اس آیت میں چراغ سے مراد اللہ تعالیٰ کا نور ہے جس کے ذریعہ سے دو عالم میں اجالا ہوتا ہے۔چمنی سے مراد نبوت ہے۔جس کے ذریعہ سے خدائی نور نہایت چمک و دمک کے ساتھ ظاہر ہوتا ہے۔طاقچے سے مراد وہ ریفلیکٹر ہے جو چراغ نبوت کے پیچھے لگایا جاتا ہے یعنی خلافت۔جس طرح بیٹریوں میں ریفلیکٹر کے ذریعہ سے روشنی کو بہت دور پھینکا جا سکتا ہے۔اسی طرح سے خلافت کے ریفلیکٹر کے ذریعہ سے نور نبوت کو بہت لمبے زمانے تک ممتد کیا جا سکتا ہے۔پس خلافت نبوت کی جانشینی ہے۔خلیفہ نبی کے شروع کئے ہوئے عظیم الشان مشن کو خدا تعالیٰ سے رہنمائی حاصل کر کے نبی کی نشان کردہ راہوں پر چلتے ہوئے آگے سے آگے بڑھاتا ہے۔اور نہ صرف اس کے تشنہ تکمیل منصوبوں اور اسکیموں کو پایۂ تکمیل تک پہنچاتا ہے بلکہ اس کی بعثت کی غرض کو پورا کرنے کی خاطر نئے نئے پروگراموں اور منصوبوں کی بنیاد بھی ڈالتا ہے۔اور اس طرح سے تجدید دین کرتا ہے۔اور نیز خلافت کے ذریعہ نبی کا وجود ظلی طور پر اپنے تمام انوار و برکات کے ساتھ جماعت مومنین کے درمیان قائم و دائم رہتا ہے اور دنیا لمبے عرصے تک انوار نبوت سے مستفید ہوتی ہے۔خلیفہ اپنے فرائض کو پوری تندہی کے ساتھ ادا کرتا ہے۔

قارئین! نظام خلافت کے بارے میں قمر الانبیاء حضرت مرزا بشیر احمد صاحبؓ ایم۔اے نے بہت عمدہ وضاحت فرمائی ہے۔آپ لکھتے ہیں:

'' قران شریف کی تعلیم اور سلسلہ رسالت کی تاریخ کے مطالعہ سے پتہ چلتا ہے کہ جب اللہ تعالیٰ دنیا میں کسی رسول اور نبی کو بھیجتا ہے تو اس سے اس کی غرض یہ نہیں ہوتی کہ ایک آدمی دنیا میں آئے اور ایک آواز دے کر چلا جائے بلکہ ہر نبی اور رسول کے وقت خدا تعالیٰ کا منشاء یہ ہوتا ہے کہ دنیا میں ایک تغیر اور انقلاب پیدا کر دے۔ جس کے لئے ظاہری اسباب کے ماتحت ایک لمبے نظام اور مسلسل جدو جہد کی ضرورت پیش آتی ہے۔اور چونکہ انسان کی عمر بہر حال محدود ہوتی ہے اس لئے اللہ تعالیٰ کی یہ سنت ہے کہ وہ نبی کے ہاتھ سے صرف تخم ریزی کا کام لیتا ہے اور اس تخم ریزی کو انجام تک پہنچانے کیلئے نبی کی وفات کے بعد اسکی جماعت سے قابل اور اہل لوگوں کو یکے بعد دیگرے اس کے جانشین بنا کر اس کے کام کی تکمیل فرماتا ہے۔یہ جانشین اسلامی اصطلاح میں خلیفہ کہلاتا ہے۔'' (رسالہ خالد ربوہ۔مئی 1940)

(باقی صفحہ 18 پر ملاحظہ فرمائیں)

خطبہ جمعہ

جب بھی دنیا میں زمینی یا آسمانی آفات آتی ہیں خدا تعالیٰ کا خوف رکھنے والا ہر شخص اس خوف سے پریشان ہو جاتا ہے کہ آج جو آفت ایک علاقے میں آئی ہے کل ہمیں بھی کسی مشکل میں مبتلا نہ کر دے۔

خدا تعالیٰ کو یاد رکھنا اُس وقت بھی ہوتا ہے جب خدا تعالیٰ انہیں ہر قسم کی بلاؤں اور مشکلات سے محفوظ رکھتا ہے، اور کسی قسم کی پریشانی نہیں ہوتی اور جب کسی مشکل میں گرفتار ہوتے ہیں یا کسی بھی قسم کے موسمی تغیر یا آفت کو دیکھتے ہیں اس وقت وہ مزید اللہ تعالیٰ کے آگے جھکتے ہیں۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اُسوۂ حسنہ کے حوالہ سے آفات کے ظہور کے آثار کے موقع پر خاص طور پر اللہ تعالیٰ کے حضور دعاؤں اور خشیت الٰہی کی طرف توجہ کرنے کی نہایت اہم نصائح

دوسرے ملکوں میں آفات کو دیکھ کر یہ نہ سمجھو کہ تم محفوظ ہو۔

جاپان میں حالیہ زلزلہ، سونامی سے تباہی اور ایٹمی ری ایکٹروں سے ریڈی ایشن کے خطرات اور فار ایسٹ کے مختلف ممالک میں طوفانوں اور زلازل اور پاکستان میں آنے والے سیلاب اور زلزلوں کے پس منظر میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی پیشگوئیوں کا تذکرہ اور بنی نوع انسان کو اپنے خالق و مالک کی طرف توجہ کرنے کی نصیحت۔

خطبہ جمعہ سیدنا امیر المومنین حضرت مرزا مسرور احمد خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرمودہ مورخہ 18 مارچ 2011ء بمطابق 18 امان 1390 ہجری شمسی بمقام مسجد بیت الفتوح، لندن (برطانیہ)

(خطبہ جمعہ کا یہ متن ادارہ بدر الفضل انٹرنیشنل کے شکریہ کے ساتھ شائع کر رہا ہے)

أَشْهَدُ أَنْ لَّا إِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيکَ لَهٗ وَأَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَ رَسُوْلُهٗ

أَمَّا بَعْدُ فَأَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ- بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

اَلْحَمْدُلِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ-اَلرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ-مٰلِكِ يَوْمِ الدِّيْنِ اِيَّاکَ نَعْبُدُ وَ اِيَّاکَ نَسْتَعِيْنُ-

اِهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيْمَ-صِرَاطَ الَّذِيْنَ اَنْعَمْتَ عَلَيْهِمْ غَيْرِالْمَغْضُوْبِ عَلَيْهِمْ وَلَاالضَّآلِّيْنَ-

جب بھی دنیا میں زمینی یا آسمانی آفات آتی ہیں تو خدا تعالیٰ کا خوف رکھنے والا ہر شخص اس خوف سے پریشان ہو جاتا ہے کہ آج جو آفت ایک علاقہ میں آئی ہے کل ہمیں بھی کسی مشکل میں مبتلا نہ کر دے۔ ہمارا کوئی عمل خدا تعالیٰ کی ناراضگی مول لینے والا نہ بن جائے۔ اور یہ حالت ایک حقیقی مومن کی ہی ہو سکتی ہے۔ اُس کی ہو سکتی ہے جس کو یہ فہم اور ادراک حاصل ہو کہ اللہ تعالیٰ بے نیاز ہے۔ اور جب یہ سوچ ہو تو وہ اللہ تعالیٰ کا خوف دل میں رکھتے ہوئے اُس کی رضا کی راہوں پر چلنے کی کوشش کرتا ہے۔ اور ایسے ہی مومنوں کے بارے میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ اِنَّ الَّذِيْنَ هُم مِنْ خَشْيَةِ رَبِّهِمْ مُّشْفِقُوْنَ (المومنون:58) کہ یقیناً وہ لوگ ہیں جو اپنے رب کے خوف سے کانپتے ہیں اور اس خوف کی وجہ سے بِاٰيٰتِ رَبِّهِمْ يُؤْمِنُوْنَ (المومنون:59)۔ اپنے ربّ کی آیات پر ایمان لاتے ہیں۔ آگے پھر بیان ہوتا ہے کہ اُس کا شریک نہیں ٹھہراتے۔ ہر حالت میں اُن کا رُخ خدا تعالیٰ کی طرف ہوتا ہے۔ یہ نہیں کہ آفات میں گھر گئے تو خدا تعالیٰ یاد آ گیا۔ جب آفات سے باہر آئے تو خدا تعالیٰ کو بھول گئے۔ نہیں، بلکہ ہر حالت میں، چاہے تنگی ہو یا آسائش ہو، مشکل میں ہوں یا سکون میں ہوں، اللہ تعالیٰ کو یاد رکھتے ہیں اور نیکیوں میں آگے بڑھنے کی کوشش کرتے ہیں۔

خدا تعالیٰ کو یاد رکھنا اُس وقت بھی ہوتا ہے جب خدا تعالیٰ نے انہیں ہر قسم کی بلاؤں اور مشکلات سے محفوظ رکھا ہوتا ہے اور کسی قسم کی پریشانی نہیں ہوتی اور جب کسی مشکل میں گرفتار ہوتے ہیں یا کسی بھی قسم کے موسمی تغیّر یا آفت کو دیکھتے ہیں تو اُس وقت وہ مزید اللہ تعالیٰ کے آگے جھکتے ہیں۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم جو ہمارے لئے اسوہ حسنہ ہیں اور تا قیامت ہر آنے والے مومن کے لئے اُسوہ حسنہ ہیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا ایسے حالات میں کیا عمل ہوتا تھا اور کیا حالت ہوتی تھی۔ اس بارہ میں حضرت عائشہؓ سے ایک روایت ہے۔ آپ فرماتی ہیں کہ:

''جب تیز آندھی آتی تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یہ دعا کرتے کہ اے اللہ! مَیں تجھ سے اس آندھی میں مضمر ہر ظاہری اور باطنی خیر کا طالب ہوں اور اس کے ہر ظاہری و باطنی شر سے پناہ مانگتا ہوں۔

(سنن ترمذی کتاب الدعوات باب مایقول اذا ھاجت الریح حدیث 3449)

نیز آپ یعنی حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں کہ جب آسمان پر بادل گھر آتے تو آپ کا رنگ بدل جاتا اور آپ کبھی گھر میں داخل ہوتے اور کبھی باہر نکلتے۔ کبھی آگے جاتے اور کبھی پیچھے اور جب بادل برس جاتا تو آپ کی گھبراہٹ ختم ہو جاتی۔ کہتی ہیں کہ یہ بات مَیں آپ کے چہرہ مبارک سے پہچان لیتی تھی۔ آپؓ فرماتی ہیں کہ ایک بار مَیں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے اس گھبراہٹ کا سبب پوچھا تو آپؐ نے فرمایا کہ اے عائشہ! یہ اس لئے ہے کہ کہیں یہ بادل قومِ عاد پر عذاب لانے والے بادل جیسا نہ ہو۔

قومِ عاد کے بارہ میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ انہوں نے جب بادل کو اپنی وادیوں کی طرف آتے ہوئے دیکھا تو کہا کہ یہ تو ہم پر مینہ برسانے والا ہے لیکن وہ عذاب لانے والا بن گیا۔

(صحیح بخاری کتاب بدء الخلق باب ما جاء فی قولہ :و ھو الذی یرسل الریاح بشرا ....حدیث 3206)

تو یہ ہے کامل بندگی اور خشیت کا اظہار، اُس خوف کا اظہار کہ وہ عظیم انسان جس سے اللہ تعالیٰ کے بے شمار وعدے ہیں۔ ہر قسم کے نقصان سے بچانے کے بھی وعدے ہیں، ترقی اور غلبے کے بھی وعدے ہیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ بھی پتہ ہے کہ آپؐ کی زندگی میں کوئی آفت اور مصیبت مسلمانوں پر نہیں آ سکتی، بلکہ دوسرے بھی آپ کی برکتوں سے بچے ہوئے تھے۔ کسی دجّال کا دجل کامیاب نہیں ہو سکتا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ بھی علم تھا کہ جب آندھی اور طوفان آئے تو آپ کے حق میں آتے ہیں۔ بدر کی جنگ ہو یا جنگِ خندق۔ آندھیاں اور طوفان دشمن کی بربادی اور ہزیمت کا باعث بنی تھیں لیکن پھر بھی آپؐ کو فکر ہے۔ اصل میں تو یہ خیال ہو گا کہ آسمانی آفت سے یہ لوگ صفحہ ہستی سے نہ مٹا دیئے جائیں۔ پس آپ کی بے چینی اُس رحم کے جذبہ کے تحت تھی جو اس رحمۃ للعالمین کے دل میں مخلوق کے لئے موجزن تھا اور آپؐ اس قدر بے چینی میں مبتلا ہو جاتے کہ جیسا کہ حضرت عائشہؓ نے فرمایا کہ آپ کے چہرہ کا رنگ متغیر ہو جاتا، بدل جاتا۔ اللہ تعالیٰ کے بے نیاز ہونے کی وجہ سے آپ کو فکر ہوتی تھی کہ کہیں کچھ لوگوں کا تکبر اور خدا تعالیٰ کی قدرتوں کی صحیح پہچان نہ کرنا پوری قوم کی تباہی کا باعث نہ بن جائے۔ سورۃ ھود کے بارہ میں آپؐ نے ایک جگہ فرمایا کہ اس نے مجھے بوڑھا کر دیا۔

(سنن ترمذی کتاب تفسیر القرآن باب ومن سورۃ الواقعۃ حدیث 3297)

قوموں کی تباہی اور بربادی کا اس سورۃ میں ذکر ملتا ہے۔ اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم جو اللہ تعالیٰ کے پیغام کو حقیقی طور پر سمجھتے تھے اور آپؐ سے زیادہ کوئی اور سمجھ نہیں سکتا، آپؐ کو یہ فکر رہتی تھی کہ امت کا ہمیشہ صحیح رستے پر چلتے رہنا میری ذمہ داری ہے۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا فَاسْتَقِمْ كَمَآ اُمِرْتَ وَمَنْ تَابَ مَعَكَ وَلَا تَطْغَوْا (ھود:113) پس جیسے تجھے حکم دیا جاتا ہے اس پر مضبوطی سے قائم ہو جا اور وہ جنہوں نے تیرے ساتھ توبہ کی ہے۔ اور حد سے نہ بڑھنا۔ یعنی مومنوں کو حکم ہے کہ حد سے نہ بڑھنا۔ حد سے بڑھنا خدا

تعالیٰ کی ناراضگی مول لینا ہے۔

پس آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو فکر تھی کہ مومنین کی توبہ حقیقی توبہ ہو۔ آندھی، بادل وغیرہ کو دیکھ کر آپ کا پریشان ہونا اس وجہ سے بھی تھا کہ کہیں مومنوں کی بدعملیاں کسی آفت کو بلانے والی نہ بن جائیں۔ یہاں مومنوں کو بھی یہ حکم ہے کہ ایک دفعہ توبہ کر لی ہے تو تمہارے سامنے جو اُسوہ حسنہ قائم ہو گیا ہے اُس کی پیروی کرو۔ ورنہ یاد رکھو کہ اللہ تعالیٰ بے نیاز ہے۔ مومنوں کو حکم ہے کہ اُن لوگوں کی طرح نہ بنیں جو آفت کو دیکھ کر تو خدا تعالیٰ کو یاد کر لیتے ہیں اور جب مشکل دور ہو جائے تو پھر پرانی ڈگر پر آ جاتے ہیں۔ ایک مومن کی توبہ تو حقیقی توبہ ہوتی ہے اور مستقل توبہ ہوتی ہے۔ اللہ تعالیٰ قرآنِ کریم میں ایک جگہ مثال دیتے ہوئے فرماتا ہے وَاِذَا غَشِيَهُمْ مَّوْجٌ كَالظُّلَلِ دَعَوُا اللّٰهَ مُخْلِصِيْنَ لَهُ الدِّيْنَ فَلَمَّا نَجّٰهُمْ اِلَى الْبَرِّ فَمِنْهُمْ مُّقْتَصِدٌ۔ وَمَا يَجْحَدُ بِاٰيٰتِنَآ اِلَّا كُلُّ خَتَّارٍ كَفُوْرٍ (لقمان:33) اور جب انہیں کوئی موج سائے کی طرح ڈھانک لیتی ہے تو وہ عبادت صرف اللہ کے لئے مخصوص کرتے ہوئے اُس کو پکارتے ہیں۔ پھر جب وہ انہیں خشکی کی طرف نجات دے دیتا ہے تو اُن میں سے کچھ لوگ میانہ روی پر قائم رہتے ہیں اور ہماری آیتوں کا انکار صرف بد عہد اور ناشکرا ہی کرتا ہے۔

پس حقیقی مومن کی پکار مشکل اور مصیبت سے نجات پانے کے بعد بھی اللہ اللہ ہی ہوتی ہے۔ لیکن بد عہد اور ناشکرے اللہ تعالیٰ کو بھول جاتے ہیں اور پھر وہی ظلم و تعدّی، شرک اور ہر قسم کی برائیوں کا اُن سے اظہار ہوتا ہے۔ وہ اسی چیز میں پڑ جاتے ہیں۔ حقیقی مومن تو اس سے بڑھ کر ہے۔ یہی نہیں کہ صرف اپنے پر جو مشکل آئے اور مصیبت آئے تو تب ہی خدا تعالیٰ کا خوف دل میں پیدا ہوتا ہے۔ صرف اپنے پر آنے والی مصیبت ہی انہیں ایمان میں مضبوط نہیں کرتی بلکہ جیسا کہ ہم نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے عمل سے دیکھا ہے، دوسری قوموں کے انجام بھی خوف دلانے والے ہوتے ہیں۔ چاہے وہ ماضی میں گزری ہوئی قومیں ہیں یا اس زمانے میں ہمارے سامنے بعض قوموں کی مثالیں نظر آتی ہیں۔ اگر پرانی گزری ہوئی قوموں کا انجام اللہ تعالیٰ کا خوف دلانے والا ہوتا ہے تو پھر ایک مومن کے لئے جیسا کہ مَیں نے کہا اپنے زمانے میں دوسری قوموں پر آفات کس قدر خوفزدہ کرنے والی اور اپنے خدا کے آگے جھکنے والی اور اس سے رہنمائی مانگنے والی ہونی چاہئیں۔ لیکن دنیا اس بات کو نہیں سمجھتی۔ اکثریت سمجھتی ہے کہ موسمی تغیرات یا زمینی اور آسمانی آفات قانونِ قدرت کا حصہ ہیں اور کچھ عرصے بعد انہوں نے آنا ہی ہوتا ہے۔ ایک معمول ہے جن کے مطابق یہ آتی ہیں۔ آج کل کے پڑھے لکھے انسان کو اس علم نے اللہ تعالیٰ کی قدرتوں سے ہی
بے خوف کر دیا ہے۔

یہ ٹھیک ہے کہ قانونِ قدرت کے تحت آفات آتی ہیں۔ یہ بھی ٹھیک ہے کہ زلزلے جب آتے ہیں تو زمین کی نچلی سطح کی جو پلیٹس ہیں اُن میں تغیر زلزلوں کا باعث بنتا ہے۔ یہ ٹھیک ہے کہ نیوزی لینڈ یا جاپان وغیرہ کے علاقوں میں، مشرقِ بعید کے علاقوں میں جو جزائر ہیں وہ اِن پلیٹس کے اوپر آباد ہیں جس کی وجہ سے اِن علاقوں میں زلزلے زیادہ آتے ہیں۔ لیکن یہ بھی دیکھنے کی ضرورت ہے کہ اس زمانہ میں اللہ تعالیٰ کے کسی بھیجے ہوئے اور فرستادے نے اپنی سچائی کے لئے اِن زلزلوں کی پیشگوئی تو نہیں کی؟

عرصہ ہوا غالباً یہ مولانا نذیر مبشر صاحب کے وقت کی بات ہے۔ گھانا میں جب یہ مبلغ ہوتے تھے تو انہوں نے جب احمدیت اور اسلام کی اس علاقہ میں تبلیغ کی اور حضرت مسیح موعود علیہ الصلوۃ والسلام کے آنے کا دعویٰ اور یہ نوید سنائی اور یہ تبلیغ کی تو گھانا کے اس علاقہ میں علماء نے اور اَور بہت سارے پُرانے لوگوں نے اُن کو کہنا شروع کیا کہ مسیح و مہدی کے آنے کی نشانی تو زلزلے ہیں۔ اگر آپ کا بیان سچا ہے تو ہمارے ملک میں پھر زلزلے کا نشان دکھائیں۔ اور گھانا ایسی جگہ ہے جہاں عموماً زلزلے نہیں آتے۔ چنانچہ آپ نے دعا کی اور اُس کے نتیجہ میں وہاں ایک زلزلہ آیا جس کی وجہ سے لوگوں میں بے چینی پیدا ہو گئی اور بہت سارے لوگوں نے عیسائیت میں سے احمدیت قبول کی۔ مسلمانوں میں سے بھی احمدی مسلمان ہوئے۔ جنہوں نے نہیں ماننا ہوتا وہ تو نہیں مانتے لیکن بہر حال وہاں زلزلے کا ایک نشان مشہور ہو گیا۔ (ماخوذ از روح پرور یادیں صفحہ 79-78)

بہر حال ہم یہ دیکھتے ہیں کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوۃ والسلام نے اپنے دعویٰ کو زلزلوں اور آفات کے ساتھ کس طرح جوڑا ہے۔ اس کے بارے میں کیا بیان فرمایا ہے؟ اور اللہ تعالیٰ سے اطلاع پا کر حوادث اور زلزلوں کے بارے میں آپ نے کیا پیشگوئی فرمائی؟ آپ فرماتے ہیں کہ:

"حوادث کے بارے میں جو مجھے علم دیا گیا ہے وہ یہی ہے کہ ہر ایک طرف دنیا میں موت اپنا دامن پھیلائے گی اور زلزلے آئیں گے اور شدّت سے آئیں گے اور قیامت کا نمونہ ہوں گے اور زمین کو تہ و بالا کر دیں گے اور بہتوں کی زندگی تلخ ہو جائے گی۔ پھر وہ جو توبہ کریں گے اور گناہوں سے دستکش ہو جائیں گے خدا اُن پر رحم کرے گا۔ جیسا کہ ہر ایک نبی نے اس زمانے کی خبر دی تھی ضرور ہے کہ وہ سب کچھ واقع ہو۔ لیکن وہ جو اپنے دلوں کو درست کر لیں گے اور اُن راہوں کو اختیار کریں گے جو خدا کو پسند ہیں اُن کو کچھ خوف نہیں اور نہ کچھ غم۔ خدا نے مجھے مخاطب کر کے فرمایا کہ تُو میری طرف سے نذیر ہے۔ مَیں نے تجھے بھیجا تا مجرم نیکوکاروں سے الگ کئے جائیں۔ اور فرمایا کہ دنیا میں ایک نذیر آیا پر دنیا نے اُس کو قبول نہ کیا لیکن خدا اسے قبول کرے گا اور بڑے زور آور حملوں سے اُس کی سچائی ظاہر کر دے گا۔ میں تجھے اس قدر برکت دوں گا کہ بادشاہ تیرے کپڑوں سے برکت ڈھونڈیں گے"۔

فرماتے ہیں کہ "آئندہ زلزلہ کی نسبت جو ایک سخت زلزلہ ہو گا مجھے خبر دی...... اور فرمایا "پھر بہار آئی خدا کی بات پھر پوری ہوئی"۔ اس لئے ایک شدید زلزلہ کا آنا ضروری ہے۔ لیکن راستباز اُس سے امن میں ہیں۔ سو راستباز بنو اور تقویٰ اختیار کرو تا بچ جاؤ۔ آج خدا سے ڈرو تا اُس دن کے ڈرنے سے امن میں رہو۔ ضرور ہے کہ آسمان کچھ دکھاوے اور زمین کچھ ظاہر کرے۔ لیکن خدا سے ڈرنے والے بچائے جائیں گے"۔ فرماتے ہیں کہ "خدا کا کلام مجھے فرماتا ہے کہ کئی حوادث ظاہر ہوں گے اور کئی آفتیں زمین پر اتریں گی۔ کچھ تو اُن میں سے میری زندگی میں ظہور میں آ جائیں گی اور کچھ میرے بعد ظہور میں آئیں گی۔ اور وہ اس سلسلہ کو پوری ترقی دے گا۔ کچھ میرے ہاتھ سے اور کچھ میرے بعد"۔ (رسالہ الوصیت۔ روحانی خزائن جلد 20۔ صفحہ 302 تا 303)

تو یہ آپ کا دعویٰ ہے۔ اور جیسا کہ ایک مرتبہ پہلے بھی غالباً گزشتہ سال مَیں اسی حوالے سے بیان کر چکا ہوں کہ گزشتہ سو سال کے دوران جو آفات اور زلازل آئے ہیں وہ اس سے پہلے ریکارڈ نہیں ہوئے۔ چھوٹے چھوٹے (ریکارڈ) نہیں ہوئے لیکن جو پرانی بڑی بڑی آفتیں آئی ہیں وہ ریکارڈ میں موجود ہیں۔ لیکن اتنی زیادہ نہیں جتنی اس سو سال میں۔ اللہ تعالیٰ یہ نشان دنیا کے مختلف حصوں میں بار بار دکھا رہا ہے۔ اس لئے بار بار ہمیں اس انذار کو اپنے سامنے رکھنے کی ضرورت ہے کہ اپنے ایمانوں کو بھی مضبوط کر سکیں اور دنیا میں بھی اُس پیغام کو پہنچانے کا حق ادا کر سکیں جس کو لے کر حضرت مسیح موعود علیہ الصلوۃ والسلام آئے تھے۔ آپؑ نے واضح فرمایا ہے کہ میرا نشان میری زندگی کے بعد بھی ظاہر ہوتا رہے گا۔ پس جس طرح شدت سے آپ نے دنیا کو اس نشان سے آگاہ کیا ہے ہمیں بھی دنیا کو آگاہ کرنے کی ضرورت ہے۔

ابھی گزشتہ ہفتے جاپان میں ایک شدید زلزلہ آیا اور ساتھ ہی سونامی بھی جس نے بستیوں کو صفحہ ہستی سے مٹا دیا۔ زلزلے سے جو بستیاں تباہ ہوئی تھیں، اُنہیں پانی بہا کر کہیں کا کہیں لے گیا۔ وہاں جو احمدی ہیں وہ اس علاقہ میں زلزلہ زدگان کی مدد کے لئے جا رہے تھے تو راستے سے اُن کو فون آیا کہ یہ جگہ جہاں سے ہم گزر رہے ہیں پہلے جب یہاں سے گزرا کرتے تھے تو ایک بستی تھی، ایک قصبہ تھا، پندرہ بیس ہزار کی آبادی تھی اور اب ہم یہاں سے گزر رہے ہیں تو اس جگہ پہ اُس بستی کا کہیں نشان ہی نہیں۔ اور جو سڑکیں ہیں وہ بھی بالکل ختم ہو چکی ہیں۔ بڑی بڑی عمارتیں جو بہ گئیں تو سڑکوں کا کوئی سوال ہی نہیں تھا۔ پس یہ بڑے خوف کا مقام ہے۔ بہر حال اس خوف کے ساتھ ہمیں اپنے آقا حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اُسوہ پر عمل کرتے ہوئے دعا بھی کرنی چاہئے کہ اللہ تعالیٰ دنیا کو حق پہچاننے کی توفیق عطا فرمائے اور وہ آفات سے بچائے جائیں۔ بجائے یہ کہ وہ آفتوں سے تباہ ہوں۔ اللہ تعالیٰ ان کے سینے کھولے۔ اور اس کے ساتھ ہی ہمیں پیغام پہنچانے کی ضرورت ہے اور جاپانیوں کے بارہ میں تو خاص طور پر حضرت مسیح موعود علیہ الصلوۃ والسلام کا حسنِ ظن ہے اور پیغام پہنچانے کی خواہش بھی تھی۔ اس لئے جہاں یہ آفات، یہ زلزلے آتے ہیں وہاں اُن کے لئے ایک خوشخبری بھی ہے کہ اگر حضرت مسیح موعود علیہ الصلوۃ والسلام کے اس حسنِ ظن کے مطابق وہ اللہ تعالیٰ کی حقیقی تعلیم کو سمجھ لیں تو بچائے بھی جائیں۔ اس لئے ہمیں بھی اس طرف توجہ دینے کی ضرورت ہے۔ گو وہاں چھوٹی سی جماعت ہے لیکن جتنی بھی ہے اُسے اپنی پوری طاقتوں کے ساتھ بھرپور کوشش کرنی چاہئے کہ یہ پیغام جس حد تک وہ پھیلا سکتے ہیں پھیلائیں اور پہنچائیں۔ اور اِن حالات میں حکمت سے اسلام کا پیغام بھی پہنچائیں اور خدمتِ خلق بھی ساتھ ساتھ کرتے چلے جائیں۔

خدمتِ خلق کا کام تو متاثرہ جگہوں پر ہمارے احمدی جیسا کہ مَیں نے کہا کہ کیمپ لگا کر کر رہے ہیں، خوراک وغیرہ بھی مہیا کر رہے ہیں۔ لیکن ان رابطوں کو اب مستقل کرنے کی ضرورت ہے تا کہ ان کو اسلام کی خوبصورت تعلیم کا پتا چلے۔ جاپان کو اپنے روایتی شِنٹو مذہب پر فخر ہے۔ اُسی پر اُن کی توجہ رہتی ہے۔ یا اُن میں بدھسٹ ہیں بلکہ ان کی تحقیق کرنے والے بعض تو یہ کہتے ہیں کہ اِن کے دونوں مذہب ساتھ ساتھ چل رہے ہیں۔ شادی بیاہ کے لئے شِنٹو مذہب کی روایات پر عمل کرتے ہیں اور اُس کے مطابق رسوم ہوتی ہیں اور موت فوت پر بدھ مت کے مطابق رسوم ادا کی جاتی ہیں۔ میرے ایک جاپانی دوست ہیں، جماعت سے اچھا تعلق رکھنے والے ہیں، بڑے سرکاری عہدیدار تو نہیں لیکن بہر حال اچھے بڑے اثر و رسوخ والے آدمی ہیں اور وزراء وغیرہ تک اُن کی پہنچ ہے۔ وہ ایک دن باتوں میں کہنے لگے کہ ہمارا جو شنٹو مذہب ہے، اس کی وجہ سے جاپانی اسلام کی طرف توجہ نہیں دے سکتے۔ تو مَیں نے اُس وقت اُن کو یہی کہا تھا کہ گو اِس میں اخلاق کے لحاظ سے بہت اچھی خصوصیات ہیں لیکن ایک دن بہر حال اِن کو اسلام کی طرف آنا پڑے گا۔ جہاں تک اِن کے بنیادی اخلاق کا سوال ہے جیسا کہ مَیں نے کہا، شِنٹو تعلیم جو ہے بعض بڑے اچھے اخلاق کی تعلیم دیتی ہے بلکہ لگتا ہے کہ اسلام کے اعلیٰ اخلاق کو انہوں نے اپنایا ہوا ہے۔

بہر حال جیسا کہ مَیں نے کہا حضرت مسیح موعود علیہ الصلوۃ والسلام نے جاپان میں تبلیغِ اسلام کی خواہش کا اظہار فرمایا۔ اور ایک مجلس میں آپ نے فرمایا کہ: "مجھے معلوم ہوا ہے کہ جاپانیوں کو اسلام کی طرف توجہ ہوئی ہے اس لئے کوئی ایسی جامع کتاب ہو جس میں اسلام کی حقیقت پورے طور پر درج کر دی جاوے گویا اسلام کی پوری تصویر ہو۔ جس طرح پر انسان سراپا بیان کرتا ہے اور سر سے لے کر پاؤں تک کی تصویر کھینچ دیتا ہے اسی طرح سے اس کتاب میں اسلام کی خوبیاں دکھائی جاویں۔ اس کی تعلیم کے سارے پہلوؤں پر بحث ہو اور اس کے ثمرات اور نتائج بھی دکھائے جاویں۔ اخلاقی حصہ الگ ہو اور ساتھ ساتھ دوسرے مذاہب کے ساتھ اس کا مقابلہ

کیا جاوے‘‘۔ (ملفوظات جلد چہارم صفحہ 372-371 مطبوعہ ربوہ)

پھر فرمایا کہ ’’وہ لوگ بالکل بے خبر ہیں کہ اسلام کیا شے ہے؟‘‘ فرمایا ’’مَیں دوسری کتابوں پر جو لوگ اسلام پر لکھ کر پیش کریں بھروسہ نہیں کرتا کیونکہ اُن میں خود غلطیاں پڑی ہوئی ہیں‘‘ (یعنی دوسرے لوگ جو علاوہ احمدیوں کے لکھ رہے ہیں، اُن میں غلطیاں ہیں۔ اس لئے بھروسہ نہیں کرتا)۔ ’’ان غلطیوں کو ساتھ رکھ کر اسلام کے مسائل جاپانی یا دوسری قوموں کے سامنے پیش کرنا اسلام پر ہنسی کرانا ہے۔ اسلام وہی ہے جو ہم پیش کرتے ہیں‘‘۔ (ملفوظات جلد چہارم صفحہ 374 مطبوعہ ربوہ)

پس ہم پر یہ ذمہ داری ڈال دی کہ ایسی جامع کتاب جاپانی میں لکھی جائے جو تمام چیزوں کو cover کرتی ہو۔ میرے خیال میں ابھی تک تو یہ لکھی نہیں گئی، گو کہ جاپانی زبان میں بعض لٹریچر ہے۔ بہر حال ہمیں اب اس طرف توجہ بھی کرنی ہوگی۔ بلکہ اُس زمانے میں ایک جگہ آپ نے فرمایا کہ ایسی کتاب ہو اور پھر کسی جاپانی کو چاہے ایک ہزار روپیہ دے کر (اُس زمانے میں ہزار روپیہ کی بڑی قیمت تھی) اس کا ترجمہ کروایا جائے۔

(ماخوذ از ملفوظات جلد چہارم صفحہ 373 حاشیہ)

قرآنِ کریم کا ترجمہ بھی آج کل دوبارہ ری وائز (Revise) ہو رہا ہے اور اللہ کے فضل سے ہمارے مبلغ ضیاء اللہ صاحب اور ایک جاپانی احمدی دوست جو بڑے مخلص ہیں، وہ کر رہے ہیں اور تقریباً مکمل ہونے والا ہے۔

یہاں مَیں جاپان سے متعلق حضرت مصلح موعودؓ کی ایک رؤیا کا بھی ذکر کر دیتا ہوں۔ یہ 1945ء کی بات ہے۔ لمبی رؤیا ہے۔ اس کے بعد حضرت مصلح موعودؓ فرماتے ہیں کہ خواب میں بتایا گیا ہے کہ جاپانی قوم جو اس وقت بالکل مردہ حالت میں ہے۔ اللہ تعالیٰ اُس کے دل میں احمدیت کی طرف رغبت پیدا کرے گا۔ (یعنی روحانی لحاظ سے مردہ ہے) اور وہ آہستہ آہستہ پھر طاقت اور قوت حاصل کرے گی اور میری آواز پر اسی طرح لبیک کہے گی جس طرح پرندوں نے حضرت ابراہیم علیہ السلام کی آواز پر لبیک کہا تھا‘‘۔

(رؤیا و کشوف سیدنا محمود صفحہ 287-286۔ الفضل 19 ر اکتوبر 1945ء صفحہ 2-1)

تو رؤیا کا آپ نے یہ نتیجہ نکالا۔ پس آج ہمارا یہ فرض ہے کہ اس طرف بہت زیادہ توجہ دیں جب کہ اللہ تعالیٰ ایسے حالات بھی پیدا کر رہا ہے۔ خدمت کے مواقع بھی ہمیں ملتے رہتے ہیں۔ تبلیغ کے بھی ملتے رہتے ہیں۔ اس میں زیادہ بہتری اور زیادہ توجہ کی ضرورت ہے۔ آج ہر قوم کو ہوشیار کرنا ہمارا کام ہے۔ جاپان میں یہ جو زلزلہ اور سونامی آیا ہے بعض کہتے ہیں کہ ہزار سال کی تاریخ میں ایسا نہیں آیا۔ جاپان دنیا کا ایسا ملک ہے جہاں زلزلے آتے ہیں جیسا کہ مَیں نے کہا۔ اور یہ اپنی عمارتیں بھی ایسی بناتے ہیں جو زلزلے کو برداشت کرنے والی ہیں۔ لیکن جب اللہ تعالیٰ کی تقدیر چلتی ہے، پھر کوئی چیز مقابلہ نہیں کر سکتی۔ کہتے ہیں کہ انسانی سوچ ابھی تک ساڑھے سات یا آٹھ ریکٹر سکیل پر زلزلوں کو سہارنے کا انتظام کر سکتی ہے۔ وہ عمارتیں وغیرہ بنا سکتی ہے جو سہار سکتی ہیں۔ لیکن یہ زلزلہ جو آیا یہ تقریباً 9 ریکٹر سکیل کا زلزلہ تھا۔ اور پھر جیسا کہ مَیں نے کہا سمندری طوفان نے اس پر مزید تباہی مچا دی اور پھر انسان جو سمجھتا ہے کہ مَیں نے بڑی ترقی کر لی ہے اور بعض چیزوں کو استعمال میں لا کر مَیں نئی نئی ایجادیں کر لیتا ہوں۔ ایٹم کا استعمال ہے، اس کو جاپان میں فائدے کے لئے استعمال میں لایا جا رہا ہے، جاپانی ویسے تو ایٹم بم کے بڑے خلاف ہیں، کیونکہ ایک دفعہ دوسری جنگِ عظیم میں امریکہ کی طرف سے اُن پر جو ایٹم بم پھینکے گئے تو اُس کی وجہ سے بہت زیادہ ردّ عمل اور خوف ہے۔ لیکن بہرحال وہ ایٹم سے انسانی فائدے کے لئے اور اپنی معیشت بہتر کرنے کے لئے کام لے رہے ہیں اور اس پر کام کر رہے ہیں۔ لیکن اس زلزلے کے بعد ان ایٹمی ری ایکٹروں نے بھی تباہی پھیلائی ہوئی ہے۔ ریڈی ایشن پھیلتی چلی جا رہی ہے۔ آج ہی مجھے جاپان سے فیکس آئی کہ جو ہیلی کاپٹر ہیں وہ ناکام ہو رہے تھے۔ فائر بریگیڈ کے ٹینکوں کے ذریعے سے یہ کوشش کر رہے ہیں کہ کسی طرح اُن ری ایکٹرز کو ٹھنڈا رکھا جائے تا کہ ریڈی ایشن نہ پھیلے۔ بہر حال اللہ تعالیٰ فضل فرمائے اور مزید تباہی سے اس ملک کو بچائے۔ لیکن اپنے والنٹیئر ز کو مَیں نے پیغام دیا تھا کہ ان دنوں میں وہاں بلکہ عمومی طور پر جاپان میں رہنے والے احمدی اور اُس علاقے میں رہنے والے ریڈئیم برومائیڈ (Radium Bromide-CM) اور کارسینوسن (Carcinosan-CM) استعمال کریں جو ہومیو پیتھک دوائی ہے۔ ایک دن ایک، دوسرے دن دوسری۔ اس کے بعد ایک ہفتے کے وقفے سے ایک دوائی۔ پھر ایک ہفتے کے وقفے بعد دوسری دوائی۔ یعنی کہ دو ہفتے بعد ایک دوائی کی باری آئے گی۔ وہاں اور لوگوں کو بھی کھلائیں۔ اگر وہاں میسر نہیں ہے تو Humanity first کو جو اور انتظام کر رہی ہے یہ دوائی بھی بھجوانے کی کوشش کرنی چاہئے۔

بہرحال اس وقت جاپان کے علاقے میں زلزلے اور سمندری طوفان نے تباہی پھیلائی ہوئی ہے اور پھر ریڈی ایشن کا بھی خطرہ پیدا ہو گیا ہے جس کے بد نتائج دیر تک چلتے ہیں۔ زلزلہ آیا، سونامی آیا۔ یہ تو ایک وقتی طور پر آیا تھا، ختم ہو گیا لیکن اگر ریڈی ایشن خدانخواستہ زیادہ پھیل گئی تو پھر نسلوں تک اُس کے اثرات چلتے ہیں۔ بچے بھی بعض دفعہ اپاہج پیدا ہوتے چلے جاتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ ان لوگوں پر رحم فرمائے۔

وہ قومیں جو سمجھتی ہیں کہ ہم محفوظ ہیں لیکن زمانے کے امام کی پیشگوئی کے مطابق وہ بھی محفوظ نہیں ہیں۔ اور اگر اب بھی انہوں نے خدا تعالیٰ کی طرف توجہ نہ کی تو جو یہ آفات ہیں ہر ایک کو اپنی لپیٹ میں لے سکتی ہیں۔ ان کو بھی اللہ تعالیٰ، خدا تعالیٰ کو پہچاننے کی توفیق عطا فرمائے۔

اس سال میں، اِس علاقے میں یعنی اِس جاپان اور فار ایسٹ (Far East) وغیرہ کے علاقے میں اور آسٹریلیا میں تین مختلف ممالک جو ہیں وہ آفات سے متاثر ہوئے ہیں۔ نیوزی لینڈ میں بھی ایک شہر کا بڑا حصہ تباہ ہو گیا۔ کہتے ہیں وہاں نیوزی لینڈ میں 1931ء میں بہت بڑا زلزلہ آیا تھا جس سے دو شہر تباہ ہو گئے تھے اور اس سال بھی جو زلزلہ آیا ہے اُس کی شدت گو 1931ء والے زلزلے سے کم تھی لیکن اس میں بھی بہت تباہی ہوئی ہے۔ ستّر ہزار لوگوں کو اپنے گھروں کی بربادی کی وجہ سے شہر چھوڑنا پڑا۔ تقریباً پچھتر فیصد تو شہر ہی تباہ ہو گیا۔

پھر آسٹریلیا میں بارشوں اور سمندری طوفان نے تباہی مچائی ہے۔ آسٹریلیا میں بھی ستّر شہر اور قصبے تباہ ہو گئے ہیں۔ پورا کوئینز لینڈ (Queensland) ہی تقریباً متاثر ہوا ہے۔ اور اس کوئینز لینڈ کا جو رقبہ ہے وہ لمبائی چوڑائی میں اتنا بڑا ہے کہ جاپان سے چار گُنا زیادہ ہے۔ پس یہ زُعم بھی ختم ہو جاتا ہے کہ ہمارے پاس بہت رقبہ ہے اور ہم یہاں سے وہاں چلے جائیں گے، ادھر سے اُدھر چلے جائیں گے۔ پھر اِن کی معیشت کو آسٹریلیا میں بڑا نقصان پہنچا ہے۔ اس صوبے میں کوئلے کی بڑی کانیں ہیں جن میں سے پچاسی فیصد کو نقصان پہنچا ہے اور کہتے ہیں کہ دو اعشاریہ تین بلین ڈالر کا نقصان کوئلے کی کانوں کو ہوا ہے، اور کُل معیشت کو نقصان تیس بلین ڈالر کا ہوا ہے۔ پھر اس کے علاوہ وہاں کے علاقے وکٹوریہ میں طوفان آیا اور محکمہ موسمیات کے مطابق وہاں کے وکٹوریہ کی تاریخ میں یہ بدترین طوفان تھا۔ تو دنیا کی تو یہ حالت ہے اور پھر یہ زعم کہ ہم بڑے ترقی یافتہ ہیں۔ اور گزشتہ سالوں میں امریکہ میں بھی طوفان آتے رہے تو کتنوں کو انہوں نے بچا لیا۔ اُن کی بھی بستیاں تباہ ہو گئیں۔ تو اِن ملکوں کے طوفانوں سے باقی ملک یہ نہ سمجھیں کہ شاید ہمارے لئے بچت ہے اور یہ علاقے ایسے ہیں جہاں طوفان آتے ہیں یا زلزلے آتے ہیں یا آفات آتی ہیں۔

اللہ تعالیٰ چاہتا ہے کہ تمام دنیا کو، دنیا کی قوموں کو ایک ہاتھ پر جمع کرے اور اپنی پہچان کروائے۔ اس کے لئے اُس نے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو بھیجا ہے۔ آپؑ فرماتے ہیں:

’’خدائے تعالیٰ نے اس زمانے کو تاریک پا کر اور دنیا کو غفلت اور کفر اور شرک میں غرق دیکھ کر اور ایمان اور صدق اور تقویٰ اور راست بازی کو زائل ہوتے ہوئے مشاہدہ کر کے مجھے بھیجا ہے تا کہ وہ دوبارہ دنیا میں علمی اور عملی اور اخلاقی اور ایمانی سچائی کو قائم کرے اور تا اسلام کو ان لوگوں کے حملہ سے بچائے جو فلسفیت اور نیچریت اور اباحت اور شرک اور دہریت کے لباس میں اس الٰہی باغ کو نقصان پہنچانا چاہتے ہیں‘‘۔

(آئینہ کمالات اسلام۔ روحانی خزائن جلد 5۔ صفحہ 251)

پس اسلام کی سچائی اب حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ذریعے سے دنیا میں قائم ہونی ہے اور آپ کے ساتھ جُڑنے سے ہی دنیا میں قائم ہونی ہے۔ غیر قوموں سے مقابلہ کر کے اسلام کی برتری جب ثابت کرنی ہے تو اس جری اللہ کے ساتھ جُڑنے سے ہی ہو سکتی ہے۔ کوئی اور تنظیم، کوئی اور جماعت اس مقصد کو حاصل نہیں کر سکتی۔ اُمّت کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اس عمل پر غور کرنا چاہئے کہ کس طرح آندھی اور بارش دیکھ کر آپ بے چین ہو جایا کرتے تھے۔ پس یہ دیکھیں کہ کیا ہم اس اُسوہ پر حقیقی طور پر عمل پیرا ہیں یا کوشش کرتے ہیں؟ اگر نہیں تو بڑے فکر کا مقام ہے کہ اللہ تعالیٰ تو بڑا بے نیاز ہے۔ اُس کا کسی کے ساتھ کوئی رشتہ نہیں۔ خدا صرف اُس کا ہے جو حقیقی رنگ میں حقِ بندگی ادا کرنے والا ہے۔

پاکستان میں جو گزشتہ سال سیلاب آیا جو مُلک کی تاریخ کا بدترین سیلاب تھا، جس نے سرحد سے لے کر سندھ تک تمام صوبوں کو اپنی لپیٹ میں لے لیا تھا اور تجزیہ کرنے والے یہ تجزیہ کرتے ہیں کہ یہ انڈونیشیا کے سونامی سے بھی زیادہ تباہ کُن تھا۔ ابھی تک وہاں لوگ شہروں میں کیمپوں میں بیٹھے ہوئے ہیں۔ نہ ہی اُن کی آباد کاری کی طرف حکومت کو توجہ ہے اور نہ ہی اُس مُلّاں کو جو اِن کا ہمدرد بنتا ہے، جنہوں نے ہر وقت احمدیوں کے خلاف اِن کو اُکسایا ہوا ہے۔ ملک میں مکمل طور پر افراتفری ہے۔ پھر بھی عوام کو سمجھ نہیں آ رہی کہ اُن کے ساتھ یہ ہو کیا رہا ہے۔ اور زمانے کے امام کا انکار کئے چلے جا رہے ہیں۔ گزشتہ سیلاب جو آیا تھا اُس میں مولوی عوام کو یہ تسلی دلا دیتا تھا اور بحث ٹی وی پر چلتی جا رہی تھی کہ یہ کوئی عذاب نہیں تھا بلکہ ابتلا تھا، اور ابتلا اللہ والوں کو آتا ہے۔ اور پھر خود ہی یہ تسلیم کرتے ہیں کہ عذاب تو اُس صورت میں ہوتا ہے جب کوئی نبی آتا ہے اور نبی کا دعویٰ موجود ہو تو چونکہ نبی کوئی نہیں ہے اس لئے یہ عذاب نہیں کہلا سکتا۔ اور جو دعویٰ ہے اُس کی طرف دیکھنے اور سننے کو تیار نہیں۔ اللہ تعالیٰ اس قوم پر بھی رحم کرے۔ چند سال پہلے ایک بدترین زلزلہ آیا تھا جس نے تباہی مچا دی تھی پھر بھی اِن کو عقل نہیں آئی کیونکہ سوچتے نہیں ہیں کہ اِن آفات کی پیشگوئی اللہ تعالیٰ کی طرف سے بھیجے ہوئے اُس کے فرستادے نے کی ہے جس کے یہ انکاری ہیں۔ اور جیسا کہ مَیں نے اقتباس میں پڑھا ہے کہ آپ نے فرمایا، کچھ حوادث اور آفتیں میرے بعد ظہور میں آئیں گی‘‘۔ پس کچھ تو آنکھیں کھولو۔ اے بصیرت اور بصارت کا دعویٰ کرنے والو! کچھ تو عبرت حاصل کرو۔

NAVNEET JEWELLERS نونیت جیولرز

Manufacturers of All Kinds of Gold and Silver Ornaments

خالص سونے اور چاندی کے اعلیٰ زیورات کا مرکز

’الیس اللہ بکافٍ عبدہ‘ کی دیدہ زیب انگوٹھیاں اور لاکٹ وغیرہ احمدی احباب کیلئے خاص

Main Bazar Qadian (Gsp) Punjab (Ph. 01872-220489, (R) 220233

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے واضح فرمایا ہے کہ دوسرے ملکوں میں آفات کو دیکھ کر یہ نہ سمجھو کہ تم محفوظ ہو، بلکہ واضح فرمایا کہ میری پیشگوئیاں تمام دنیا کے لئے ہیں، نہ اس سے پنجاب مستثنیٰ ہے۔ اُس وقت پنجاب کی بات کرتے تھے کہ پنجاب میں زلزلے نہیں آئے تو آپ نے فرمایا: اس سے پنجاب بھی مستثنیٰ نہیں۔ نہ برصغیر کا کوئی اور شہر یا علاقہ مستثنیٰ ہے۔ آپ نے واضح طور پر فرما دیا کہ حق جو ہے وہ چھپانے سے چھپا نہیں کرتا۔ اس لئے تم لوگ فکر کرو۔ (ماخوذ از حقیقۃ الوحی روحانی خزائن جلد 22 صفحہ 267-268)

پھر آپ ایک جگہ فرماتے ہیں۔ آپؑ کا ایک اقتباس پیش کرتا ہوں کہ:

''یاد رہے کہ خدا نے مجھے عام طور پر زلزلوں کی خبر دی ہے۔ پس یقیناً سمجھو کہ جیسا کہ پیشگوئی کے مطابق امریکہ میں زلزلے آئے ایسا ہی یورپ میں بھی آئے اور نیز ایشیا کے مختلف مقامات میں آئیں گے اور بعض اُن میں قیامت کا نمونہ ہوں گے اور اس قدر موت ہوگی کہ خُون کی نہریں چلیں گی۔ اس موت سے پرند چرند بھی باہر نہیں ہونگے اور زمین پر اس قدر سخت تباہی آئے گی کہ اِس روز سے کہ انسان پیدا ہوا ایسی تباہی کبھی نہیں آئی ہوگی۔ اور اکثر مقامات زیروزبر ہو جائیں گے کہ گویا اُن میں کبھی آبادی نہ تھی۔ اور اس کے ساتھ اَور بھی آفات زمین اور آسمان میں ہولناک صورت میں پیدا ہوں گی۔ یہانتک کہ ہر ایک عقلمند کی نظر میں وہ باتیں غیر معمولی ہو جائیں گی اور ہیئت اور فلسفہ کی کتابوں کے کسی صفحہ میں اُن کا پتہ نہیں ملے گا۔ تب انسانوں میں اضطراب پیدا ہوگا کہ یہ کیا ہونے والا ہے۔ اور بہتیرے نجات پائیں گے اور بہتیرے ہلاک ہو جائیں گے۔ وہ دن نزدیک ہیں بلکہ میں دیکھتا ہوں کہ دروازے پر ہیں کہ دنیا ایک قیامت کا نظارہ دیکھے گی اور نہ صرف زلزلے بلکہ اَور بھی ڈرانے والی آفتیں ظاہر ہوں گی، کچھ آسمان سے اور کچھ زمین سے۔ یہ اس لئے کہ نوع انسان نے اپنے خدا کی پرستش چھوڑ دی ہے اور تمام دل اور تمام ہمت اور تمام خیالات سے دنیا پر ہی گر گئے ہیں۔ اگر میں نہ آیا ہوتا تو اِن بلاؤں میں کچھ تاخیر ہو جاتی، پر میرے آنے کے ساتھ خدا کے غضب کے وہ مخفی ارادے جو ایک بڑی مدت سے مخفی تھے ظاہر ہو گئے جیسا کہ خدا نے فرمایا۔ وَمَا كُنَّا مُعَذِّبِيْنَ حَتّٰى نَبْعَثَ رَسُوْلًا (بنی اسرائیل:16)۔ اور توبہ کرنے والے اَمان پائیں گے اور وہ جو بلا سے پہلے ڈرتے ہیں اُن پر رحم کیا جائے گا۔ کیا تم خیال کرتے ہو کہ تم اِن زلزلوں سے امن میں رہو گے یا تم اپنی تدبیروں سے اپنے تئیں بچا سکتے ہو؟ ہرگز نہیں۔ انسانی کاموں کا اُس دن خاتمہ ہوگا۔ یہ مت خیال کرو کہ امریکہ وغیرہ میں سخت زلزلے آئے اور تمہارا ملک اُن سے محفوظ ہے۔ مَیں تو دیکھتا ہوں کہ شاید اُن سے زیادہ مصیبت کا مُنہ دیکھو گے۔ اے یورپ تُو بھی امن میں نہیں اور اے ایشیا تو بھی محفوظ نہیں اور اے جزائر کے رہنے والو! کوئی مصنوعی خدا تمہاری مدد نہیں کریگا۔ میں شہروں کو گرتے دیکھتا ہوں اور آبادیوں کو ویران پاتا ہوں۔ وہ واحد یگانہ ایک مدت تک خاموش رہا اور اُس کی آنکھوں کے سامنے مکروہ کام کئے گئے اور وہ چپ رہا مگر اب وہ ہیبت کے ساتھ اپنا چہرہ دکھلائے گا جس کے کان سُننے کے ہوں سُنے کہ وہ وقت دُور نہیں۔ مَیں نے کوشش کی کہ خدا کی اَمان کے نیچے سب کو جمع کروں، پر ضرور تھا کہ تقدیر کے نوشتے پورے ہوتے۔ مَیں سچ سچ کہتا ہوں کہ اِس مُلک کی نوبت بھی قریب آتی جاتی ہے۔ نوح کا زمانہ تمہاری آنکھوں کے سامنے آجائے گا اور لوط کی زمین کا واقعہ تم بچشم خود دیکھ لو گے۔ مگر خدا غضب میں دھیما ہے۔ توبہ کرو تا تم پر رحم کیا جائے۔ جو خدا کو چھوڑتا ہے وہ ایک کیڑا ہے نہ کہ آدمی۔ اور جو اُس سے نہیں ڈرتا وہ مُردہ ہے نہ کہ زندہ۔

(حقیقۃ الوحی۔ روحانی خزائن۔ جلد 22۔ صفحہ 268-269)

پس برصغیر کے مسلمانوں کو بھی ہوش کرنی چاہئے کہ وہ بھی محفوظ نہیں ہیں۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے بار بار بڑی شدت سے تنبیہ کی ہے اور آپ کی شدت میں بھی، تنبیہ میں بھی ایک ہمدردی کا پہلو ہے۔ اس لئے ہمارا بھی فرض ہے کہ ہم بار بار ہمدردی کے جذبے کے تحت لوگوں کو، دنیا کو توجہ دلاتے چلے جائیں کہ ہندوستان کے مسلمان بھی اپنی حالت بدلیں اور مسیح موعود کے خلاف اپنی دریدہ دہنی سے باز آئیں۔ بنگلہ دیش کے مسلمان بھی اپنی زبانوں کو لگام دیں۔ پاکستان کے مسلمان بھی ہوش کے ناخن لیں کہ آفات کو قریب سے دیکھ چکے ہیں۔ پس خدا کا خوف کریں۔ جزائر کے رہنے والوں پر جو آفات آئی ہیں اور جس حالت سے آجکل جاپان گزر رہا ہے اس حالت کو ہمارے لئے، سب کے لئے، دنیا کے لئے عبرت حاصل کرنے والا ہونا چاہئے۔ اللہ کرے کہ مسلمان اس حقیقت کو سمجھیں اور زمانے کے امام کے پیغام کو سمجھیں۔ اب تو علاوہ آسمانی بلاؤں کے تقریباً ہر مسلمان ملک میں اپنے ہی مسائل اس قدر ہو چکے ہیں کہ ہر ایک ان مسائل میں الجھ گیا ہے۔ یہ بھی ان ملکوں کے لئے ایک ابتلا بن چکا ہے۔ عوام اور حکومت ایک دوسرے کے خون کے پیاسے ہو گئے ہیں۔ مسلمان، مسلمان کا خون بہا رہا ہے۔ اس سے بڑی بدقسمتی اور اس سے بڑا المیہ اَور اُمّت کے لئے کیا ہو سکتا ہے؟ کاش کہ ان کو سمجھ آ جائے کہ اُمّت کی بھلائی کے لئے جس کو خدا تعالیٰ نے بھیجنا تھا بھیج دیا۔ اب اگر عافیت چاہتے ہیں تو اسی کے دامنِ عافیت میں پناہ لیں۔ اللہ کرے۔ اللہ اِن کو توفیق دے اور سمجھ دے۔ اللہ تعالیٰ ہمیں بھی حقیقی مسلمان بنائے اور ہمدردی کے جذبے سے حقیقی اسلام کے پیغام کو پہنچانے والے بنیں اور دعاؤں پر پہلے سے بڑھ کر زور دینے والے ہوں۔

ایک افسوسناک خبر ہے۔ ابھی جمعہ پر آنے سے پہلے مجھے ملی ہے کہ سانگھڑ میں ہمارے ایک نوجوان رانا ظفر اللہ صاحب ابن مکرم محمد شریف صاحب جو سانگھڑ کے قائد مجلس خدام الاحمدیہ اور سیکرٹری مال ضلع تھے، اِن کو دو نامعلوم موٹر سائیکل سواروں نے فائرنگ کر کے شہید کر دیا ہے۔ اِنَّا لِلّٰهِ وَاِنَّا اِلَيْهِ رَاجِعُوْنَ۔

رانا صاحب ایک جماعتی پروگرام میں شرکت کے بعد گھر واپس جا رہے تھے۔ جب آپ گھر کے دروازے کے قریب پہنچے تو دو افراد نے فائرنگ کی اور فرار ہو گئے۔ اِن کی فائرنگ سے آپ کے چہرے پر تین فائر لگے۔ فائرنگ کی آواز سُن کر آپ کا چھوٹا بھائی گھر سے باہر آیا تو دیکھا کہ وہ زمین پر پڑے ہوئے تھے۔ انہیں فوری طور پر گاڑی میں ڈال کر نوابشاہ لے جا رہے تھے لیکن راستے میں آپ نے شہادت کا رُتبہ پایا۔ اللہ تعالیٰ اِن کے درجات بلند فرمائے۔ ان کے لواحقین میں اِن کی اہلیہ کے علاوہ دو بیٹیاں ہیں۔ رانا محمد سلیم صاحب شہید سانگھڑ کے آپ عزیز تھے۔ گزشتہ کچھ عرصے میں، چند سال میں یہ سانگھڑ میں پانچویں شہادت ہے۔ چھوٹی سی جماعت ہے لیکن جانی قربانی میں سب سے بڑھ کر ہے۔ اللہ تعالیٰ وہاں کے احمدیوں کو بھی محفوظ رکھے اور دشمنوں کی پکڑ کے جلد سامان پیدا فرمائے۔ اِن کے بچوں کا، اِن کی اہلیہ کا حافظ و ناصر ہو۔ صبر اور حوصلہ و ہمت عطا فرمائے۔ اب نمازوں کے بعد مَیں اِن کا جنازہ غائب بھی پڑھاؤں گا۔ ☆ ☆ ☆

''دوسری قُدرت کا ہے زِندہ نِشاں''

حمدِ ربُّ العالمین کرتے چلو
گیت اُسکے شکر کے گاتے چلو

مل گیا ہے تم کو جو جانِ جہاں
اُسکی اُلفت میں فنا ہوتے چلو

دوسری قدرت کا ہے زِندہ نشاں
دِیدہ و دل فرشِ راہ کرتے چلو

حق نے بخشا ہے امیر المومنین
اُسکے قدموں پر قدم رکھتے چلو

خوف کیا جب ساتھ ہے اُسکے خدا
ڈھال کے پیچھے رہو بڑھتے چلو

ہاتھ میں لے کر علَم توحید کا
ہرطرف نکلو صدا دیتے چلو

ہر نصیحت اُسکی ہے درسِ حیات
بس سُنو لبیک تم کہتے چلو

ہر جُمعے ملتا ہے تم کو جامِ نو
خود پیو اوروں کو بھی دیتے چلو

مِثلِ مقناطیس ہے اُسکا وجود
دوڑ کر اُسکی طرف آتے چلو

ہر گھڑی دیتا ہے جو تم کو دُعا
رات دن تم بھی دعا دیتے چلو

(عطاءالمجیب راشد۔ لندن)

بقیہ: خلافت از روئے قرآن کریم از صفحہ 15

رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے خلیفۃ اللہ کا لفظ استعمال فرمایا ہے اور جہاں آپؐ خاتم النبیین ہیں اور نبوت آپ کی پیروی کے بغیر حاصل نہیں ہو سکتی وہاں حضرت مسیح موعود علیہ السلام خاتم الخلفاء ہیں اور آپ کی خلافت تا قیامت جاری رہنے والی ہے۔ اس زمانہ میں جو اسلامی خلافت کا ضعف، اور بدامنی کی حالت ہے صرف امام وقت کے انکار کی وجہ سے ہے۔ مسلمان اعتصام بحبل اللہ سے کوسوں دور اور اس نعمت الٰہی سے محروم ہیں جس طرح خوارج جو منکریں خلافت تھے دنیا پر کبھی حاکم نہیں ہوئے اسی طرح مقدر ہے کہ خلیفۃ المسیح کے منکرین بھی ہمیشہ کی پسپائی اور رسوائی میں پڑے رہیں گے۔

آخر میں دعا ہے کہ خدا تعالیٰ ہمیں تادم آخر خلافت کے مطیع بنے رہنے کی توفیق عطا فرمائے۔ اور ہمیں عہد وفائے خلافت پر قائم رہنے کی توفیق عطا فرمائے۔ ☆☆☆

شریف جیولرز ربوہ
خدا کے فضل اور رحم کے ساتھ
خالص سونے کے اعلیٰ زیورات کا مرکز
پروپرائیٹر حنیف احمد کامران۔ حاجی شریف احمد ربوہ
00-92-476214750 فون ریلوے روڈ
00-92-476212515 فون اقصیٰ روڈ ربوہ پاکستان

اَلَیْسَ اللّٰہُ بِکَافٍ عَبْدَہٗ
محبت سب کیلئے نفرت کسی سے نہیں
خالص سونے کے زیورات کا مرکز
الفضل جیولرز گولبازار ربوہ 047-6215747
کاشف جیولرز چوک یادگار حضرت اماں جان ربوہ فون 047-6213649

خطبہ جمعہ

امریکہ میں ایک پادری کی طرف سے قرآن کریم کو جلانے کی مذموم حرکت۔ اس قسم کی ظالمانہ اور وحشیانہ حرکتیں ہمیشہ سے اسلام کے خلاف ہوتی رہی ہیں۔ ایسے مواقع پر اصل ردّعمل یہ ہے کہ اپنے قول سے، اپنے عمل سے، اپنے کردار سے قرآن کریم کی ایسی خوبصورت تصویر پیش کی جائے کہ دنیا خود ہی ایسی مکروہ حرکتیں کرنے والوں پر لعن طعن کرنے لگ جائے۔

سروں کی قیمتیں مقرر کرنے سے یا توڑ پھوڑ کرنے سے یا غلط قسم کے احتجاج کرنے سے قرآن کریم کی عزت قائم نہیں ہوگی بلکہ حقیقی مومن اپنے پر قرآنی تعلیم لاگو کر کے ہی قرآن کریم کی برتری ثابت کر سکتا ہے۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے ارشادات کے حوالہ سے قرآنی تعلیم کے فضائل کا تذکرہ۔

امریکہ اور دوسرے ممالک کی جماعتوں کو بھی قرآن مجید کی نمائش لگانے کا اہتمام کرنا چاہئے۔ اگر ہال وغیرہ کرائے پر لے کر وہاں نمائشیں لگائی جائیں، ان میں قرآن کریم کے تراجم رکھے جائیں، اس کی خوبصورت تعلیم کے پوسٹر اور بینر بنا کے لگائے جائیں۔ خوبصورت Display ہو تو یہ لوگوں کی توجہ بھی کھینچے گا اور میڈیا کی بھی اس طرف توجہ ہوگی اور دنیا کو پتہ چلے گا کہ قرآن کریم کیا ہے اور اس کی تعلیم کیا ہے۔

ہمارا کام یہ ہے کہ جب بھی اسلام، آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور قرآن کریم پر دشمنوں کے غلیظ حملوں کو دیکھیں تو سب سے پہلے اپنے عملوں کو صحیح اسلامی تعلیم کے مطابق ڈھالنے کی کوشش کریں۔ پھر معاشرے میں اس خوبصورت تعلیم کا پرچار کریں اور اس کے لئے جو ذرائع بھی میسّر ہیں انہیں استعمال کیا جائے۔

سلسلہ کے ایک عالم اور بزرگ مکرم ڈاکٹر حافظ صالح محمد الہ دین صاحب صدر، صدر انجمن احمدیہ قادیان کی وفات پر مرحوم کا خاندانی تعارف اور ان کے اوصاف حمیدہ کا تذکرہ۔ مکرم کرنل محمد سعید صاحب (ریٹائرڈ) کی وفات اور مرحوم کا ذکر خیر۔ نماز جمعہ و عصر کے بعد ہردو مرحومین کی نمازجنازہ غائب

خطبہ جمعہ سیدنا امیر المومنین حضرت مرزا مسرور احمد خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرمودہ مورخہ 25/مارچ 2011ء بمطابق 25/امان 1390 ہجری شمسی بمقام مسجد بیت الفتوح، لندن (برطانیہ)

(خطبہ جمعہ کا یہ متن ادارہ بدر الفضل انٹرنیشنل کے شکریہ کے ساتھ شائع کر رہا ہے)

أَشْهَدُ أَنْ لَّا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيكَ لَهٗ وَأَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَ رَسُوْلُهٗ

أَمَّا بَعْدُ فَأَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ- بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

اَلْحَمْدُلِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ۔ اَلرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ۔ مٰلِكِ يَوْمِ الدِّيْنِ اِيَّاکَ نَعْبُدُ وَ اِيَّاکَ نَسْتَعِيْنُ۔ اِهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيْمَ۔ صِرَاطَ الَّذِيْنَ اَنْعَمْتَ عَلَيْهِمْ غَيْرِالْمَغْضُوْبِ عَلَيْهِمْ وَلَاالضَّآلِّيْنَ۔

وَلَقَدْ صَرَّفْنَا فِي هٰذَا الْقُرْآنِ لِيَذَّكَّرُوْا۔ وَمَا يَزِيْدُهُمْ اِلَّا نُفُوْرًا (بنی اسرائیل: 42)

وَنُنَزِّلُ مِنَ الْقُرْاٰنِ مَا هُوَ شِفَآءٌ وَّرَحْمَةٌ لِّلْمُؤْمِنِيْنَ وَلَا يَزِيْدُالظّٰلِمِيْنَ اِلَّا خَسَارًا

(بنی اسرائیل: 83)

مخالفینِ اسلام کو اسلام، قرآنِ کریم اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے خلاف اپنے دلوں کے بغض اور کینے نکالنے کا اُبال اٹھتا رہتا ہے۔ گذشتہ دنوں پھر یہ خبر تھی اور بعض مسلمان ممالک میں اس خبر کا بڑا سخت ردّعمل ظاہر ہوا اور ہو رہا ہے۔ جب ایک بدفطرت امریکی پادری نے جس نے ستمبر 2010ء میں قرآنِ کریم کے بارہ میں بیہودہ گوئی اور دریدہ دہنی کی تھی اور قرآنِ کریم کو جلانے کی باتیں کی تھیں۔ اُس وقت تو وہ کسی دباؤ کے تحت یہ ظالمانہ کام نہیں کر سکا تھا۔ لیکن دو دن پہلے اُس نے اپنے ساتھیوں کے ساتھ مل کر قرآنِ کریم کو جلانے کی مذموم حرکت کی ہے۔ اور اپنی اس ناپاک حرکت کو جسٹیفائی (Justify) اس طرح کرتا ہے، یہ ڈھکوسلا اس نے بنایا ہے کہ ایک جیوری بنائی جس کے بارہ ممبر تھے اور اُس میں مسلمانوں کی نمائندگی کرنے کے لئے فریق کے طور پر ایک مسجد کے امام کو بھی بلایا گیا کہ قرآنِ کریم کا دفاع کرو۔ اور چھ گھنٹے کے بعد جیوری نے فیصلہ کیا کہ نعوذ باللہ قرآنِ کریم شدت پسندی اور دہشت گردی کی تعلیم دیتا ہے اس لئے اس کو جلایا جائے۔ خود ہی فریق ہیں اور خود ہی جج ہیں بلکہ کہنا چاہئے کہ خود ہی مجرم ہیں اور خود ہی منصف ہیں۔ بہرحال اس پادری کی امریکہ میں کوئی ایسی حیثیت نہیں ہے کہ بہت ساری اُس کی following ہو، بہت سارے اُس کے پیچھے چلنے والے ہوں، ماننے والے ہوں۔ چند سو لوگ شاید اُس کے چرچ میں آنے والے ہیں۔ وہ سستی شہرت کے لئے یہ ظالمانہ حرکتیں کر رہا ہے۔ اخباروں اور میڈیا نے اس حرکت کو پھر اٹھایا ہے۔ اصل میں تو میڈیا ہی ہے جو اس کو ہوا دے رہا ہے اور بجائے اس کے کہ امن کی کوشش کرے فساد کو ہوا دی جا رہی ہے۔ صرف اس لئے کہ اُن کی خبر دنیا کی توجہ اپنی طرف کھینچے اور اس طرح اُس اخبار کی یا جو بھی سائٹ وغیرہ ہے یا چینل ہے اُس کی مشہوری ہو۔ لیکن تبصرہ کرنے والے کہتے ہیں کہ باوجود اس کے کہ میڈیا نے اس کی خبر دی ہے اِس خبر کو لوگوں کی طرف سے اتنی توجہ نہیں ملی۔ انہوں نے مختلف لوگوں سے انٹرویو لئے۔ امریکہ میں Council on American Islamic Relations ایک تنظیم ہے۔ اُس کے نمائندے سے بھی پوچھا تو اُس نے کسی قسم کا تبصرہ کرنے سے انکار کر دیا کہ یہ خبیث شخص ہے۔ اس کام کے کرنے سے یہ پندرہ منٹ کی شہرت تو شاید میڈیا میں حاصل کر لے لیکن ہم اگر کچھ بیان دیں گے تو اس سے اِس کو چند منٹ کی اور شہرت مل جائے گی اور ہم نہیں چاہتے کہ اس کو کسی قسم کی مزید شہرت ملے۔ بہرحال یہ اُن کا اپنا خیال ہے۔

اس قسم کی ظالمانہ اور خبیثانہ حرکتیں جیسا کہ مَیں نے کہا ہمیشہ سے اسلام کے خلاف ہوتی رہی ہیں اور ایسی حرکت چاہے کوئی شخص اپنے چند لوگوں کے درمیان بیٹھ کر کر رہا ہو یا پبلک میں کر رہا ہو، ایک حقیقی مومن کو، جب اس کے علم میں یہ بات آتی ہے تو اس سے تکلیف پہنچتی ہے۔ لیکن ایک مومن کا اس تکلیف پہنچنے پر یہ ردّعمل نہیں ہوتا کہ کسی کے سر کی قیمت لگا دو جس طرح بعض تنظیموں نے اُس کے سر کی قیمت لگائی ہے یا جلوس نکال کر توڑ پھوڑ کی جائے۔ اپنے ملک کو نقصان پہنچایا جائے اور دشمن کے ہاتھ مزید مضبوط کئے جائیں۔ بلکہ اصل ردّعمل یہ ہے کہ اپنے قول سے، اپنے عمل سے، اپنے کردار سے قرآنِ کریم کی ایسی خوبصورت تصویر پیش کی جائے کہ دنیا خود ہی ایسی مکروہ حرکتیں کرنے والوں پر لعن طعن کرنے لگ جائے۔ جو اندھے ہیں اُن کو تو قرآنِ کریم کی شان نظر نہیں آتی اور نہ ہی آ سکتی ہے ورنہ تو مختلف مذاہب کے بعض منصف مزاج جو ہیں انہوں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور قرآنِ کریم کی تعریف میں لکھا ہے۔ اُن میں ہندوؤں میں سے بھی بعضوں نے لکھا ہے، سکھوں نے بھی لکھا ہے، عیسائیوں نے بھی لکھا ہے اور ان کی تعریف کئے بغیر نہیں رہ سکتے۔

مَیں یہاں ایک دو مثالیں پیش کرتا ہوں جو خود بولیں گی کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا ان غیروں کی نظر میں کیا مقام ہے؟ اور قرآنِ کریم کی تعلیم کس قدر خوبصورت ہے؟ صرف یہی بدبخت پادری نہیں ہے جو آج کل یہ بول رہا ہے۔ چند دن ہوئے ایک اخباری کالم لکھنے والے نے بھی امریکہ کے اخبار میں یہ لکھا تھا کہ مسلمان تو بُرے نہیں ہیں۔ یہ بھی دیکھیں دجّال کی چال کس طرح ہے کہ مسلمان تو بُرے نہیں ہیں لیکن قرآنی تعلیم اصل وجہ ہے جو ان کو شدت پسندی اور دہشت گردی سکھاتی ہے۔ نہ انہوں نے کبھی قرآن پڑھا ہوگا نہ دیکھا ہوگا۔ صرف دلوں کے بُغض اور کینے نکالنے ہیں۔ بہرحال مَیں ایک حوالہ ہے جو پیش کرتا ہوں۔ ایک کتاب ہے History of the Intellectual Development of Europe by John William Draper یہ نیویارک سے چھپی ہے۔ اس کے Volume 1 کے صفحہ 332 پر اُس نے لکھا ہوا ہے۔ اس کا ترجمہ یہ ہے کہ یہ مکمل طور پر غلط خیال ہے کہ عرب کی ترقی صرف تلوار کے زور پر تھی۔ تلوار قوم کے مذہب کو تو بدل سکتی ہے لیکن یہ انسان کے خیالات اور ضمیر کی آواز کو نہیں بدل سکتی۔ (History of the Intellectual Development of Europe Vol 1 pg 332)

پھر آگے چل کے اسی کتاب میں یہ لکھتا ہے۔ اِس کا 344,343 صفحہ ہے۔ کہتا ہے کہ قرآنِ کریم کو پڑھنے والا ایک منصف مزاج بغیر کسی شک کے اس بات پر حیران ہوتا ہے کہ کس طرح بات کے مقصد کو احسن رنگ میں ادا کیا گیا ہے۔ قرآنِ کریم اعلیٰ اخلاق اور تعلیم و احکامات سے بھرا ہوا ہے۔ اس کی ترکیب و ترتیب ایسی واضح اور ہر لفظ اپنے اندر ایک مطلب سمیٹے ہوئے ہے۔ ہر صفحہ اپنے اندر ایسے مضامین لئے ہوئے ہے جس کی تعریف کئے بغیر انسان آگے نہیں جاسکتا۔

(History of the Intellectual Development Of Europe Vol 1 pg 343,344)

تو یہ اس مستشرق کا خیال ہے۔ اور بہت سارے مستشرقین ایسے ہیں جن کو باوجود مذہبی اختلاف کے حق سے کام لینا پڑا ہے۔ وہ مجبور ہوئے کہ اُن کے دل کی آواز نے اُن کو کہا کہ انصاف سے کام لو اور وہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور قرآنِ کریم کی تعریف کئے بغیر نہیں رہ سکے۔ لیکن جو بُغض اور کینے میں بڑھے ہوئے ہیں اُنہیں کچھ نظر نہیں آتا۔

مَیں نے جو آیات تلاوت کی ہیں اِن میں بھی خدا تعالیٰ نے ایسے ہی لوگوں کا نقشہ کھینچا ہے کہ قرآن تو سچ ہے اس میں کوئی شک نہیں۔ پہلی آیت جو مَیں نے پڑھی تھی اس کا ترجمہ یہ ہے۔ اور یقیناً ہم نے اس قرآن میں (آیات کو) بار بار بیان کیا ہے تاکہ وہ نصیحت پکڑیں۔ بایں ہمہ یہ اُنہیں نفرت سے دور بھاگنے کے سوا کسی اور چیز میں نہیں بڑھاتا۔ یہ سورۃ بنی اسرائیل کی بیالیسویں نمبر کی آیت ہے۔

پس قرآنِ کریم نے تو اِن لوگوں کا نقشہ کھینچ دیا ہے۔ اِن لوگوں کا بھی وہی حال ہے جو کفار کا تھا۔ قرآنِ کریم کی ہر آیت جہاں اپنی پرانی تاریخ بتاتی ہے وہاں پیشگوئی بھی کرتی ہے۔ تو ایسے لوگ تو اسلام کی دشمنی میں پیدا ہوتے رہے اور پیدا ہوتے چلے جائیں گے جو باوجود قرآنِ کریم کی واضح تعلیم کے ہر پہلو کی وضاحت کے اور مختلف زاویوں سے وضاحت کے پھر بھی اس پر اعتراض ہی نکالیں گے۔ اور نہ صرف اعتراض نکالتے ہیں بلکہ فرمایا کہ قرآنِ کریم کی اس خوبصورت تعلیم کو جو ہم مختلف پہلوؤں سے بیان کرتے ہیں۔ بجائے اس کے کہ یہ وضاحت جو ہے، مختلف پہلو سے بیان کرنا جو ہے یہ اِن لوگوں کی آنکھیں کھولے وَمَا یَزِیْدُہُمْ اِلَّا نُفُوْرًا۔ یہ اُن کو اس خوبصورت تعلیم سے نفرت کرتے ہوئے دُور بھاگنے میں ہی بڑھاتا ہے۔ یعنی وہ لوگ نفرت کرتے ہوئے اس سے دور ہٹتے چلے جاتے ہیں۔ اسی سورۃ میں جو بنی اسرائیل کی ہے، آگے جا کے پھر ایسے لوگوں کا نقشہ کھینچا ہے۔ جو میں نے تلاوت کی ہے اُس کا ترجمہ یہ ہے کہ ہم قرآنِ کریم میں سے وہ نازل کرتے ہیں جو شفا ہے اور مومنوں کے لئے رحمت ہے اور ظالموں کو گھاٹے کے سوا کسی اور چیز میں نہیں بڑھاتا۔

پس یہاں مزید وضاحت فرمائی کہ جیسا کسی کی فطرت ہو ویسا ہی اُسے نظر آتا ہے۔ کہتے ہیں یرقان زدہ مریض جو ہے اُس کی آنکھیں زرد ہو جاتی ہیں تو اُس کو ہر چیز زرد نظر آتی ہے۔ جو بد فطرت ہے اُس کو اپنی فطرت کے مطابق ہی نظر آتا ہے۔ قرآنِ کریم نے جب ھُدًی لِّلْمُتَّقِیْنَ (البقرۃ:3) کا اعلان فرمایا ہے تو ابتدا میں ہی فرما دیا ہے کہ یہ جو ہدایت ہے اور اس قرآنِ کریم میں جو خوبصورت تعلیم ہے، جو سب سابقہ تعلیموں سے اعلیٰ ہے، یہ صرف انہی کو نظر آئے گی جن میں کچھ تقویٰ ہوگا۔ ہدایت اُنہی کو دے گی جن کے دل میں کچھ خوفِ خدا ہوگا۔ پس یہ لوگ جتنی چاہے دریدہ دہنی کرتے رہیں ہمیں اس کی فکر نہیں کہ اس ذریعہ سے یہ نعوذ باللہ قرآنِ کریم کی تعلیم کو نقصان پہنچا سکیں گے۔ قرآنِ کریم کے اعلیٰ مقام اور اس کی حفاظت کا خدا تعالیٰ خود ذمہ دار ہے بلکہ یہ دوسری آیت جو مَیں نے پڑھی تھی اس میں تو مومنوں کو خوشخبری ہے کہ قرآنِ کریم تمہارے لئے رحمت کا سامان ہے۔ اور ہر لمحہ رحمت کا سامان مہیا کرتا چلا جائے گا۔ تمہاری روحانی بیماریوں کا بھی علاج ہے اور تمہاری جسمانی بیماریوں کا بھی علاج ہے، ہر قسم کی تعلیم اپنے اندر سمیٹے ہوئے ہے۔ اور اگر اس سے پہلے کی آیت سے اس کو ملا لیں تو حقیقی مومنین کو یہ خوشخبری ہے کہ حق آ گیا اور باطل بھاگ گیا۔ اِنَّ الْبَاطِلَ کَانَ زَھُوْقًا (بنی اسرائیل:82) کہ جھوٹ، فریب، مکاری اور باطل نے بھاگنا ہی ہے، یہ اُس کی تقدیر ہے۔ پس یہاں اس طرف توجہ دلائی ہے کہ سروں کی قیمت مقرر کرنے سے یا توڑ پھوڑ کرنے سے یا غلط قسم کے احتجاج کرنے سے قرآنِ کریم کی عزت قائم نہیں ہوگی بلکہ حقیقی مومن اپنے پر قرآنی تعلیم لاگو کر کے ہی قرآنِ کریم کی برتری ثابت کر سکتا ہے اور کرنے والا ہوگا۔ وہ اس کی خوبصورت تعلیم کو دنیا کو دکھا کر حق اور باطل میں فرق ظاہر کریں گے۔ اور جب یہ تعلیم دنیا پر ظاہر ہوگی تو پھر اللہ تعالیٰ کی غالب تقدیر مومنوں کے لئے رحمت اور اُن زخمی دلوں پر مرہم رکھنے کا نظارہ دکھائے گی۔ قرآنِ کریم کی فتح اور مومنین کی فتح ہوگی۔ دنیا کو اس کے بغیر اب کوئی چارہ نہیں ہے کہ وہ قرآنِ کریم کی تعلیم سے اپنی روحانی اور مادّی ترقی کے سامان پیدا کرے۔ اپنے اوپر یہ تعلیم لاگو کرے۔ پس ہمیں خاص طور پر احمدیوں کو ان لوگوں کے غلیظ اور اوچھے ہتھکنڈوں سے کوئی فکر نہیں ہوتی۔ ہم تو اُس مسیح موعود کے ماننے والے ہیں جس کو اس زمانہ میں قرآنِ کریم کی تعلیم کو دنیا میں دوبارہ پھیلانے کے لئے بھیجا گیا ہے جس کے بارے میں قرآنِ کریم سورۃ جمعہ میں فرماتا ہے کہ:

یُسَبِّحُ لِلّٰہِ مَا فِی السَّمٰوٰتِ وَمَا فِی الْاَرْضِ الْمَلِکِ الْقُدُّوْسِ الْعَزِیْزِ الْحَکِیْمِ۔ ھُوَالَّذِیْ بَعَثَ فِی الْاُمِّیّٖنَ رَسُوْلًا مِّنْھُمْ یَتْلُوْا عَلَیْھِمْ اٰیٰتِہٖ وَیُزَکِّیْھِمْ وَیُعَلِّمُھُمُ الْکِتٰبَ وَالْحِکْمَۃَ۔ وَاِنْ کَانُوْا مِنْ قَبْلُ لَفِیْ ضَلٰلٍ مُّبِیْنٍ۔ وَآخَرِیْنَ مِنْھُمْ لَمَّا یَلْحَقُوْا بِھِمْ۔ وَھُوَ الْعَزِیْزُ الْحَکِیْمُ (الجمعۃ آیات 2 تا 4)

کہ اللہ ہی کی تسبیح کرتا ہے جو آسمان میں ہے اور جو زمین میں ہے۔ وہ بادشاہ ہے۔ قدوس ہے۔ کامل غلبہ والا ہے۔ (اور) صاحبِ حکمت ہے۔ وہی ہے جس نے اُمّی لوگوں میں انہی میں سے ایک عظیم رسول مبعوث کیا۔ وہ اُن پر اس کی آیات کی تلاوت کرتا ہے۔ انہیں پاک کرتا ہے۔ انہیں کتاب کی اور حکمت کی تعلیم دیتا ہے جبکہ اس سے پہلے وہ یقیناً کھلی کھلی گمراہی میں تھے۔ اور انہی میں سے دوسروں کی طرف بھی (اسے مبعوث کیا ہے) جو ابھی اُن سے نہیں ملے۔ وہ کامل غلبہ والا (اور) صاحبِ حکمت ہے۔

پس ایک پہلا دَور تھا جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو اللہ تعالیٰ نے مبعوث فرمایا اور آپ نے اس تعلیم کے ذریعہ سے جو آپ پر اتری، دنیا کی انتہائی بگڑی ہوئی حالت میں ایک انقلاب پیدا کر دیا۔ وہ جوگ جو جاہل اور ذرا ذرا سی بات پر جانوروں کی طرح ایک دوسرے کے خون کے پیاسے ہو جاتے تھے، اُن پر خوبصورت آیات تلاوت کیں۔ انہیں اس خوبصورت تعلیم کے ذریعہ سے پاک کیا۔ جاہل اور اُجڈ لوگوں کو پُر معارف اور پُر حکمت تعلیم سے مالا مال کر دیا۔ اُنہیں اس خوبصورت کتاب سے جو واحد الٰہی صحیفہ ہے جس نے تا قیامت تمام علوم و حکمت کی باتوں کا احاطہ کیا ہوا ہے، اُس سے روشناس کروایا۔ جس سے جانوروں کی طرح زندگی گزارنے والے انسان بنے اور جیسا کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا ہے یہ لوگ انسان بنے اور پھر انسان سے تعلیم یافتہ انسان بنے اور پھر تعلیم یافتہ انسان سے باخدا انسان بنے۔

(ماخوذ از لیکچر سیالکوٹ روحانی خزائن جلد 20 صفحہ 206)

اس دَور میں اب پھر ہم پر اللہ تعالیٰ نے یہ احسان فرمایا ہے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے غلامِ صادق کو بھیجا ہے تاکہ آیات پڑھ کر سنائے۔ الٰہی نشانات سے ہماری روحانیت میں اضافہ کرے۔ ہمارے ایمان اور یقین میں اضافہ کرے۔ ہماری زندگیوں کو صحیح رہنمائی کرتے ہوئے پاک کرے۔ ہمیں اس الٰہی کتاب کی حقیقت اور اس کے اسرار سے آگاہ کرے۔ ہمیں بتائے کہ شِفَآءٌ وَّرَحْمَۃٌ لِّلْمُؤْمِنِیْنَ وَلَا یَزِیْدُ الظّٰلِمِیْنَ اِلَّا خَسَارًا (بنی اسرائیل:83) کہ یہ شفا اور رحمت ہے مومنین کے لئے۔ یہ عظیم کتاب ہمارے لئے شفا کس طرح ہے؟ اس آخری شریعت کی تعلیم میں جو پُر حکمت موتی پوشیدہ ہیں اُس سے ہمیں آگاہی دے۔ پس یہ احسان ہے جو مؤمنوں پر اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے اور جو صرف اور صرف آج اُس عظیم نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے غلاموں اور اُن پر اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے جو اللہ تعالیٰ کے حکموں کو ماننے والے، اُس پر چلنے والے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی پیشگوئی کو پورا کرنے والے ہیں۔ اس زمانے میں قرآنِ کریم کی عظمت کو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے کس طرح واضح فرمایا ہے۔ آپ نے توریت سے اس کا موازنہ کرتے ہوئے ایک جگہ فرمایا کہ:

''یہ دعویٰ پادریوں کا سراسر غلط ہے کہ قرآن توحید اور احکام میں نئی چیز کونسی لایا جو توریت میں نہ تھی''۔ فرمایا: ''بظاہر ایک نادان توریت کو دیکھ کر دھوکہ میں پڑے گا کہ توریت میں توحید بھی موجود ہے اور احکام عبادت اور حقوقِ عباد کا بھی ذکر ہے۔ پھر کونسی نئی چیز ہے جو قرآن کے ذریعہ سے بیان کی گئی۔ مگر یہ دھوکہ اسی کو لگے گا جس نے کلامِ الٰہی میں کبھی تدبر نہیں کیا۔ واضح ہو کہ الٰہیات کا بہت سا حصہ ایسا ہے کہ توریت میں اس کا نام و نشان نہیں۔ چنانچہ توریت میں توحید کے باریک مراتب کا کہیں ذکر نہیں۔ قرآن ہم پر ظاہر فرماتا ہے کہ توحید صرف اس بات کا نام نہیں کہ ہم بتوں اور انسانوں اور حیوانوں اور عناصر اور اجرام فلکی اور شیاطین کی پرستش سے باز رہیں بلکہ توحید تین درجہ پر منقسم ہے۔ درجہ اوّل عوام کے لئے، یعنی ان کے لئے جو خدا تعالیٰ کے غضب سے نجات پانا چاہتے ہیں۔ دوسرا درجہ خواص کے لئے، یعنی ان کے لئے جو عوام کی نسبت زیادہ تر قرب الٰہی کے ساتھ خصوصیت پیدا کرنی چاہتے ہیں۔ اور تیسرا درجہ خواص الخواص کیلئے جو قرب کے کمال تک پہنچنا چاہتے ہیں''۔

فرمایا:’’ اوّل مرتبہ توحید کا تو یہی ہے کہ غیر اللہ کی پرستش نہ کی جائے اور ہر ایک چیز جو محدود اور مخلوق معلوم ہوتی ہے خواہ زمین پر ہے خواہ آسمان پر۔ اس کی پرستش سے کنارہ کیا جائے‘‘ (بچا جائے)۔

’’دوسرا مرتبہ توحید کا یہ ہے کہ اپنے اور دوسروں کے تمام کاروبار میں مؤثرِ حقیقی خدا تعالیٰ کو سمجھا جائے‘‘ (یعنی نتیجہ پیدا کرنے والا، اثر ڈالنے والا حقیقت میں اللہ تعالیٰ ہی ہے) ’’اور اسباب پر اتنا زور نہ دیا جائے جس سے وہ خدا تعالیٰ کے شریک ٹھہر جائیں۔ مثلاً یہ کہنا کہ زید نہ ہوتا تو میرا یہ نقصان ہوتا اور بکر نہ ہوتا تو مَیں تباہ ہو جاتا۔ اگر یہ کلمات اس نیت سے کہے جائیں کہ جس سے حقیقی طور پر زید و بکر کو کچھ چیز سمجھا جائے تو یہ بھی شرک ہے‘‘۔

فرمایا:’’ تیسری قسم توحید کی یہ ہے کہ خدا تعالیٰ کی محبت میں اپنے نفس کے اغراض کو بھی درمیان سے اٹھانا اور اپنے وجود کو اس کی عظمت میں محو کرنا۔ یہ توحید توریت میں کہاں ہے؟ ایسا ہی توریت میں بہشت اور دوزخ کا کچھ ذکر نہیں پایا جاتا۔ اور شاید کہیں کہیں اشارات ہوں۔ ایسا ہی توریت میں خدا تعالیٰ کی صفات کاملہ کا کہیں پورے طور پر ذکر نہیں۔ اگر توریت میں کوئی ایسی سورۃ ہوتی جیسا کہ قرآن شریف میں قُلْ هُوَ اللّٰهُ اَحَدٌ۔ اَللّٰهُ الصَّمَدُ ۔ لَمْ يَلِدْ۔ وَلَمْ يُوْلَدْ۔ وَلَمْ يَكُنْ لَّهٗ كُفُوًا اَحَدٌ (الاخلاص:2 تا 5) ہے تو شاید عیسائی اس مخلوق پرستی کی بلا سے رک جاتے۔ ایسا ہی توریت نے حقوق کے مدارج کو پورے طور پر بیان نہیں کیا۔ لیکن قرآن نے اس تعلیم کو بھی کمال تک پہنچایا ہے۔ مثلاً وہ فرماتا ہے اِنَّ اللّٰهَ يَاْمُرُ بِالْعَدْلِ وَالْاِحْسَانِ وَاِيْتَآئِ ذِى الْقُرْبٰى (النحل:91)۔ یعنی خدا حکم کرتا ہے کہ تم عدل کرو اور اس سے بڑھ کر یہ کہ تم احسان کرو اور اس سے بڑھ کر یہ کہ تم لوگوں کی ایسے طور سے خدمت کرو کہ جیسے کوئی قرابت کے جوش سے خدمت کرتا ہے۔ یعنی بنی نوع سے تمہاری ہمدردی جوشِ طبعی سے ہو کوئی ارادہ احسان رکھنے کا نہ ہو جیسا کہ ماں اپنے بچہ سے ہمدردی رکھتی ہے‘‘۔ فرمایا:’’ ایسا ہی توریت میں خدا کی ہستی اور اس کی واحدانیت اور اس کی صفات کاملہ کو دلائل عقلیہ سے ثابت کر کے نہیں دکھلایا۔ لیکن قرآن شریف نے ان تمام عقائد اور نیز ضرورت الہام اور نبوت کو دلائل عقلیہ سے ثابت کیا ہے اور ہر ایک بحث کو فلسفہ کے رنگ میں بیان کر کے حق کے طالبوں پر اس کا سمجھنا آسان کر دیا ہے اور یہ تمام دلائل ایسے کمال سے قرآن شریف میں پائے جاتے ہیں کہ کسی کی مقدور میں نہیں کہ مثلاً ہستی باری پر کوئی ایسی دلیل پیدا کر سکے کہ جو قرآن شریف میں موجود نہ ہو‘‘۔ فرمایا:’’ ماسوا اس کے قرآن شریف کے وجود کی ضرورت پر ایک اور بڑی دلیل یہ ہے کہ پہلی تمام کتابیں موسیٰ کی کتاب توریت سے انجیل تک ایک خاص قوم یعنی بنی اسرائیل کو اپنا مخاطب ٹھہراتی ہیں۔ اور صاف اور صریح لفظوں میں کہتی ہیں کہ ان کی ہدایتیں عام فائدہ کے لئے نہیں بلکہ صرف بنی اسرائیل کے وجود تک محدود ہیں۔ مگر قرآن شریف کا مدّ نظر تمام دنیا کی اصلاح ہے اور اس کی مخاطب کوئی خاص قوم نہیں بلکہ کھلے کھلے طور پر بیان فرماتا ہے کہ وہ تمام انسانوں کے لئے نازل ہوا ہے اور ہر ایک کی اصلاح اس کا مقصود ہے‘‘۔ (کتاب البریہ۔ روحانی خزائن۔ جلد 13 صفحہ 83 تا 85)

پس یہ ایک جھلک ہے اُس خزانے کی جو زمانے کے امام نے ہمیں قرآنِ کریم کی برتری کے بارہ میں بتائی ہے۔ ہم احمدی خوش قسمت ہیں اور ہم خوش قسمت تبھی کہلا سکتے ہیں جب ہم اپنی زندگیوں کو قرآنِ کریم کے حکموں کے مطابق ڈھالنے کی کوشش کریں۔ دنیا کو دکھائیں کہ دیکھو یہ وہ روشن تعلیم ہے جس پر تمہیں اعتراض ہے۔ تبھی ہم آخرین کی جماعت میں شامل ہونے کا حق ادا کر سکیں گے۔

مَیں نے ایک خطبہ میں جرمنی کی مثال دی تھی کہ وہاں جماعت نے مختلف جگہوں پر قرآنِ کریم کی نمائش لگائی اور بعض جگہ چرچ کے ہال بھی نمائش کے لئے استعمال کئے گئے جس کا بڑا اچھا اثر ہوا۔ میڈیا نے بھی اس کو دیا۔ تو اُس وقت یہ بتانے کا میرا مطلب یہ تھا کہ دوسرے ممالک کی جماعتیں بھی اس طرح کی نمائشیں لگائیں لیکن اس پر اُس طرح کام نہیں ہوا۔

امریکہ میں ہی اگر صحیح طور پر پروگرام بنا کر نمائش لگائی جاتی تو میڈیا جس کی توجہ آج کل اسلام کی طرف ہے اگر ایک طرف اس ظالم کی باتیں بیان کرتا تو ہماری بھی بیان کرتا۔ گو امریکہ کی جماعت نے اللہ تعالیٰ کے فضل سے امن کا پیغام پہنچانے کے لئے جماعت کا پورا پیغام پہنچانے کے لئے لیف لیٹنگ (Leafletting) اور سیمینارز وغیرہ بڑے وسیع پیمانے پر کئے ہیں اور ایک اچھا کام ہوا ہے۔ اس کو میڈیا میں کافی کوریج ملی ہے لیکن اس طرح کے نمائش وغیرہ کے کام اُس طرح نہیں ہوئے جس طرح ہونے چاہئے تھے۔ مومن کا کام ہے کہ ہر محاذ پر نظر رکھے۔ اگر باقاعدہ آرگنائز کر کے امریکہ میں بھی اور دوسری دنیا میں بھی نمائشوں کا اہتمام ہو۔ چاہے ہال کرایہ پر لے کر کیا جائے کیونکہ بعض دفعہ جب مساجد میں نمائشیں ہوتی ہیں تو اسلام کے بارہ میں کیونکہ غلط تاثر اتنا پیدا کر دیا گیا ہے کہ دنیا میں بلا وجہ کا ایک خوف پیدا ہو گیا ہے اس لئے بعض لوگ شامل نہیں ہوتے۔ تو اگر ہال وغیرہ کرائے پر لئے جائیں اور اُس میں نمائش کی جائے، قرآنِ کریم کے تراجم رکھے جائیں، اُس کی خوبصورت تعلیم کے پوسٹر اور بینر بنا کے لگائے جائیں، خوبصورت قسم کا وہاں ڈسپلے ہو تو یہ لوگوں کی توجہ کھینچے گا، میڈیا کی توجہ بھی اس طرف ہو گی۔ آج کل اسلام کی طرف توجہ ہوئی ہوئی ہے تو بعض جائز باتیں بھی لکھ دیتے ہیں۔ جماعت کے بارہ میں جو بھی خبریں آتی ہیں اکثر صحیح بھی لکھ دیتے ہیں۔ ان کی نیت کیا ہے یہ تو خدا بہتر جانتا ہے لیکن بہر حال ہمیں اس سے فائدہ اٹھانا چاہئے۔ سٹالوں اور عمومی نمائشوں کے ذریعے بیشک ہم حصہ لیتے ہیں لیکن اس کی کوریج میڈیا پر نہیں ہوتی کیونکہ وہاں اور بڑے بڑے سٹال لگائے ہوتے ہیں، لوگ آئے ہوتے ہیں، مختلف قسم کی توجہات ہوتی ہیں، ترجیحات ہوتی ہیں۔ تو خاص طور پر اگر ہم علیحدہ نمائش کریں گے تو اس کا بہر حال زیادہ اثر ہو گا۔ ایک اہتمام سے علیحدہ انتظام ہو تو دنیا کو پتہ چلے گا کہ قرآنِ کریم کیا ہے؟ اور اس کی تعلیم کیا ہے؟

جہاد یا قتال کے خلاف دشمن بہت کچھ کہتے ہیں لیکن یہ نہیں بتاتے کہ کن حالات میں اس کی اجازت ہے۔ اللہ تعالیٰ نے جہاں تلوار اٹھانے کی اجازت دی ہے وہاں ساتھ ہی عیسائیوں اور یہودیوں اور دوسرے مذہب والوں کی حفاظت کی بھی تو بات کی ہے۔ صرف مسلمانوں کی حفاظت کی بات نہیں کی۔ پس یہ دجّالی چالیں ہیں جو اسلام کو نقصان پہنچانے کے لئے بعض حلقوں سے وقتاً فوقتاً چلائی جاتی ہیں۔ ہمیں ان کے مکمل توڑ کی ضرورت ہے اور مکمل توڑ کے لئے مسلسل کوشش کی ضرورت ہے۔ جماعت احمدیہ ہی ہے جو اس کا حقیقی حق ادا کر سکتی ہے۔

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کا اقتباس جو مَیں نے پڑھا ہے اس سے پتہ چلتا ہے کہ اس قرآنِ کریم کی تعلیم کی کیا اہمیت ہے اور کس طرح آپ نے موازنہ پیش کیا ہے۔

پھر اسلام نے جتنا انصاف پر زور دیا ہے کسی اور کتاب نے نہیں دیا۔ مثلاً ایک جگہ قرآنِ کریم میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ لَا يَنْهٰكُمُ اللّٰهُ عَنِ الَّذِيْنَ لَمْ يُقَاتِلُوْكُمْ فِى الدِّيْنِ وَلَمْ يُخْرِجُوْكُمْ مِّنْ دِيَارِكُمْ اَنْ تَبَرُّوْهُمْ وَتُقْسِطُوْآ اِلَيْهِمْ۔ اِنَّ اللّٰهَ يُحِبُّ الْمُقْسِطِيْنَ۔ (الممتحنہ:9) اور اللہ تمہیں ان سے منع نہیں کرتا یعنی اس بات سے ان لوگوں سے منع نہیں کرتا جنہوں نے تم سے دین کے معاملہ میں قتال نہیں کیا اور نہ تمہیں بے وطن کیا کہ تم اُن سے نیکی کرو اور اُن سے انصاف کے ساتھ پیش آؤ۔ یقیناً اللہ انصاف کرنے والوں سے محبت کرتا ہے۔

جو تم سے ڈرتے نہیں، تمہیں نقصان نہیں پہنچا رہے اُن سے قطع تعلق کرنے سے یا اُن سے نیکی کرنے سے یا اُن کو انصاف مہیا کرنے سے اللہ تعالیٰ تمہیں منع نہیں کرتا۔ پھر فرمایا:

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا كُوْنُوْا قَوّٰمِيْنَ لِلّٰهِ شُهَدَآءَ بِالْقِسْطِ۔ لَا يَجْرِمَنَّكُمْ شَنَاٰنُ قَوْمٍ عَلٰٓى اَلَّا تَعْدِلُوْا۔ اِعْدِلُوْا ۔هُوَ اَقْرَبُ لِلتَّقْوٰى۔وَاتَّقُوا اللّٰهَ۔ اِنَّ اللّٰهَ خَبِيْرٌ بِمَا تَعْمَلُوْنَ (سورۃ المائدۃ آیت 9)

کہ اے وہ لوگو جو ایمان لائے ہو اللہ کی خاطر مضبوطی سے نگرانی کرتے ہوئے انصاف کی تائید میں گواہ بن جاؤ اور کسی قوم کی دشمنی تمہیں ہرگز اس بات پر آمادہ نہ کرے کہ تم انصاف نہ کرو۔ انصاف کرو۔ یہ تقویٰ کے سب سے زیادہ قریب ہے۔ اور اللہ سے ڈرو۔ یقیناً اللہ اس سے ہمیشہ باخبر رہتا ہے جو تم کرتے ہو۔

پھر فرماتا ہے: وَاعْبُدُوا اللّٰهَ وَلَا تُشْرِكُوْا بِهٖ شَيْئًا وَّ بِالْوَالِدَيْنِ اِحْسَانًا وَّبِذِى الْقُرْبٰى وَالْيَتٰمٰى وَالْمَسٰكِيْنِ وَالْجَارِ ذِى الْقُرْبٰى وَالْجَارِ الْجُنُبِ وَالصَّاحِبِ بِالْجَنْبِ وَابْنِ السَّبِيْلِ وَمَامَلَكَتْ اَيْمَانُكُمْ۔اِنَّ ا للّٰهَ لَا يُحِبُّ مَنْ كَانَ مُخْتَالًا فَخُوْرًا (سورۃ النساء:37)

اور اللہ کی عبادت کرو اور کسی چیز کو اس کا شریک نہ ٹھہراؤ اور والدین کے ساتھ احسان کرو اور قریبی رشتہ داروں سے بھی اور یتیموں سے بھی اور مسکین لوگوں سے بھی اور رشتہ دار ہمسایوں سے بھی اور غیر رشتہ دار ہمسایوں سے بھی اور اپنے ہم جلیسوں سے بھی اور مسافروں سے بھی اور اُن سے بھی جن کے تمہارے داہنے ہاتھ مالک ہوئے۔ یقیناً اللہ اُس کو پسند نہیں کرتا جو متکبر اور شیخی بگھارنے والا ہے۔

اب اِن آیات میں پہلے وہ کفار جو دشمنی نہیں کرتے اُن سے نیکی اور انصاف کا حکم ہے۔ پھر سورۃ مائدہ کی آیت ہے اس میں فرمایا دشمنوں سے بھی عدل اور انصاف کرو کہ دشمنی کی بھی کچھ حدود اور قیود ہوتی ہیں۔ دشمن اگر کمینی اور ذلیل حرکتیں کر رہا ہے تو تم انصاف سے ہٹ کر غیر ضروری دشمنیاں نہ کرو۔ جرم سے بڑھ کر سزا نہ دو۔ جیسے گندے اخلاق وہ دکھا رہا ہے تم بھی ویسے نہ دکھانے لگ جاؤ۔

پھر تیسری آیت جو سورۃ نساء کی آیت ہے اس میں والدین سے لے کر ہر انسان سے احسان کے سلوک کا ارشاد فرمایا ہے۔ یعنی کُل انسانیت سے حسنِ سلوک کرو اور احسان کرو تا کہ دنیا میں امن قائم ہو۔ تو امن کے قیام کے لئے، ایک پُر امن معاشرے کے لئے یہ اعلیٰ تعلیم ہے جو قرآنِ کریم نے ہمیں دی ہے اور یہی آج امن کی ضمانت ہے۔ نہ کہ وہ عمل جو ظالم امریکی پادری نے قرآنِ کریم کی توہین کر کے کیا ہے۔ ایسے لوگ یقیناً خدا تعالیٰ کے عذاب کو آواز دینے والے ہیں۔

پس ہمارا کام یہ ہے کہ جب بھی ہم اسلام، آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور قرآنِ کریم پر دشمنوں کے غلیظ حملوں کو دیکھیں تو سب سے پہلے اپنے عملوں کو صحیح اسلامی تعلیم کے مطابق ڈھالنے کی کوشش کریں۔ پھر معاشرے میں اس خوبصورت تعلیم کا پرچار کریں اور اس کے لئے جو ذرائع بھی میسر ہیں اُنہیں استعمال کیا جائے۔ اللہ تعالیٰ ہمیں اس کی توفیق عطا فرمائے۔

اس وقت مَیں سلسلے کے ایک عالم اور بزرگ کا بھی ذکر کرنا چاہتا ہوں جو حافظِ قرآن بھی تھے جن کو قرآن سے خاص تعلق تھا۔ دنیاوی تعلیم بھی پی ایچ ڈی تھی اور اسٹرانومی میں انہوں نے بڑا نام پیدا کیا ہے لیکن سائنس کو

ہمیشہ قرآن کے تابع رکھا ہے۔ گزشتہ دنوں ان کی وفات ہوئی۔ اِنَّا لِلّٰهِ وَاِنَّا اِلَيْهِ رَاجِعُوْنَ۔ ان کا نام حافظ صالح محمد الہ دین صاحب تھا۔ گذشتہ تقریباً چار سال سے یہ قادیان کی انجمن احمدیہ کے صدر تھے اور صدر، صدر انجمن احمدیہ کے علاوہ اس سے پہلے یہ کافی عرصہ ممبر انجمن احمدیہ بھی رہے ہیں۔ عثمانیہ یونیورسٹی سے انہوں نے فزکس میں ایم ایس سی کی تھی۔ پھر بعد میں انہوں نے امریکہ سے اسٹرانومی، ایسٹروفزکس میں پی ایچ ڈی کی۔ 1963ء میں Observatory University of Chicago USA سے انہوں نے پی ایچ ڈی کی۔ اور بڑی خصوصیات کے حامل تھے۔ علمی لحاظ سے ان کے قریباً پچاس مضامین اور ریسرچ پیپر بین الاقوامی رسالوں میں شائع ہوئے ہیں اور جن پر کئی ایوارڈز بھی ان کو ملے ہیں۔ چنانچہ ہندوستان کا مشہور ایوارڈ مگناد سہا (Meghnad Saha) ایوارڈ فار تھیوریٹیکل سائنس 1981ء میں آپ کو دیا گیا ہے۔ جب مَیں ان کی تاریخ دیکھ رہا تھا تو اس کے علاوہ بھی بے تحاشا ایوارڈ ان کو ملے ہیں لیکن عاجزی انتہا کو پہنچی ہوئی تھی۔ Lunar and Solar Eclipses اور Dynamics of Galaxies آپ کے پسندیدہ مضمون تھے جن میں قرآن اور احادیث میں سورج، چاند گرہن بطور صداقت حضرت مسیح موعود اور امام مہدی بیان ہوا ہے۔ چنانچہ اس کے بارہ میں آپ مختلف جلسوں پر تقریریں بھی کرتے رہے۔ یوکے میں بھی تقریر کی تھی۔ قادیان میں بھی کرتے تھے۔ 1994-95ء میں اس نشان پر صد سالہ پروگرام کے تحت کئی جماعتی رسائل میں آپ کے مضامین بھی شائع ہوئے۔ 2009ء میں بھی ''ہستی باری تعالیٰ فلکیات کی روشنی میں'' آپ نے تقریر کی۔ بڑی پُر مغز، بڑی علمی تقریر تھی۔ اور اپنے سائنسی مضامین کا ہمیشہ قرآنی آیات سے استدلال کیا کرتے تھے۔ جو بھی اپنے سائنسی مضامین تھے اُن کا ہمیشہ قرآنی آیات سے استدلال کرتے تھے اور اس میں اِن کو بڑا ملکہ تھا۔ اور اس طرف ان کا طبعی میلان بھی تھا۔ مختلف یونیورسٹیز کے ریسرچ سکالر اور ریسرچ فیلو بھی تھے۔ یہ ایک لمبی فہرست ہے، بتائی نہیں جا سکتی۔ پھر Great Minds of the 21st Century, American Biographical Institute Raleigh U.S.A 2003. نے ان کو 2003ء میں ایوارڈ بھی دیا۔

دین میں بھی آپ کی تاریخی خدمات کافی ہیں۔ آپ نے ''امام مہدی کی صداقت کے دو عظیم نشان۔ چاند اور سورج گرہن'' تحریر فرمائی۔ ''صداقت حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام از روئے نشان سورج چاند گرہن''۔ ''نشانات سورج گرہن اور چاند گرہن''۔ ''ہمارا خدا''۔

The Dynamics of Stallers, System,The Dynamics of Coliding Galaxies. The Goal of the Man and the Way to Reach it. Views of Scientists on the Existance of God

اس قسم کی کتابیں بھی آپ نے لکھیں۔ مختلف حیثیتوں سے جماعت کی خدمات کرتے رہے۔ سالہا سال تک صوبائی امیر بھی رہے۔ سیکرٹری بھی رہے۔ صدر جماعت بھی رہے۔ ممبر صدر انجمن احمدیہ بھی رہے اور جیسا کہ مَیں نے کہا ہے ریٹائرمنٹ کے بعد کچھ عرصہ پہلے قادیان آ گئے تھے۔ پھر صدر، صدر انجمن احمدیہ بھی ان کو مَیں نے مقرر کیا تھا۔ تعلق باللہ بھی اللہ تعالیٰ سے اِن کا بڑا تھا۔ ان کی اہلیہ نے ایک دفعہ بتایا، پاکستان آئے تو کراچی ائیر پورٹ پر کسٹم والوں نے الیکٹرونک کی بعض جو چیزیں تھیں وہ روک لیں، بڑی پریشانی کا سامنا تھا۔ جائز تھیں، ناجائز کام تو یہ کر ہی نہ سکتے تھے لیکن ہمارے ہاں جو سفر کرنے والے ہیں ان کو کسٹم والوں کا پتہ ہے کہ کس طرح روک لیا کرتے ہیں۔ بہرحال ان کی اہلیہ کہتی ہیں تھوڑی دیر بعد مَیں نے دیکھا تو صالح الہ دین صاحب غائب تھے۔ مَیں پریشان ہوئی کہ کہاں چلے گئے ہیں۔ کچھ دیر بعد واپس آئے تو مَیں نے پوچھا کہ اس پریشانی کے وقت میں کہاں گئے تھے` تو کہنے لگے مَیں نے سوچا کہ اس صورتِ حال میں خدا ہی ہے جو مدد کر سکتا ہے۔ چنانچہ مَیں ایک طرف دو رکعت نفل ادا کرنے چلا گیا` اب نماز پڑھ آیا ہوں۔ چلو اب چلیں اور اب ہمیں چیزیں مل جائیں گی۔ چنانچہ بڑے اعتماد سے کسٹم والوں کے پاس گئے۔ اس عرصہ میں کسٹم کا عملہ تبدیل ہو چکا تھا انہوں نے معذرت بھی کی اور ان کی چیزیں بھی ان کو دے دیں۔ ایسی صورتِ حال میں کوئی اور ہوتا تو سفارشوں کے پیچھے جاتا یا پریشان ہوتا ہے۔ لیکن یہ صرف اللہ تعالیٰ کے حضور جھکے۔ ڈاکٹر نصرت جہاں اِن کی اہلیہ کی بہن ہیں۔ یہ مولوی عبدالمالک خان صاحب کے داماد بھی تھے۔ وہ کہتی ہیں جب مَیں قادیان گئی تو مَیں نے دیکھا کہ اپنی بیماری کی وجہ سے مسجد نہیں جا سکتے تھے۔ اس کا بہت اُن کو دُکھ تھا۔ اس کا اظہار کرتے تھے کہ مَیں مسجد نہیں جا سکتا اور تم لوگ وہاں جا کر نمازیں پڑھتے ہو۔ یہ کہتی ہیں مجھے انہوں نے بتایا اور مجھے اس بارہ میں اَور روایتیں بھی ملی ہیں، دوسروں سے بھی اس کا ذکر کیا ہے کہ چھبیس سال کی عمر کا ہوں گا کہ ایک دن حضرت شیخ یعقوب علی صاحب عرفانی کی خدمت میں حاضر ہوا۔ مَیں اندر داخل ہوا ہی تھا تو آپ فرمانے لگے کہ ابھی یا آج ہی مَیں نے خواب میں حضرت مولوی حکیم نورالدین صاحب خلیفۃ المسیح الاول رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو دیکھا کہ وہ تشریف لائے ہیں۔ تو عرفانی صاحب نے کہا کہ انہوں نے خواب میں دیکھا تھا کہ آپ حضرت مولوی نورالدین صاحب کی کرسی پر بیٹھے ہیں۔ خلیفۃ المسیح الاول تشریف لائے۔ وہ بیٹھے تھے کہ پھر انہوں نے ان کو کرسی پر بٹھا دیا۔ تو یہ کہتے ہیں کہ مَیں نے سوچا کہ کہاں مَیں اور کہاں حضرت خلیفۃ المسیح الاوّل۔ یوں بات آئی گئی ہوگی۔ کہتے ہیں کہ جب وہ قادیان میں آئے تو اُس وقت کچھ عرصے کے بعد، صاحبزادہ مرزا وسیم احمد صاحب کی وفات کے بعد ان کو مَیں نے صدر صدر انجمن احمدیہ بنایا تو کہتے ہیں اس وقت میں نے تاریخِ احمدیت پڑھی تو مجھے معلوم ہوا کہ صدر انجمن احمدیہ کے پہلے صدر حضرت خلیفۃ المسیح الاوّلؓ تھے اور عرفانی صاحب کی خواب اس طرح ایک لمبے عرصے کے بعد پوری ہوئی۔

قرآنِ شریف سے ان کو بڑا تعلق تھا، اور قرآنِ شریف خود بڑی ہمت کر کے انہوں نے حفظ کیا ہے۔ سکول کے ایک امتحان کی تیاری تھی کہتے ہیں کہ صبح پرچہ تھا تو میری والدہ نے کہا کہ بیٹے پرچے کی تیاری کر لو لیکن مَیں قرآنِ کریم کو پڑھ رہا تھا اور وہی یاد کرتا رہا۔ انہوں نے خود ہی گھر پہ قرآنِ کریم حفظ کیا۔ قرآنِ کریم لے کر اپنے گھر میں نیچے basement میں چلے جاتے تھے اور وہاں یاد کرتے رہتے تھے۔ پھر ان کی والدہ نے جب اِن کا شوق دیکھا تو اِن کے لئے قرآن حفظ کرانے کے لئے ایک معلم رکھا گیا۔ خلافت کی کامل اطاعت تھی اور بڑی جانثاری کا جذبہ تھا۔ درویشانِ قادیان سے بہت عقیدت رکھتے تھے۔ جیسا کہ پہلے بھی ذکر کیا ہے ہر مشکل میں نفل اور دعا میں لگ جاتے تھے۔ بےنفس، بےضرر، تہجد گزار، قرآنِ کریم کی آیات زیرِ لب تلاوت کرتے رہتے۔ مسجد اقصیٰ میں جلسہ سالانہ کے ایام میں تہجد کی امامت بھی کرواتے تھے۔ ہمیشہ دینی مجالس میں بیٹھنا پسند کیا۔ دنیا سے کوئی سروکار نہیں تھا۔

ایک مربی صاحب نے مجھے لکھا، پرانی بات ہے کہ ایک دفعہ، اپنے کسی عزیز رشتہ دار کی شادی میں شامل ہونے کے لئے گئے تو جب نکاح کا اعلان ہونے لگا تو اِن کے دنیاوی مقام کی وجہ سے بھی اور خاندانی بزرگی کی وجہ سے بھی اِن کو انہوں نے کہہ دیا کہ نکاح آپ پڑھائیں۔ اس پر بڑے سخت ناراض ہوئے کہ تم لوگ مربیوں کا احترام نہیں کرتے، واقفینِ زندگی کا احترام نہیں کرتے؟ یہ کس طرح ہو سکتا ہے کہ مربی یہاں موجود ہے اور مَیں نکاح پڑھاؤں۔ آئندہ اگر ایسی بات کی تو مَیں تمہاری شادی میں شامل نہیں ہوں گا۔

ہمارے ایک مربی ہیں انہوں نے لکھا کہ 2008ء کو جب جوبلی کے جلسے پر عہدِ خلافت لیا تو اس کے بعد سے ان کی حالت ہی اور ہو گئی تھی۔ ہر وقت تبلیغ کے لئے کوشاں رہتے۔ اپنے نئے اور پرانے جاننے والوں سے بھی دوبارہ contact کئے۔ اور اپنا ای میل ایڈریس بنوایا اور پھر اُن سے رابطہ کرنا شروع کیا جو اُن کے سائنسدان تھے۔ پھر قادیان آنے کی انہیں دعوت بھی دیتے رہے۔ ضعیفی کی حالت میں بھی کمزوری کے باوجود دہلی میں سائنسدانوں کی میٹنگ میں بھی صرف اس غرض سے تشریف لے گئے تھے کہ اُن سے رابطے ہوں گے اور اُن کو جماعت کا لٹریچر دیا اور کئی پروفیسر صاحبان سے گھر ملنے گئے اور اُن کو قادیان آنے کی دعوت دی۔

2008ء میں جب یو این او کی جانب سے انٹرنیشنل ایئر آف اسٹرانومی منایا گیا تو بنگلور گئے اور وہاں اُن لوگوں کے سامنے قرآنِ مجید اور سائنس کے موضوع پر ضعیفی کے باوجود بڑی لمبی اور نہایت عالمانہ تقریر کی۔ اور اس کے بعد پھر کئی پروفیسر صاحبان سے رابطے کئے۔

سورج گرہن پر ایک مرتبہ تحقیق کر کے چھوڑ نہیں دیتے تھے بلکہ ہمیشہ مزید سے مزید تحقیق میں لگے رہتے تھے۔ یہ لکھنے والے لکھتے ہیں کہ اُن کو اتنا کمپیوٹر چلانا نہیں آتا تھا میرے سے مدد لیا کرتے تھے اور انجمن کے کاموں کے بعد جب وقت میسر ہوتا تو خود اس کارکن کے پاس، جو مربی صاحب تھے، آ جاتے اور پھر نئے نئے ٹاپکس (Topics) پر تحقیق کرتے۔ کہتے تھے کہ ہمیں نوجوانوں کی ایک ٹیم بنانی چاہئے جو ہر ماہ شہر سے باہر کھلے دیہات میں جا کر نیا چاند تلاش کرے اور ایک ڈیٹا بیس (Database) بنائے جس میں ہر ماہ کا چاند کب دیکھا گیا اس کو نوٹ کرے کیونکہ یہ چیز سائنس ہمیں نہیں بتا سکتی کہ چاند آنکھوں سے کب نظر آئے گا۔ اور اس ریکارڈ کو اگر ہم محفوظ رکھیں تو کئی اعتراضات کے جوابات نکلیں گے۔ اُن کی اپنی ایک سوچ تھی جس پر وہ غور کیا کرتے تھے۔ کہتے تھے کہ آنکھوں سے چاند کا مشاہدہ کرنا بہت ضروری ہے۔ مسلمانوں نے جس قدر حساب میں ترقی کی اس کی وجہ چاند کا مشاہدہ ہی تھا۔ قرآنِ مجید میں بھی اللہ تعالیٰ نے چاند کی گردش کے متعلق فرمایا ہے کہ لِتَعْلَمُوْا عَدَدَالسِّنِيْنَ وَالْحِسَاب (یونس:6)۔ تو کہتے چاند کو ضرور آنکھوں سے دیکھنا چاہئے۔ راتوں کو اکثر ستاروں کا مشاہدہ کرتے اور کہتے کہ فرانس کا ایک بڑا سائنس دان تھا وہ بھی یہی کہتا تھا کہ ستاروں سے صرف وہی روشنی نہیں آتی جو ہماری آنکھوں کو منور کرتی ہے بلکہ اِن سے ایک ایسی روشنی بھی آتی ہے جو ہمارے دماغوں کو منور کرتی ہے۔ چنانچہ قرآنِ مجید کے حکم کے مطابق ہمیشہ زمین و آسمان کی پیدائش پر غور کرنے والے تھے، اولوالالباب میں سے تھے۔

آپ کے دادا احمدی ہوئے تھے اور ان کا بھی احمدی ہونے کا واقعہ عجیب ہے۔ کہتے ہیں کہ مَیں کاروباری آدمی تھا، دنیادار آدمی تھا۔ دین سے کوئی رغبت نہیں تھی۔ ایک دن ریویو آف ریلیجنز رسالہ میرے پاس آیا اور اس پر ساتھ یہ بھی تھا کہ اس کے لئے اشتہار دیں تو اس پر مَیں نے ''اسلامی اصول کی فلاسفی'' کا اشتہار بھی دیکھا۔ وہ کتاب مَیں نے منگوا کر پڑھی اور پھر یوں ہوا جیسے سارے اندھیرے چھٹ گئے۔ اس کے بعد اِن کے دادا کہتے ہیں کہ میرے پر ایسا انقلاب آیا ہے کہ مَیں روزے بھی رکھنے لگ گیا۔ نفلی روزے بھی رکھنے لگ گیا۔ نمازوں اور تہجد کی طرف بھی توجہ پیدا ہو گئی۔

حضرت مصلح موعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ایک خواب دیکھی تھی اور اس پر انہوں نے اُس کی یہ تعبیر کی تھی، کیونکہ ان سیٹھ صاحب کا، اِن کے دادا کا تعلق حضرت مفتی صادق صاحب اور یعقوب علی صاحب عرفانی اور حافظ

روشن علی صاحب کے ساتھ تھا، انہوں نے حضرت مصلح موعودؓ کے پاس ان کا ذکر کیا تو اس لحاظ سے تعارف تھا۔ تو حضرت مصلح موعودؓ نے فرمایا کہ مَیں نے ایک خواب دیکھی ہے کہ یہ احمدیت قبول کریں گے اور عظیم الشان روحانی فیض اور خدمت کی توفیق پائیں گے۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ کے فضل سے انہوں نے بیعت کر لی۔

حضرت مصلح موعود نے ان کے دادا کا بھی ذکر فرمایا ہے۔ یہ پرانا خاندان ہے۔ اس کا بھی ذکر کر دیتا ہوں کہ ”متواتر سلسلہ کی خدمت میں اُن کا نمبر غالباً سب سے بڑھا ہوا ہے۔ اِن کی مالی حالت مَیں جانتا ہوں ایسی اعلیٰ نہیں جیسی کہ لوگ اُن کی امداد کو دیکھ کر سمجھ لیتے ہیں۔ لیکن ان کو خدا تعالیٰ نے نہایت پاکیزہ دل دیا ہے۔ اور مجھے ان کی ذات پر خصوصاً اس لئے فخر ہے کہ اِن کے سلسلہ میں داخل ہونے کے وقت اللہ تعالیٰ نے مجھے اُن کے اخلاص کے متعلق پہلے سے اطلاع دی تھی حالانکہ مَیں نے اُن کو دیکھا بھی نہ تھا۔ میں دیکھتا ہوں کہ وہ سلسلہ کے درد میں اس قدر گداز ہیں کہ مجھے اُن کی قربانی کو دیکھ کر رشک آتا ہے اور میں اُن کو خدا کی نعمتوں میں سے ایک نعمت سمجھتا ہوں۔ کاش کہ ہماری جماعت کے دوسرے دوست اور خصوصاً تاجر پیشہ اصحاب اُن کے نمونہ پر چلیں اور اُن کے رنگ میں اخلاص دکھائیں“۔ (الفضل 29 رجنوری 1926ء) یہ حضرت مصلح موعود کے الفاظ ہیں۔

مولوی محمد اسماعیل صاحب یادگیری کہتے ہیں کہ مَیں نے اندازہ لگایا ہے کہ اُس زمانے میں ان کی مالی قربانی کتنی ہوتی ہے؟ پیسے تو اب رواج ہے ناں کہ ایک روپے میں سو پیسے۔ اُس زمانے میں آنے ہوتے تھے اور سولہ آنے کا ایک روپیہ۔ تو کہتے ہیں کہ مَیں نے حساب لگایا تو دیکھا کہ چودہ آنے یہ خدمتِ دین پر خرچ کرتے ہیں اور صرف دو آنے اپنی ضروریات کے لئے رکھتے تھے باوجود اس کے کہ بڑے کاروباری تھے۔

حضرت مصلح موعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ان کے دادا کے بارے میں ایک دفعہ فرمایا کہ تبلیغِ احمدیت کے متعلق اُن کا جوش ایسا ہے جیسے حضرت مسیح موعود علیہ والسلام کے پرانے صحابہ مولوی برہان الدین صاحب وغیرہ میں تھا۔ اور خدا کی راہ میں خرچ کرنے کا جوش اس طرح ہے جیسے سیٹھ عبدالرحمٰن صاحبؓ میں تھا۔.........حضرت مسیح موعود علیہ الصلوۃ والسلام کے پاس اللہ تعالیٰ نے سیٹھ عبدالرحمٰن اللہ رکھا کی شکل میں اپنے فرشتے بھجوائے تھے اور میرے پاس آپ کی شکل میں فرشتے بھجوائے ہیں۔

(تابعین اصحاب احمد۔ جلد نہم۔ صفحہ 348-349)

تو یہ ہے مختصر ان کا تعارف اور خاندانی تعارف بھی۔

ان کی سادگی اور بالکل عاجزی کا ایک واقعہ ان کے بیٹے نے یہ لکھا ہے کہ ایک دفعہ یہ دہلی کے سٹیشن پر کھڑے تھے اور سرخ قمیص پہنی ہوئی تھی اور جو قُلی، مزدور سامان اٹھانے والے ہوتے ہیں، اُن کی بھی سرخ قمیصیں ہوتی ہیں۔ تو ایک فیملی آئی۔ انہوں نے سمجھا یہ قُلی ہے۔ انہوں نے کہا یہ ہمارا سامان اٹھاؤ اور وہاں پہنچا دو۔ انہوں نے بغیر کچھ کہے اُن کا سامان اٹھایا اور لے گئے۔ یہ مَیں حافظ صالح الہ دین صاحب کی سادگی کی بات کر رہا ہوں جن کی ابھی وفات ہوئی ہے۔ تو یہ وہاں لے گئے۔ سامان اتار کے جب اُس شخص نے مزدوری دینی چاہی تو کہنے لگے کہ آپ نے سامان پہنچانے کا کہا تھا مَیں نے آپ کی مدد کر دی ہے۔ اس کی کوئی اجرت نہیں ہے۔ وہ صاحب اس بات پر بڑے شرمندہ ہوئے۔ یعنی کہ بالکل انتہائی عاجزی تھی۔

یہاں بھی جلسہ پر پہلی دفعہ 2003ء میں جب آئے ہیں، یا پہلی دفعہ نہیں تو بہر حال 2003ء میں آئے تھے اور کچھ اُن کی طبیعت بھی ٹھیک نہیں تھی، ائیر پورٹ پر کچھ ٹرانسپورٹ کا انتظام صحیح نہیں تھا۔ بڑی دیر انتظار کرنا پڑا۔ پھر رہائش کا انتظام بھی ایسا نہیں تھا لیکن بغیر کسی شکوے کے انہوں نے جماعتی نظام کے تحت وہ دن گزارے۔ اللہ تعالیٰ ان کو غریقِ رحمت کرے، ان کے بچوں کو بھی نیکیوں پر قائم رکھے۔ اُن کا حافظ و ناصر ہو۔ ان کی اہلیہ بھی ان سے پہلے ہی وفات پا چکی ہیں۔ ان کا جنازہ ابھی مَیں نمازوں کے بعد پڑھاؤں گا۔

دوسرا جنازہ کرنل محمد سعید صاحب ریٹائرڈ کا ہے۔ یہ آج کل کینیڈا میں ہوتے تھے۔ پاکستان جا رہے تھے۔ جہاز میں فلائٹ کے دوران ہی ان کی وفات ہوگئی۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ۔ یہ کینیڈا میں وینکوور اور کیلگری میں بطور آنریری مربی سلسلہ تعینات رہے تھے۔ اس کے علاوہ کینیڈا میں بطور جنرل سیکرٹری، صدر قضا بورڈ کینیڈا، سیکرٹری وصایا وغیرہ خدمات بجالاتے رہے۔ احمدیہ گزٹ اور وقفِ نو کے کوآرڈی نیٹر کے طور پر بھی کام کیا۔ کیو بک (Qubic) میں قرآنِ مجید کے فرنچ اور گورمکھی ترجمے کی جو ترویج ہے اس میں پیش پیش رہے۔ بیوت الحمد ربوہ کی تحریک کا حضرت خلیفۃ المسیح الرابع نے جب اعلان کیا تو انہوں نے خواہش کا اظہار کیا کہ ایک لاکھ روپیہ اپنی فیملی کی طرف سے ادا کریں گے۔ لیکن وہاں اس میں وہ ادا نہیں کر سکے اور اس کے بعد کینیڈا چلے گئے تو وہاں مسجد بیت السلام کی تعمیر کے وقت آپ نے اپنی فیملی کی طرف سے ایک لاکھ ڈالر کی رقم اس مسجد کے لئے ادا کی۔ قرآنِ مجید کی دو زبانوں میں اشاعت کے لئے بھی کافی بڑی رقم کی ادائیگی کی اِن کو توفیق ملی۔ اللہ تعالیٰ ان کے بھی درجات بلند کرے اور ان کے بچوں کا حافظ و ناصر ہو۔

جیسا کہ مَیں نے کہا ان دونوں بزرگوں کی نمازِ جنازہ ابھی ادا کروں گا۔

☆☆☆☆☆

صحابہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے اطاعت کے ایمان افروز واقعات

حضرت مولانا غلام رسول صاحب راجیکی رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان کرتے ہیں:

”ایک مرتبہ ایک ہندو بٹالہ سے آپ (حضرت خلیفۃ المسیح الاول رضی اللہ عنہ) کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کی کہ میری اہلیہ سخت بیمار ہے از راہ نوازش بٹالہ چل کر اسے دیکھ لیں۔ آپ رضی اللہ عنہ نے فرمایا حضرت مرزا صاحب (حضرت مسیح موعود علیہ السلام) سے اجازت حاصل کرو۔ اس نے حضرت کی خدمت میں درخواست کی۔ حضور علیہ السلام نے اجازت دی۔ بعد نماز عصر جب حضرت مولوی صاحب حضرت اقدس کی خدمت میں ملاقات کے لئے حاضر ہوئے تو حضور نے فرمایا کہ ”امید ہے آپ آج ہی واپس آجائیں گے۔“ عرض کی ”بہت اچھا“۔ بٹالہ پہنچے، مریضہ کو دیکھا، واپسی کا ارادہ کیا مگر بارش اس قدر ہوئی کہ جل تھل ایک ہو گئے۔ ان لوگوں نے عرض کی کہ حضرت! راستے میں چوروں اور ڈاکوؤں کا بھی خطرہ ہے پھر بارش اس قدر زور سے ہوئی ہے کہ واپس پہنچنا مشکل ہے۔ کئی مقامات پر پیدل پانی میں سے گزرنا پڑے گا مگر آپ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: خواہ کچھ ہو، سواری کا انتظام بھی ہو یا نہ ہو، میں پیدل چل کر بھی قادیان ضرور پہنچوں گا کیونکہ میرے آقا کا ارشاد یہی ہے کہ آج ہی مجھے واپس قادیان پہنچنا ہے۔ خیر یکہ کا انتظام ہو گیا اور آپ چل پڑے مگر بارش کی وجہ سے راستہ میں کئی مقامات پر اس قدر پانی جمع ہو چکا تھا کہ آپ کو پیدل وہ پانی عبور کرنا پڑا۔ کانٹوں سے آپ کے پاؤں زخمی ہو گئے مگر قادیان پہنچ گئے اور فجر کی نماز کے وقت مسجد مبارک میں حاضر ہو گئے۔ حضرت اقدس علیہ السلام نے لوگوں سے دریافت فرمایا کہ ”کیا مولوی صاحب رات بٹالہ سے واپس تشریف لے آئے تھے؟“ قبل اس کے کہ کوئی اَور جواب دیتا آپ رضی اللہ عنہ فوراً آگے بڑھے اور عرض کی: ”حضور میں واپس آ گیا تھا۔“ یہ بالکل نہیں کہا کہ حضور! رات شدت کی بارش تھی، اکثر جگہ پیدل چلنے کی وجہ سے میرے پاؤں زخمی ہو چکے ہیں اور میں سخت تکلیف اٹھا کر واپس پہنچا ہوں وغیرہ وغیرہ، بلکہ اپنی تکالیف کا ذکر تک نہیں کیا۔“

(حیات نور صفحہ 189)

حضرت مسیح موعود علیہ السلام حضرت صاحبزادہ سید عبداللطیف شہید رضی اللہ عنہ کے بارے میں فرماتے ہیں: ”اور جب مجھ سے ان کی ملاقات ہوئی تو قسم اس خدا کی جس کے ہاتھ میں میری جان ہے! میں نے ان کو اپنی پیروی اور اپنے دعویٰ کی تصدیق میں ایسا فنا شدہ پایا کہ جس سے بڑھ کر انسان کیلئے ممکن نہیں۔ جیسا کہ ایک شیشہ عطر سے بھرا ہوا ہوتا ہے ایسا ہی میں نے ان کو اپنی محبت میں بھرا ہوا پایا، اور جیسا کہ ان کا چہرہ نورانی تھا ایسا ہی ان کا دل مجھے نورانی معلوم ہوتا تھا۔ اس بزرگ مرحوم میں نہایت قابل رشک یہ صفت تھی کہ درحقیقت وہ دین کو دنیا پر مقدم رکھتا تھا اور درحقیقت ان راستبازوں میں سے تھا جو خدا سے ڈر کر اپنے تقویٰ اور اطاعت الٰہی کو انتہا تک پہنچاتے ہیں اور خدا کے خوش کرنے کے لئے اور اس کی رضا حاصل کرنے کیلئے اپنی جان اور عزت اور مال کو ایک ناکارہ خس و خاشاک کی طرح اپنے ہاتھ سے چھوڑ دینے کو تیار ہوتے ہیں۔ اس کی ایمانی قوت اس قدر بڑھی ہوئی تھی کہ اگر میں اس کو ایک بڑے سے بڑے پہاڑ سے تشبیہ دوں تو میں ڈرتا ہوں کہ میری تشبیہ ناقص نہ ہو۔ اکثر لوگ باوجود بیعت کے اور باوجود میرے دعویٰ کے تصدیق کے پھر بھی دنیا کو دین پر مقدم رکھنے کے زہریلے تخم سے بکلی نجات نہیں پاتے بلکہ کچھ ملونی ان میں باقی رہ جاتی ہے۔ اور ایک پوشیدہ بخل خواہ وہ جان کے متعلق ہو خواہ آبرو کے متعلق اور خواہ مال کے متعلق اور خواہ اخلاقی حالتوں کے متعلق ان کے ناکمل نفسوں میں پایا جاتا ہے۔ اسی وجہ سے ان کی نسبت ہمیشہ میری یہ حالت رہتی ہے کہ میں ہمیشہ کسی خدمت دینی کو پیش کرنے کے وقت ڈرتا رہتا ہوں کہ ان کو ابتلا پیش نہ آوے۔ اور اس خدمت کو اپنے پر ایک بوجھ سمجھ کر اپنی بیعت کو الوداع نہ کہہ دیں لیکن میں کن الفاظ سے اس بزرگ مرحوم کی تعریف کروں جس نے اپنے مال اور آبرو اور جان کو میری پیروی میں یوں پھینک دیا کہ جس طرح کوئی ردی چیز پھینک دی جاتی ہے۔ اکثر لوگوں کو میں دیکھتا ہوں کہ ان کا اوّل اور آخر برابر نہیں ہوتا۔“ (روحانی خزائن جلد نمبر 20 تذکرۃ الشہادتین۔ صفحہ 10)

منشی امام دین صاحب پٹواری رضی اللہ تعالیٰ عنہ جنہوں نے 1894ء میں بیعت کی تھی انہیں حقہ پینے کی بہت عادت تھی۔ حضرت خلیفہ ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے خلافت کے ابتدائی زمانے میں کسی خطاب میں حقہ کی مذمت بیان کی تو اسی وقت حقہ چھوڑ دیا اور عزم کیا کہ اب ہاتھ بھی نہیں لگاؤں گا۔ شروع میں بیمار ہو گئے اور لوگوں نے کہا کہ آہستہ آہستہ چھوڑیں لیکن ایسی اطاعت کی کہ پھر ہاتھ بھی نہیں لگایا۔ (اصحاب احمد۔ جلد 1۔ صفحہ 118)

حضرت ابو عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ رئیس کھیوا باجوہ سیالکوٹ (جو حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے قدیمی صحابہ میں شامل تھے، جن کے بارہ میں لوگ کہا کرتے تھے کہ شاید مولوی عبداللہ ہی امام مہدی کا دعویٰ کر دیں۔ تاہم آپ رضی اللہ عنہ تو امام مہدی کی بیعت کر کے غلاموں میں شامل ہو گئے) ایک مرتبہ سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الاوّل رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی صحبت میں بیٹھے ہوئے تھے اور حضور کی خدمت میں عرض کیا کہ مجھے کوئی نصیحت ارشاد فرمائیں۔ حضور (حضرت خلیفۃ المسیح الاوّل رضی اللہ تعالیٰ عنہ) نے فرمایا: مولوی صاحب (مَیں) نہیں سمجھتا کہ کوئی چیز کرنے کی ہو اور آپ کر نہ چکے ہوں۔ اب تو حفظ قرآن ہی باقی ہے۔ چنانچہ تقریباً 65 سال کی عمر میں قرآن کریم حفظ کرنا شروع کیا۔ باوجود اتنی عمر ہونے کے حافظ قرآن ہو گئے۔“

(الفضل قادیان 21/19 اپریل 1947ء)

سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا آخری سفر لاہور اور وصالِ اکبر

محمد انعام غوری، قادیان

سیدنا حضرت اقدس مرزا غلام احمد قادیانی مسیح موعود و مہدئ معہود علیہ السلام کا وصال مورخہ ۲۶؍مئی ۱۹۰۸ء کو لاہور میں ہوا۔ ۲۷ مئی کو نعشِ مبارک قادیان پہنچائی گئی اور اُسی روز خلافت اولیٰ کے انتخاب کے بعد حضور علیہ السلام کی بہشتی مقبرہ قادیان میں تدفین عمل میں آئی۔

جماعت احمدیہ میں ہر سال ۲۷ مئی کو یوم خلافت منایا جاتا ہے۔ لیکن ۲۶ مئی کو یوم وصال نہیں منایا جاتا۔ اسلئے کہ اسلام میں بڑی سے بڑی شخصیت کا بھی یوم پیدائش یا یوم وفات منائے جانے کی مسنون روایت نہیں۔ حتیٰ کہ صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین نے بھی نہ ہی سیدنا حضرت اقدس محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کا یوم پیدائش منایا اور نہ ہی یوم وصال کی تقریب منعقد کی۔ اور نہ خلفائے راشدین کے وصال اور شہادت کے دن منائے۔

یہ سب بعد کی رسمیں ہیں جو کئی صدیوں بعد مسلمانوں میں جاری ہوئیں اور طرح طرح کی بدعتیں راہ پا گئیں ورنہ اصل طریق یہی ہے کہ سیرت کے پہلو بیان کئے جائیں جو نہ صرف بارہ ربیع الاوّل کو بلکہ سال کے مختلف اوقات میں کثرت سے جلسے منعقد کر کے حضرت اقدس محمد مصطفیٰ ﷺ کی سیرت طیبہ اور آپ کی قوتِ قدسیہ اور آپ کے فیضانِ نبوت کے حوالے سے تقریر کر کے نعتیں اور نظمیں پڑھ کر نئی نسل کو روشناس کرایا جائے۔

اسی طرح جماعت احمدیہ میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام یا خلفائے عظام کے یوم پیدائش یا یوم وصال منانے کا بالکل رواج نہیں ہے۔ ہاں یوم مسیح موعود اس حوالے سے منایا جاتا ہے کہ ۲۳ مارچ ۱۸۸۹ء کو حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے خدا کے اذن سے اُس پاک جماعت کی بنیاد رکھی اور بیعت لینے کا سلسلہ شروع فرمایا جس کی بشارت آنحضرت ﷺ نے عطا فرمائی تھی کہ الا وھی الجماعۃ سنو مسلمانوں کے ۷۳ فرقوں میں سے صرف وہی ایک جماعت ''الجماعۃ'' کہلانے کی مستحق ہوگی جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے روحانی فرزند جلیل اور آپ کے بروزِ کامل امام مہدی اور مسیح موعود کے ذریعے قائم ہوگی۔

اسی طرح جماعت میں خلافت حقہ کے قیام کے حوالے سے ۲۷ مئی کو یومِ خلافت منایا جاتا ہے جس میں حضرت اقدس محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی بشارتوں کے مطابق مسیح موعودؑ کے ذریعے دوبارہ خلافت علیٰ منہاج نبوت کے قیام اور اس کی ضرورت و اہمیت اور برکات پر روشنی ڈالی جاتی ہے۔

تاہم نئی نسل کے ازدیادِ علم کیلئے اس مضمون میں سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی زندگی کے آخری سفر لاہور کی مختصر روئداد اور آپؑ کے وصال اور نعشِ مبارک کو قادیان پہنچانے اور بہشتی مقبرہ قادیان میں تدفین کے واقعات اختصار کے ساتھ پیش کئے جارہے ہیں۔ تفصیل اور حوالہ جات کیلئے ملاحظہ ہو تاریخ احمدیت جلد نمبر ۲

☆...... یاد رکھنا چاہئے کہ حضور علیہ السلام کو ۱۹۰۵ء ہی سے قرب وفات کے متعلق الہام ہو رہے تھے چنانچہ آپ نے دسمبر ۱۹۰۵ء میں رسالہ ''الوصیت'' تصنیف فرمایا جس میں اپنی وفات سے متعلق الہامات سے جماعت کو اطلاع دیتے ہوئے اپنے وصال کے بعد جماعت میں خلافت علی منہاج نبوت کے قیام کی بشارت دی۔ نیز باذنِ الٰہی بہشتی مقبرہ کے قیام کا اعلان اور اس کی تفصیل بیان فرمائی۔

☆......۱۹۰۸ء کے ابتداء ہی سے اہم دینی و علمی مشاغل کی وجہ سے حضور علیہ السلام کی صحت متاثر ہو رہی تھی نیز آپؑ کی زوجہ محترمہ حضرت سیدہ نصرت جہاں بیگم صاحبہؓ کی خواہش تھی کہ لاہور جا کر کسی ماہر لیڈی ڈاکٹر سے اپنا علاج کروائیں۔

لیکن قرب وفات کے الہامات کی وجہ سے حضور علیہ السلام کو اس سفر میں بہت تامل تھا۔ پھر ۲۶؍اپریل کو الہام ہوا۔

''مباش ایمن از بازی روزگار''

ترجمہ: زمانے کے کھیل سے بے خوف نہ رہ۔

(تذکرہ صفحہ ۶۳۸۔ ایڈیشن پنجم مطبوعہ قادیان دسمبر ۲۰۰۴)

☆...... بالآخر حضور علیہ السلام نے اس سفر کا ارادہ فرمالیا اور ۲۷ اپریل ۱۹۰۸ء کو مع حضرت ام المؤمنین صاحبہؓ و صاحبزادگان و صاحبزادیاں اور حضرت مولانا نورالدین صاحبؓ وغیرہ گیارہ افراد پر مشتمل یہ مقدس قافلہ قادیان سے لاہور کیلئے روانہ ہوا۔

☆...... دارالمسیح کے اُس حصہ میں جو مکان حضرت اُمِّ ناصر سے موسوم ہے اور جس میں حضرت صاحبزادہ مرزا وسیم احمد صاحب مرحوم تاحیات قیام پذیر رہے اور آج کل حضرت بیگم صاحبہ مقیم ہیں اُس میں ایک کمرہ ہے جس میں حضور علیہ السلام آخری عمر میں تصنیف کا کام کرتے رہے۔ اور کتاب حقیقۃ الوحی کا متعدد حصہ اسی میں تصنیف فرمایا۔ بوقت سفر لاہور اس کو بند کر کے اپنے ہاتھ سے مقفل کر کے کسی کو مخاطب کئے بغیر فرمایا ''اب ہم اِس کو نہیں کھولیں گے''

۲۸ اپریل کے دن بٹالہ میں قیام فرمایا کیونکہ اس دن لاہور کیلئے ریز روگاڑی نہ مل سکی۔

☆...... ۲۹/اپریل کو بٹالہ سے لاہور کیلئے روانگی عمل میں آئی اور لاہور پہنچ کر احمدیہ بلڈنگس میں قیام فرمایا۔ جہاں چند احمدیوں کے اکٹھے مکانات تھے ان میں خواجہ کمال الدین صاحب اور ڈاکٹر سید محمد حسین شاہ صاحب وغیرہ کی کوٹھیاں بھی تھیں۔ ابتداً حضور علیہ السلام خواجہ کمال الدین صاحب کے مکان میں فروکش ہوئے۔

☆...... لاہور میں ہی مورخہ ۹؍مئی کو الہام ہوا:۔

اَلرَّحِیْلُ ثُمَّ الرَّحِیْلُ۔

(تذکرہ صفحہ ۶۳۹۔ ایضاً)

یعنی کوچ کا وقت آ گیا ہے ہاں کوچ کا وقت آ گیا ہے۔

ظاہری طور پر اس الہام کو پورا کرنے کیلئے حضور علیہ السلام نقل مکانی کر کے خواجہ کمال الدین صاحب کے مکان سے ڈاکٹر سید محمد صاحب کے مکان میں منتقل ہوئے۔

☆...... پھر ۲۰ مئی کو الہام ہوا ''مکن تکیہ برعمر ناپائیدار''

یعنی ناپائیدار عمر پر بھروسہ مت کرو۔

(تذکرہ صفحہ ۶۴۰ ایضاً)

☆...... پھر ۲۰ مئی کو الہام ہوا۔

اَلرَّحِیْلُ ثُمَّ الرَّحِیْلُ وَالْمَوْتُ قَرِیْبٌ

(تذکرہ صفحہ ۶۴۰ ایڈیشن پنجم دسمبر ۲۰۰۴ء مطبوعہ قادیان)

یعنی کوچ کا وقت آ گیا ہے ہاں کوچ کا وقت آ گیا ہے اور موت قریب ہے۔

اس پر حضرت اماں جانؓ نے گھبرا کر عرض کیا کہ اب قادیان واپس چلیں۔ حضور علیہ السلام نے فرمایا ''اب تو ہم اُسی وقت جائیں گے جب خدا لے جائے گا''

☆...... ایک طرف دل ہلانے والے یہ الہامات جو وفات کے قُرب کی اطلاع دے رہے تھے جن کے پیش نظر بڑے بڑے دل والوں کے اعصاب بھی جواب دے جاتے ہیں لیکن دوسری طرف خدا کا یہ پہلوان نہایت مستعدی کے ساتھ تبلیغ، تربیت اور تصنیف کے کاموں میں منہمک نظر آتا ہے جس کا مختصر خلاصہ ذیل میں پیش کیا جاتا ہے۔

حضور علیہ السلام کی لاہور میں تشریف آوری کی خبر سن کر سینکڑوں احمدی عشاق دور و نزدیک سے آتے رہے اور ۳۰/اپریل ہی سے ملاقاتوں اور وعظ و نصیحت کا سلسلہ چلتا رہا۔ مورخہ ۳۰/اپریل ہی کو ارشاد فرمایا ''ہمیں خدا نے پکا وعدہ دیا ہے اس میں ذرا بھی شک نہیں اور وہ یہ ہے کہ بادشاہ تیرے کپڑوں سے برکت ڈھونڈیں گے''۔

☆...... حضرت مولانا نور الدین صاحب نے اُسی احاطے میں حضور علیہ السلام کی اجازت سے درس القرآن کا سلسلہ شروع کر دیا تھا۔

☆...... مورخہ ۲ مئی کو شہزادہ سلطان ابراہیم صاحب اور مسٹر محمد علی جعفری صاحب دو غیر احمدی معززین حضور علیہ السلام کی ملاقات کیلئے تشریف لائے آپ نے اُنہیں وعظ فرمایا اور فرمایا ''ہم نے زبانی اور تحریری طور پر اپنا کام پورا کر دیا ہے اور دُنیا میں شاید ہی کوئی کہہ سکے کہ اُسے ہماری تبلیغ نہیں ہوئی یا ہمارا دعویٰ نہیں پہنچا''۔

☆...... مورخہ ۶ مئی اور مورخہ ۹؍مئی کو جماعت کو نصائح اور توحید کا وعظ فرمایا۔

☆...... مورخہ ۱۲ مئی کو انگلستان کے ایک ماہر ہیئت دان Stronomer پروفیسر کلمینٹ ویگ نے حضرت مفتی محمد صادق صاحبؓ کی معیت میں حضور علیہ السلام سے ملاقات کی اور کئی سوالات کئے اور تسلی بخش جوابات پا کر مورخہ ۱۸ مئی کو دوبارہ حاضر ہو کر مزید سوالات کئے اور اس قدر متاثر ہوئے کہ پہلے تو وہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو نجات دہندہ کے طور پر اپنے لیکچرز میں پیش کیا کرتے تھے لیکن حضور علیہ السلام سے ملاقاتوں اور سوال و جواب سے متاثر ہو کر بعد میں احمدی مسلمان ہو گئے اور آخر وقت تک حضرت مفتی محمد صادق صاحبؓ سے خط و کتابت کرتے رہے۔

☆...... مورخہ ۱۵ مئی کو مسلمانوں کے مشہور روشن خیال سیاسی لیڈر مسٹر فضل حسین صاحب بیرسٹرایٹ لاء حضور علیہ السلام سے ملاقات کیلئے تشریف لائے اور متعدد سوالات کئے جن کے حضور علیہ السلام نے جوابات ارشاد فرمائے۔

☆...... مورخہ ۱۷؍مئی کو حضور علیہ السلام کی خواہش کے مطابق لاہور کے عمائدین اور رؤساء کو کھانے پر مدعو کیا گیا تھا لیکن ۱۶ مئی کی رات کو اسہال کی وجہ سے حضورؑ کی صحت کمزور ہو گئی اور اُمید نہ تھی کہ حضورؑ خود تقریر فرما سکیں۔ چنانچہ اسی خیال سے حضرت مولانا نور الدین صاحب کو ارشاد فرمایا تھا کہ معزز مہمانوں کو کچھ سنا دیں۔ چنانچہ آپؓ نے تقریر شروع بھی کر دی تھی۔ مگر جب صبح کو اللہ تعالیٰ نے آپ کو الہاماً یہ بشارت عطا فرمائی کہ اِنِّی مَعَ الرَّسُوْلِ اَقُوْم یعنی میں اپنے رسول کے ساتھ کھڑا ہوں گا۔

(تذکرہ صفحہ ۶۳۹)

تو حضور علیہ السلام بنفس نفیس مجلس میں تشریف لائے اور ۱۱ بجے سے ایک بجے دوپہر تک بڑی پر جوش اور مؤثر تقریر فرمائی۔

بارہ بجے کے قریب حضورؑ نے احباب کو مخاطب کر کے فرمایا کہ اگر آپ چاہیں تو میں تقریر بند کر دوں اور آپ کھانا کھا لیں۔ مگر تمام معززین نے یک زبان ہو کر کہا کہ وہ کھانا تو ہر روز کھاتے ہیں مگر یہ روحانی غذا پھر کہاں میسر آئے گی آپ تقریر جاری رکھیں۔

اس تقریر میں حضور علیہ السلام نے شہر کے معزز

تعلیم یافتہ مسلمانوں اور رؤساء پر اتمامِ حجت فرمادی اور اپنی نبوت کے متعلق وضاحت فرماتے ہوئے اعلان فرمایا کہ میں اس امر کا اخفاء نہیں کرسکتا کہ مجھے مکالمہ مخاطبہ کا شرف عطا کیا گیا ہے اور خدا مجھ سے ہمکلام ہوتا ہے اور کثرت سے ہوتا ہے اسی کا نام نبوت ہے۔ اور آگے اس کی مزید تشریح فرمائی۔

لیکن اخبار عام نے ۲۳ مئی کی اشاعت میں حضور علیہ السلام کے لیکچر کی خبر دیتے ہوئے یہ غلط رپورٹ شائع کردی کہ گویا حضورؑ نے جلسہ میں اپنی نبوت سے انکار کیا ہے۔ حضور علیہ السلام نے اُسی دن ایڈیٹر اخبار عام کو ایک مفصل تردیدی خط لکھا جس میں وضاحت کے ساتھ فرمایا کہ

''میں خدا کے حکم کے موافق نبی ہوں اور اگر میں اس سے انکار کروں تو میرا گناہ ہوگا اور جس حالت میں خدا میرا نام نبی رکھتا ہے تو میں کیونکر انکار کرسکتا ہوں''

☆......اس نوعیت کی تبلیغی و تربیتی مجالس اور وعظ وتقاریر کے ساتھ ساتھ اپنی زندگی کے آخری دنوں میں حضور علیہ السلام نے ایک رسالہ تصنیف فرمایا جو ہندوستان کی سیاسی، مذہبی اور تمدنی طرز زندگی کے لئے ایک مستقل مشعل راہ ہے۔ جو پیغام صلح کے نام سے آپؑ کے وصال کے بعد شائع ہوا اور اب تک بیسیوں زبانوں میں اس کے تراجم شائع ہوچکے ہیں۔ یہ آپ کی آخری تصنیف تھی۔

اس تصنیف کی مختصر روئداد یوں بیان ہوئی ہے کہ حضور علیہ السلام کے لکھے ہوئے مسودہ کو کاتب ساتھ کے ساتھ لکھتا جاتا ہے ایک دن بعد نماز عصر حضورؑ خدام میں تشریف فرما تھے اور خواجہ کمال الدین صاحب اپنی نگرانی میں کاتب سے مسودہ لکھوا رہے تھے۔ حضورؑ نے دریافت فرمایا خواجہ صاحب! مضمون کا کیا حال ہے؟ خواجہ صاحب نے عرض کیا۔ حضور کاتب لکھ رہا ہے۔ حضورؑ نے فرمایا'' خواجہ صاحب جلدی کیجئے۔ کیا آپ دیکھتے نہیں کہ ہماری صحت کا کیا حال ہے''۔

بہرحال جب تک اس عظیم الشان آخری تصنیف کی تکمیل نہیں ہوئی آپؑ کی وفات نہیں ہوئی۔

☆......۲۵ مئی کو حضورؑ اپنے خدام میں تشریف فرما تھے اتنے میں ایک اہل حدیث عالم مولوی محمد ابراہیم سیالکوٹی کا رقعہ حضورؑ کی خدمت میں پہنچا کہ وہ اختلافی مسائل میں حضور سے گفتگو کرنا چاہتے ہیں۔ حضورؑ نے مولوی محمد احسن صاحب امروہی کو تبادلہ خیالات کرنے کا ارشاد فرمایا لیکن اسی مجلس میں حیات مسیح کے ردّ میں ایک مفصل تقریر فرمائی جس کے آخر پر فرمایا کہ:

''عیسیٰ کو مرنے دو کہ اس میں اسلام کی حیات ہے۔ ایسا ہی عیسیٰ موسوی کے بجائے عیسیٰ محمدی کو آنے دو کہ اس میں اسلام کی عظمت ہے''۔

یہ حضور علیہ السلام کی آخری تقریر تھی جو آپ نے بڑے زور اور خاص جوش سے فرمائی۔

☆......۲۵ مئی کی سہ پہر تک آپؑ نے کتاب پیغام صلح کے مسودہ کو مکمل فرمادیا۔ اس سلسلہ میں حضور علیہ السلام کی صاحبزادی حضرت سیدہ نواب مبارکہ بیگم صاحبہؓ کا بیان نہایت ایمان افروز ہے۔ آپؓ فرماتی ہیں:۔

حضور علیہ السلام صحن میں بستر پر بیٹھ کر آخر شام دیر تک مضمون لکھتے رہے۔ آپ کے چہرہ مبارک پر ایک خاص جوش اور ایک خاص سرخی تھی اور قلم معمول سے زیادہ تیز تھا مجھے اُس وقت اپنا وہ خواب یاد آیا تھا جو میں نے لاہور آنے سے کچھ عرصہ ہی پہلے دیکھا اور حضورؑ کو سنا چکی تھی کہ۔

میں نیچے اپنے صحن میں ہوں اور گول کمرہ کی طرف جاتی ہوں تو وہاں بہت سے لوگ ہیں جیسے کوئی خاص مجلس ہو۔ مولوی عبدالکریم صاحبؓ دروازے کے پاس آئے اور مجھے کہا بی بی جاؤ۔ ابا سے کہو رسول کریم (ﷺ) اور صحابہ تشریف لائے ہیں آپ کو بلاتے ہیں۔ میں اُوپر گئی اور دیکھا کہ پلنگ پر بیٹھے ہوئے حضرت مسیح موعود علیہ السلام بہت تیزی سے لکھ رہے ہیں اور ایک خاص کیفیت آپ کے چہرہ پر ہے۔ پُرنور اور پرجوش۔ میں نے کہا ابا مولوی عبدالکریم صاحب کہتے ہیں رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم صحابہ کے ساتھ تشریف لائے ہیں اور آپؑ کو بلا رہے ہیں۔ آپؑ نے لکھتے لکھتے نظر اُٹھائی اور مجھے کہا کہ جاؤ کہو، یہ مضمون ختم ہوا اور میں آیا۔''

☆......۲۵ مئی کی شام کو تقریر اور پیغام صلح کے مسودہ سے فارغ ہونے کے بعد حضور علیہ السلام حسب طریق سیر کی غرض سے باہر تشریف لائے۔ حضرت اُمّ المؤمنینؓ بھی ہمراہ تھیں۔ گھوڑا گاڑی جس کو فٹن کہا جاتا ہے کرایہ پر منگوائی گئی۔ آپؑ نے حضرت بھائی عبد الرحمٰن صاحب قادیانی کو مخاطب کرکے فرمایا۔ میاں عبد الرحمٰن اس گاڑی والے سے کہہ دیں اور اچھی طرح سمجھا دیں کہ ہمارے پاس اس وقت ایک روپیہ ہے یہ اُتنی ہی دور تک ہمیں سیر پر لے جائے کہ اسی ایک روپیہ کرایہ میں ہم واپس گھر آجائیں۔

سیر سے واپس آکر مغرب وعشاء کی نمازیں ادا فرمائیں جو آپؑ نے خود پڑھائیں اور کھانا تناول فرما کر آرام کیلئے لیٹ گئے۔

قارئین کرام! اندازہ کریں۔ ۲۷ اپریل سے ۲۵ مئی تک کے یہ اس سفر کے مختصر کوائف ہیں جو بظاہر تبدیلی آب و ہوا اور حضرت اماں جانؓ کے علاج کے سلسلہ میں اختیار فرمایا تھا لیکن کس قدر مجاہدات سے معمور نظر آتا ہے۔

بارہ گھنٹے کی علالت اور وصال

یوں تو حضور علیہ السلام کو دماغی کام کی زیادتی کی وجہ سے اسہال کا عارضہ ہوجاتا تھا لاہور آکر بھی دو تین مرتبہ اس بیماری کا حملہ ہوا۔ مگر پھر طبیعت بحال ہوتی رہی۔ لیکن ۲۵ مئی کی شب جب آپؑ بستر پر لیٹ گئے تو اسہال کی حاجت ہوئی۔ تھوڑی دیر پیر دبائے گئے پھر آپؑ سوگئے۔ کچھ دیر بعد پھر حاجت محسوس ہوئی اور بارہ بجے کے قریب صحت بہت کمزور ہوگئی۔ حضرت اُم المؤمنین اُٹھیں اور پیر مبارک دبانا شروع کیا۔ کمزوری بڑھنے پر عرض کیا'' کیا مولوی صاحب (مرزا حضرت مولانا نورالدین صاحب) کو بلالیں'' فرمایا ''بلالو نیز محمود کو جگالو''۔

ڈاکٹر مرزا یعقوب بیگ صاحب اور ڈاکٹر سید محمد حسین شاہ صاحب بھی آگئے تو حضورؑ نے فرمایا مجھے سخت دورہ اسہال کا ہوگیا ہے۔ آپ کوئی دوا تجویز کریں پھر فرمایا'' حقیقت میں تو دوا آسمان پر ہے آپ دوا بھی کریں اور دُعا بھی''

علاج شروع ہوا۔ مگر کمزوری بڑھتی گئی زبان اور گلے میں خشکی بھی پیدا ہوگئی جس کی وجہ سے بولنے میں تکلیف محسوس ہوتی تھی۔ مگر جو کلمات سنائی دیتے تھے وہ یہی تھے'' اللہ میرے پیارے اللہ''

اسی طرح صبح ہوگئی تو دریافت فرمایا کیا نماز کا وقت ہوگیا۔ عرض کیا گیا حضور۔ ہوگیا ہے۔ اس پر بستر ہی پر ہاتھ مار کر تیمم کیا اور لیٹے لیٹے ہی نماز شروع کی۔ اسی حالت میں غشی سی طاری ہوئی۔ پھر دریافت فرمایا اور پھر نیت باندھی اور نماز ادا کی۔ ۹ بجے صبح کے بعد حالت تشویشناک ہوگئی اور لمبے لمبے سانس آنے شروع ہوئے۔

حضرت اُمّ المؤمنینؓ نے اللہ تعالیٰ کے حضور یوں دُعا کی کہ'' اے اللہ میری عمر بھی ان کو دے دے ہماری کس کام کی۔ یہ تو دین کی خدمت کر رہے ہیں پھر عرض کیا۔ خدایا یہ تو چھوڑ کر جا رہے ہیں پر تو نہ ہمیں چھوڑیو''۔

☆......مورخہ ۲۶ مئی قریباً ساڑھے دس بجے ایک دو لمبے سانس آئے اور روح قفسِ عنصری سے پرواز کرکے مولائے حقیقی سے جاملی۔

حضور علیہ السلام ہی کا شعر یاد آتا ہے جو اپنے لختِ جگر صاحبزادہ مرزا مبارک احمد کی وفات پر فرمایا تھا۔

بلانے والا ہے سب سے پیارا
اُسی پہ اے دل تو جاں فدا کر

وفات کے وقت حضورؑ کی عمر سوا تہتر سال کے قریب تھی دن منگل کا تھا اور شمسی تاریخ ۲۶ مئی ۱۹۰۸ تھی۔ جو ڈاکٹر محمد شہید اللہ صاحب پروفیسر راجشاہی یونیورسٹی بنگلہ دیش کی جدید تحقیق کے مطابق آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا بھی یوم وصال ہے۔

☆......حضرت اماں جانؓ نے حضور علیہ السلام کی وفات کے بعد بچوں کو جمع کرکے صبر کی تلقین کرتے ہوئے نصیحت فرمائی۔

'' بچو! گھر خالی دیکھ کر یہ نہ سمجھنا کہ تمہارے ابا تمہارے لئے کچھ نہیں چھوڑ گئے انہوں نے آسمان پر تمہارے لئے دعاؤں کا بڑا بھاری خزانہ چھوڑا ہے جو تمہیں وقت پر ملتا رہے گا''۔

☆......۲۶ مئی کو اڑھائی بجے تک غسل اور تکفین سے فراغت ہوئی اور ایک کثیر تعداد جماعت نے وہاں جنازہ پڑھا۔ چار بجے کے قریب احمدیہ بلڈنگس سے حضورؑ کا جنازہ تابوت میں رکھ کر قادیان روانگی کیلئے لاہور کے ریلوے سٹیشن پر پہنچایا گیا۔ وہاں بعض مخالف شرپسندوں نے یہ خبر اُڑادی کہ مرزا صاحب ہیضہ سے فوت ہوئے ہیں۔ اسلئے جنازہ گاڑی سے نہیں جانا چاہئے۔ چنانچہ اسٹیشن ماسٹر نے بھی اس اعتراض سے متاثر ہوکر نعش بھجوانے سے انکار کردیا تھا تب اُس کو لاہور کے سول سرجن صاحب کا سرٹیفکیٹ دکھایا گیا جس میں انہوں نے صاف لکھا تھا کہ انتڑیوں کی سوزش سے وفات ہوئی ہے۔ یہ سرٹیفکیٹ دیکھ کر سٹیشن ماسٹر کو اجازت دینی پڑی اس طرح مخالفین کا منصوبہ ناکام ہوگیا۔

جنازہ اُس روز امرتسر اور رات دس بجے بٹالہ پہنچا وہاں سے رات کے آخری پہر عشاق، جنازہ اپنے کاندھوں پر اُٹھائے بٹالہ سے روانہ ہوئے اور ۲۷ مئی کو آٹھ بجے صبح قادیان پہنچ کر بہشتی مقبرہ کے باغ میں نعش مبارک رکھی گئی اور حضرت مولانا حکیم نورالدین صاحبؓ سے بیعت خلافت لینے کی درخواست کی گئی چنانچہ آپؓ نے اُن درختوں کے درمیان جن کی نشاندہی حضرت بھائی عبدالرحمٰن صاحب قادیانیؓ نے فرمائی ہے بیعت لی اور آپؓ نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی نماز جنازہ پڑھائی۔

بیعت اولیٰ اور نماز جنازہ کا یہ تاریخی مقام'' مقام قدرت ثانیہ'' وجنازہ گاہ کے نام سے موسوم ہے اور خلافت احمدیہ کی صد سالہ جوبلی کے موقع پر سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی منظوری سے اس مقام پر ایک خوبصورت یادگار تعمیر ہوچکی ہے۔

☆......بیعت اور نماز جنازہ کے بعد باغ بہشتی مقبرہ میں واقع مکان حضرت اماں جانؓ کے ایک کمرہ میں حضور علیہ السلام کی نعش مبارک رکھی گئی۔ پھر عصر کے بعد سے شام چھ بجے تک مردوں اور عورتوں نے آخری دیدار کیا اسکے بعد بہشتی مقبرہ میں تدفین عمل آئی۔ حضرت مرزا بشیر احمد صاحب ایم۔اے سلسلہ احمدیہ میں فرماتے ہیں:

''اے خدا کے برگزیدہ مسیح! تجھ پر خدا کی بے شمار رحمتیں اور بے شمار سلام ہوں کہ تو نے اپنے پاک نمونے اور اپنی پاک تعلیم سے دنیا میں ایک ایسا بیج بودیا ہے جو ایک عظیم الشان روحانی انقلاب کا بیج ہے جس کے ساتھ بہت سے مادی انقلاب بھی مقدر ہیں۔ یہ بیج اب بڑھے گا اور پھولے گا اور پھلے گا اور دُنیا کے سب باغوں پر غالب آئے گا اور کوئی نہیں جو اُسے روک سکے۔ اللھم صلی علی محمد وعلی ال محمد وبارک وسلم انک حمید مجید''۔

(سلسلہ احمدیہ جلد اوّل از حضرت مرزا بشیر احمد صاحبؓ ایم اے صفحہ ۱۸۲) ☆☆☆

عالم اسلام کی موجودہ حالت خلافت کی متقاضی ہے

محمد شریف کوثر، متعلم جامعہ احمدیہ قادیان

یہ لعل نبوت تو ہے اک گوہر یکتا
بعد اس کے گراں مایہ ہے مرجان خلافت
ہر ایک کو اس سائے میں ملتی ہیں پناہیں
ہے کتنا وسیع دیکھو تو دامانِ خلافت

قارئین کرام!

مصر کے ایک اخبار اللوائُ الِاسلامی لکھتا ہے۔

العَالَم الِاسلامی یَموجُ بِالفتن، وکأنّهُ لا یَنتَمِیْ لِدینِ الاسلامِ وَلاَ تَرْبَطهُ عَقیدَة وَاحِدة، فَمَاذَا حَدَث لِلمُسْلِمِیْنَ حَتّی اصبَحُوا اَشتَاتَ اُمّةٍ۔ لَا یَجْتَمِعونَ علیٰ رأئ، ولا یَتَوَحدوْنَ علیٰ هَدَفِ۔

عالم اسلام فتنوں کی امواج میں گھرا ہوا ہے، اور ہنگاموں کی وجہ سے پریشان ہے۔ گویا وہ دینِ اسلام کی طرف منسوب ہی نہیں ہوتا۔ اور وہ کسی عقیدے سے منسلک بھی نہیں ہے۔ مسلمانوں کو کیا ہوگیا کہ وہ ایک بکھری ہوئی اُمت بن گئے ہیں۔ ایک رائے پر جمع نہیں ہوتے، کوئی مقصد بھی انہیں متحد نہیں کر پا رہا ہے۔

آج عالم اِسلام میں جو حالت ہے وہ کسی تفصیل کی محتاج نہیں، مصر جل رہا ہے۔ لیبیا تباہ ہو چکا ہے۔ سرزمینِ عراق گویا زبان حال سے کہہ رہی ہے، اب مجھ میں مزید بموں کی مار سہنے کی طاقت نہیں۔ بحرین شیعہ سنی فسادات سے دوچار ہے۔ یمن یہ کہہ رہا ہے اب مجھ میں مزید آمریت کے ظلم برداشت کرنے کی طاقت نہیں۔ الجزائر کی زمین یہ کہہ رہی ہے میرا رنگ بنی نوع انسان کے خون سے سرخ ہوگیا ہے، مجھ میں مزید خون جذب کرنے کی طاقت نہیں۔ افغانستان کی زمین بمباری سے سیاہ، ہوگئی ہے، پچھلے ایک سو سال سے یہ سرزمین حضرت صاحبزادہ عبداللطیف صاحب شہیدؓ کے خون کا خمیازہ بھگت رہی ہے۔ پاکستان تباہ حال ہے، جہاں مسجدوں میں آذان کی آواز سے بموں کے دھماکے زیادہ سنائی دیتے ہیں۔

سیدنا حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ نے اپنی امت کو چودہ سو سال قبل ان حالات سے آگاہ و باخبر فرما دیا تھا، آپ ﷺ نے فرمایا:

یوشک الامم ان تداعی علیکم کما تداعی الاکلة الی قصعتها ، فقال قائل ومن قلة نحن یومئذ قال بل انتم یومئذ کثیر ، ولکنکم غثا کغثاء السیل (مشکوۃ کتاب الرقاق)

اے مسلمانوں عنقریب تم پر دوسری قومیں ایسے حملہ آور ہوں گی جیسے کھانے والی اپنے کھانے کے برتن پر، ایک شخص نے پوچھا کیا یہ ہماری تعداد کم ہونے کی وجہ سے ہوگا، حضور نے فرمایا نہیں بلکہ تمہاری تعداد تو اس زمانے میں بہت زیادہ ہوگی۔ مگر تم سیلاب کی جھاگ کی طرح بے کار ہوگے۔

آج تعداد کے لحاظ سے مسلمان ایک ارب سے زائد ہیں، مگر اس بظاہر مادّی ترقی یافتہ دنیا میں اِن کا نہ کوئی وزن ہے نہ کردار۔ ہر میدان میں ان کے حصے ذلّت و رسوائی کے علاوہ کچھ نہیں آتا۔ بڑی طاقتوں نے انہیں فٹ بال بنا کر رکھا ہے۔ ٹھوکر مار کر جدھر چاہتے ہیں پھینک دیتے ہیں، جس کو چاہتے ہیں صفحہ ہستی سے مٹا دیتے ہیں۔ بڑے بڑے محلات کو لمحوں میں اڑا دیتے ہیں۔ عراق اور لیبیا کی مثال آپ کے سامنے ہے۔ مسلمانوں کو اپنی مکروہ سیاست کا نشانہ بناتے ہیں ان کو مختلف گروہوں میں تقسیم کر کے ہتھیار دے کر ایک دوسرے کے خلاف قتل و غارت پر اکساتے ہیں۔ مسلمانوں کو ذہنی اور روحانی اذیت پہنچانے کے لئے بھی سید محمد مصطفیٰ ﷺ کے خاکے اور کارٹون بناتے ہیں، کبھی قرآن شریف جیسی مقدس کتاب برسرعام جلاتے ہیں۔ مسلمانوں کی چالیس حکومتیں اور اُن کے سربراہ یہ سب کچھ دیکھتے ہوئے کچھ نہیں کر سکتے۔ رابطہ عالم اسلامی، جامعہ عربیہ جیسی مسلم تنظیمیں بھی کوئی مؤثر کردار ادا کرنے سے قاصر و عاجز ہیں۔

قارئین کرام! کاش یہ مسلمان اس حقیقت کو جان لیں کہ یہ کیوں ہو رہا ہے۔ وہ قوم جسے اللہ تعالیٰ نے خیر امت قرار دیا ہے۔ تنزل اور انحطاط کا شکار کیوں ہوگئی۔ کیوں اس کی وحدت پارہ پارہ ہوگئی۔ کیوں ارضِ مقدسہ اور القدس اس کے قبضے سے جاتے رہے، کیوں کربلا اور نجف کی زمین پر آج غیروں کی فوجیں دندناتی پھرتی ہیں۔ اس کی وجہ صرف یہ ہے کہ مسلمانوں کی اکثریت نے اس آسمانی اور روحانی قیادت کی ناقدری کی جو اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں کیلئے قائم کی تھی۔ نہ صرف ناقدری کی بلکہ ایک بہت بڑی تعداد نے اس کی مخالفت کی۔ حالانکہ مخبر صادق سیدنا محمد مصطفیٰ ﷺ نے حضرت حذیفہؓ کے ذریعہ ہر مسلمان کو ایسے حالات کے وارد ہونے پر یہ نصیحت فرمائی تھی۔ تلزم جماعة المسلمین وامامهم کہ تم اُس پرفتن زمانے میں مسلمانوں میں سے اُس جماعت سے وابستہ رہنا جس کا امام ہو۔

قارئین کرام! مسلمانوں کی موجودہ تشویشناک صورتِ حال کے پیش نظر بہت سے ذی شعور مسلمانوں نے خلافت کی ضرورت کو محسوس کیا۔ چنانچہ ایک دو اقتباس پیش خدمت ہیں۔ نئی دہلی سے شائع ہونے والے ہفت روزہ نئی دنیا میں ایک مقالہ نگار نے لکھا:

’’خلافت ناگزیر ہے خلافت کے بغیر نہ تو دین غالب آسکتا ہے نہ عدل و انصاف کا قیام عمل میں آسکتا ہے نہ مشرکانہ نظام کا خاتمہ ہوسکتا ہے، نہ نماز کا مکمل قیام ہوسکتا ہے، نہ زکوۃ کا پورا انتظام نافذ ہوسکتا ہے، نہ نیکی فروغ پاسکتی ہے، نہ برائی ختم ہوسکتی ہے، نہ جمعہ و عیدین کا انتظام ہوسکتا ہے، نہ اللہ کے رسول کی پوری اطاعت ہوسکتی ہے، نہ مسلمانوں کی حالت درست ہوسکتی ہے، خلافت کے بغیر زندگی گزارنا جاہلیت ہے بلکہ جینا درست نہیں‘‘۔

اور شاعر مشرق علامہ اقبال نے تو یہ کہہ دیا کہ:

تا خلافت کی بنا دنیا میں ہو پھر استوار
لا کہیں سے ڈھونڈ کر اسلاف کا قلب و جگر

قارئین کرام!

صرف اتنا ہی نہیں بلکہ ان حسرت بھری آرزؤں کی تکمیل کیلئے ایک عرصہ سے علمائے دین متین اور مختلف انجمنوں اور سوسائیٹیوں کی طرف سے بارہا قیام خلافت کی ناکام کوششیں کی جاتی رہی ہیں۔ کبھی تحریک خلافت کے نام سے اور کبھی مجلس مشاورت یا رابطہ عالم اسلامی کے خوبصورت ٹائیٹل کے ذریعہ قیام خلافت کی کوشش کی گئی۔ لیکن مرض بڑھتا گیا جوں جوں دوا کی۔ حتیٰ کہ بعض اسلامی ممالک کے سربراہ بھی بزعم خود خلیفۃ المسلمین اور امیر المؤمنین بننے کے خواب دیکھتے رہے لیکن آج تک کسی کا خواب شرمندہ تعبیر نہ ہوا۔

الغرض یہ بات تو سو فیصد درست ہے کہ خلافت کے نتیجہ میں مسلمانوں کی بگڑی سنور سکتی ہے اور مسلمان ایک ہاتھ پر جمع ہوکر ہی ترقی کی منازل طے کر سکتے ہیں۔

جامعہ علوم اسلامیہ کی ویب سائٹ میں درج ہے کہ: ’’آج کل عالم اسلام کے اتحاد کی باتیں بہت کی جاتی ہیں اس کے لئے کانفرنسیں ہوتی ہیں، مقالے پڑھے جاتے ہیں تجاویز سوچی جاتی ہیں لیکن اس نکتے سے غافل ہیں کہ جب تک سب کا ایک مرکز نہ ہو اور تمام سربراہانِ مملکت اور عوام اپنے مفادات اپنی ذاتی اغراض اور اپنی انا کو چھوڑ کر ایک مرکز ثقل پر جمع ہونے کیلئے آمادہ نہ ہوں ان منتشر ٹکڑوں میں اتحاد کیسے پیدا ہوسکتا ہے شاید آج کے ماحول میں یہ بات دیوانے کی بڑ سمجھی جائے گی لیکن خدا لگتی بات یہ ہے کہ جب تک مسلمان خلافت اسلامیہ کا احیاء نہیں کریں گے جسے برطانیہ کی سازش اور کمال اتاترک کی بداندیشی نے ذبح کر ڈالا تھا اس وقت تک عالم اسلام نہ متحد ہوگا نہ ان کا کوئی مسئلہ حل ہوگا اب مسلمان چاہیں تو خواہ یہ کام آج کرلیں کہ سب متحد ہوکر ایک خلیفۃ المسلمین بنائیں اور سب کے سب اس کے جھنڈے تلے جمع ہو جائیں یا کچھ عرصہ مزید ذلیل و خوار ہولیں، کافروں کی کند چھری سے ذبح ہوتے رہیں اور بعد میں جو زندہ رہے گا وہ یہ کام کرلے گا بہرحال مسلمانوں کے مسائل کا آخری حل خلافت کی تاسیس و احیاء ہے‘‘۔ جامعہ اسلامیہ کو معلوم ہونا چاہیئے خلافت اللہ تعالیٰ قائم کرتا ہے یہ انسان کا کام نہیں۔

قدیم زمانے میں کسی گاؤں میں ایک بوڑھا رہتا تھا۔ اس کے سات بیٹے تھے جب وہ بوڑھا اپنی آخری عمر میں پہنچ گیا اس نے ایک درخت سے سات شاخیں اتار کر ان کو رسی سے مضبوطی سے باندھ دیا، اور اپنے بیٹوں سے کہا ان بندھی ہوئی شاخوں کو توڑو، ہر ایک نے بہت کوشش کی مگر کوئی بھی توڑنے میں کامیاب نہ ہوا۔ آخر اس نے رسی کھول کر ہر ایک کو الگ الگ شاخ دی تو سب نے باآسانی اسے توڑ دیا۔ آج عالم اسلام انہی لکڑی کی شاخوں کی طرح بکھرا ہے، دشمنان اسلام جس شاخ کو چاہتے باآسانی توڑ دیتے۔

اے مسلمانو! ہم تمہیں خدا اور اس کے رسول محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کا واسطہ دے کر کہتے ہیں، آؤ اس رسی کو تھام لو، اس حبل اللہ میں بندھ جاؤ جو اللہ تعالیٰ نے ایک سو تین سال قبل اس سرزمین اور اس مقام مقدس میں تمہیں عطا کی تھی۔ اگر تم اس حبل اللہ میں بندھ جاؤ گے تو دنیا کی کوئی طاقت آپ کو نہیں توڑ سکے گی، انشاءاللہ

عالم اسلام آج جن حالات سے دوچار ہے آپ اس سے اچھی طرح واقف ہیں

قارئین کرام!

حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ نے ایک دفعہ مسلمانوں کو نصیحت کرتے ہوئے فرمایا تھا:

’’آخری پیغام میرا یہی ہے کہ وقت کے امام کے سامنے سرِ تسلیم خم کرو۔ خدا نے جس کو بھیجا ہے، اُس کو قبول کرو وہی ہے جو تمہاری سربراہی کی اہلیت رکھتا ہے۔ اس کے بغیر اُس سے علیحدہ ہوکر ایک ایسے جسم کی طرح ہو، جس کا سر باقی نہ رہا ہو، جس میں بظاہر جان ہو اور عضو پھڑک رہے ہوں، میں تمہیں یقین دلاتا ہوں کہ خواہ معاملات کتنے بگڑ چکے ہوں، اگر خدا کی قیادت کے سامنے سرِ تسلیم خم کرلو تو نہ صرف یہ کہ دنیوی لحاظ سے تم ایک عظیم طاقت کے طور پر اُبھرو گے بلکہ تمام دنیا میں اسلام کے غلبہ نو کی ایسی عظیم تحریک چلے گی کہ دنیا کی کوئی طاقت اس کا مقابلہ نہیں کر سکے گی۔

(خلیج کا بحران اور نظامِ نو صفحہ ۸)

اسی طرح حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نظام خلافت کی افادیت اور اہمیت کے بارے میں فرماتے ہیں:

’’واضح ہو کہ اب اللہ تعالیٰ کی رسی حضرت مسیح موعودؑ کا وجود ہی ہے، آپؑ کی تعلیم پر عمل کرنا ہے اور پھر خلافت سے چمٹے رہنا بھی تمہیں مضبوط کرتا چلا جائے گا۔ خلافت تمہاری اکائی ہوگی اور خلافت تمہاری مضبوطی ہوگی۔ خلافت تمہیں حضرت مسیح موعودؑ اور آنحضرت ﷺ کے واسطے سے اللہ تعالیٰ سے جوڑنے والی ہوگی۔ پس اس رسی کو بھی مضبوطی سے پکڑے رکھو، ورنہ جو نہیں پکڑے گا وہ بکھر جائے گا، نہ صرف خود برباد ہوگا بلکہ اپنی نسلوں کی بربادی کے سامان بھی کر رہا ہوگا‘‘

(خطبہ جمعہ فرمودہ ۲۶ اگست ۲۰۰۵)

الحمدللہ ہر سال لاکھوں لوگ اس حقیقت کو سمجھ کر جماعت احمدیہ میں داخل ہوتے چلے جا رہے ہیں۔ باقی مسلمانوں کے لئے بھی دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ انہیں حضرت امام مہدی علیہ السلام کی روحانی خلافت کو قبول کرنے کی توفیق فرمائے۔ آمین۔ ☆☆☆

خلافت حقہ اسلامیہ فرمودات قرانیہ کی روشنی میں

امناس احمد، متعلم جامعہ احمدیہ قادیان

اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم میں مسلمانوں کی شیرازہ بندی کے لئے یہ نسخہ بیان فرمایا ہے کہ:۔

واعتصموا بحبل الله جميعا و لا تفرقوا (ال عمران ۱۰۴)

(اے مسلمانو) تم سب کے سب اللہ کی رسی (خلافت) کو مضبوطی سے تھامے رکھو اور منتشر اور متفرق نہ ہو۔ اس آیت خداوندی میں یہ تنبیہ مضمر ہے کہ امت مسلمہ ایک زمانے میں پراگندہ اور منتشر ہوگی اوران میں اتحاد اور اتفاق پیدا کرنے کیلئے خدا اپنا خلفہ زمین میں مقرر کرے گا جو کہ اسکا مظہر اتم ہوگا اور اسکی اطاعت کو وہ اپنی اطاعت قرار دے گا اور اس کے لئے فرشتے بھی مسخر کئے جائیں گے اور اسکی جماعت کو دنیا میں غلبہ نصیب ہوگا۔

اس مضمون کو سمجھنے کیلئے خلافت کے معنیٰ پر اطلاع پانا ضروری ہے لغت میں خلافت کے معنے یہ بیان ہوئے ہیں کہ **من يخلف غيره و يقوم مقامه** یعنی جو کسی کے قائم مقام ہو کر وہی کام کرے جو کام اصل وجود کا ہے۔

اقرب الموارد میں لکھا ہے کہ **النيابة عن الغير اما بغيبة المنوب عنه او الموته**

کسی کا نائب اور قائم مقام ہو کر اصل وجود کا کام کرنا اور یہ نیابت یا تو اسکی غیر موجودگی کی وجہ سے ہوتی ہے یا اسکی وفات کی وجہ سے جبکہ اسکے کام کو جاری رکھنے کی ضرورت ہوتی ہے۔

قرآن کریم نے سورۃ النور میں نیابت والی خلافت کو زجاجة قرار دیا ہے یعنی طاقچہ۔ جس طرح طاقچہ تین اطراف سے روشنی کو روک کر صرف اس جہت میں ڈالتا ہے جدھر اسکی ضرورت ہے اسی طرح خلفاء نبی کی قوت قدسیہ کو جو اسکی جماعت میں ظاہر ہو رہی ہوتی ہے ضائع ہونے سے بچا کر ایک خاص پروگرام کے ماتحت استعمال کرتے ہیں جس کا لازمی نتیجہ یہ ہوتا ہے جماعت کی طاقتیں پراگندہ نہیں ہوتیں اور تھوڑی سی طاقت سے بہت سے کام نکل آتے ہیں بصورت دیگر یعنی خلافت کے بغیر بعض کاموں پر تو طاقت زیادہ خرچ ہوتی ہے اور بعض کام توجہ کے بغیر رہ جاتے ہیں اور تفرقہ اور شقاق کی وجہ سے کسی نظام کے ماتحت جماعت کا روپیہ اور اسکا علم اور اسکا وقت خرچ نہیں ہوتا غرض خلافت کے ذریعہ سے الہٰی نور کو جو نبوت کے ذریعہ مکمل ہوتا ہے ممتد اور لمبا کر دیا جاتا ہے

قرآن کی رو سے خلافت کی اقسام

خلافت نبوت :۔

اس قسم کی خلافت حضرت آدمؑ حضرت داوٗدؑ وغیرھما کو عطاء ہوئی تھی چنانچہ حضرت آدمؑ کے بارے میں اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم میں خلیفہ کا لفظ استعمال کیا ہے جیسا کہ فرماتا ہے کہ انی جاعل فی الارض خلیفة (البقرۃ ۳۱) میں زمین میں ایک خلیفہ بنانے والا ہوں نیز فرمایا یا داؤد انّا جعلنٰک خلیفة فی الارض۔ (سورۃ ص ۲۷)

خلافت ملوکیت

حضرت ہودؑ اور حضرت صالحؑ وغیرہ کو اسی قسم کی خلافت ملی تھی چنانچہ حضرت صالحؑ کی زبانی اللہ تعالیٰ فرماتا ہے واذکرو اذ جعلکم خلفاء من بعد عاد (الاعراف ۷۵) اس وقت کو یاد کرو جب تم کو عادا ولی کی تباہی کے بعد خلیفہ بنایا گیا تھا اور حکومت تمہارے ہاتھ میں آگئی تھی

خلافت انتظامی

نبی کے وہ جانشین بھی خلیفہ کہلاتے ہیں جو اسکے نقش قدم پر چلنے والے ہوتے ہیں اس قسم کی خلافت کو خلافت انتظامی کے نام سے موسوم کیا جاتا ہے چانچہ حضرت ہارونؑ کو جو کہ پہلے سے نبی تھے حضرت موسیٰؑ کی نیابت اور خلافت ایک مدت تک ہی ملی تھی قرآن میں مذکور ہے کہ جب حضرت موسیٰؑ موعود راتوں کے لئے طور پر گئے تو انہوں نے اپنے بعد انتظامی غرض سے حضرت ہارونؑ سے فرمایا اُخلفنی فی قومی واصلح ولا تتبع سبیل المفسدین (الاعراف ۱۴۳) یعنی میری قوم میں تو میرا خلیفہ بن اور اصلاحی کام کر اور فساد پیدا کرنے والوں کی پیروی نہ کر۔

خلافت کا ذکر سب سے پہلے قرآن کریم نے حضرت آدمؑ کے ساتھ کیا ہے فرشوں کو آدمؑ کیلئے سجدہ کرنے کا حکم ملا تھا سجدہ کے معنے اطاعت کے بھی ہوتے ہیں جیسا کے کہا جاتا ہے سجدت السفینة الریاح یعنی کشتی نے ہوا کیلئے سجدہ کیا اسکے معنے دوسرے الفاظ یوں بیان ہوئے ہیں اطاعتها ومالت بمیلها یعنی کشتی نے ہوا کی پیروی کی اور جدھر کو ہوا اسے لے گئی ادھر چل پڑی الغرض خلافت اور اطاعت لازم وملزوم ہیں اور ایک کے بغیر دوسرے کا تصور نہیں کیا جا سکتا نیز اس واقعہ سے یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ قرآن کریم نے خلیفہ کی اطاعت کرنے والوں کو فرشتہ اور اسکی معصیت کو ابلیسیت اور اسکو ستانے والوں کو شیطان قرار دیا ہے۔

خلافت کے بارے میں بنیادی حیثیت کی حامل آیت جو کہ آیت استخلاف کہلاتی ہے وہ یہ ہے۔

وعد الله الذين امنو منكم وعملو الصلحت ليستخلفنهم فى الارض (النور ۵۶)

اللہ تعالیٰ نے تم میں سے ایمان لانے والوں اور مناسب حال عمل کرنے والوں سے وعدہ کیا ہے کہ وہ ان کو زمین میں خلیفہ بنا دے گا۔

یاد رکھنا چاہئے کہ قیام خلافت ایک پیشگوئی نہیں ہے بلکہ یہ وعدہ ہے جو ایمان اور اعمال صالحہ سے مشروط ہے اور شرط مفقود ہونے سے ایفائے وعدہ سے خدا تعالیٰ بھی مستغنی ہو جاتا ہے۔ قرآن کریم میں اطاعت کا لفظ متعدد جگہ اور مختلف شکلوں میں آیا ہے۔ یعنی احکام الہٰی کی اطاعت رسول کی اطاعت خلیفہ اور اُولوالامر کی اطاعت اور والدین کی اطاعت لیکن قابل غور بات یہ ہے کہ جس روکوع میں آیت استخلاف واقع ہے یعنی النور رکوع نمبر ۷ جس میں کل آیات بھی سات ہیں، سات مرتبہ اطاعت کا لفظ آیا ہے سب سے پہلی آیت میں فرمان الہٰی ہے کہ مومنوں کا جواب جب وہ اللہ اور اسکے رسول کی طرف بلائے جائیں گے کہ وہ انکے درمیان فیصلہ کریں یہ ہوا کرتا ہے **سمعنا واطعنا** یعنی ہم نے سنا اور ہم نے اطاعت کی

دوسری آیت میں آیا ہے کہ کامیاب اور بامراد لوگ وہی ہیں من یطع الله ورسوله جو اللہ اور اسکے رسول کی اطاعت کرے۔ تیسری آیت میں بتایا گیا ہے کہ مومنوں سے کہو کہ اطاعت کے بارہ میں قسمیں نہ کھاؤ بلکہ **طاعة معروفة** یعنی ہمارا حکم تو تمہیں صرف ایسی اطاعت کا ہے جو عرف عام میں اطاعت سمجھی جاتی ہے۔

حضرت مسیح موعودؑ نے شرائط بیعت میں بھی اسی لفظ کو استعمال کیا ہے یعنی اطاعت در معروف اور یہی لفظ خدام الاحمدیہ کے عہد میں ہے بھی دوہرایا جاتا ہے کہ خلیفہ وقت جو بھی معروف فیصلہ فرمائیں گے اسکی پابندی کرنی ضروری سمجھوں گا۔ چوتھی آیت میں تین دفعہ اطاعت کا لفظ آیا ہے واطیعو الله واطیعو الرسول کہ اللہ اور اسکے رسول کی اطاعت کرو وان تطیعوه تهتدو کہ اگر تم اسکی اطاعت کرو گے تو ہدایت پاؤ گے اسی طرح آیت استخلاف کے بعد والی آیت میں ساتویں دفعہ اطاعت اس طرح آیا ہے واطیعو الرسول کہ تم پر اگر رحم کیا جانا ہے تو رسول کی اطاعت کرو۔ الغرض آیت استخلاف میں مسلمانوں کی قسمت کا آخری فیصلہ کیا گیا اگر وہ خلافت کے قائل رہیں اور اس غرض کے لئے مناسب اور حتی المقدور کاوشیں کرتے رہیں تو خدا تعالیٰ ان میں بھی سابقہ اُمت کی طرح خلافت کا اجراء کرے گا اور جو دین خدا نے ان کے لئے چنا ہے اس پر انکو قائم کرے گا اور اس دین کی جڑیں مستحکم کر دے گا اور انکی خوف کی حالت کو امن کی حالت میں تبدیل کرے گا۔ اور نتیجۃً وہ واحد و یگانہ خدا کے عبادت گزار بنے رہیں گے اور شرک کے ظلم عظیم میں مبتلا نہیں رہیں گے۔

خلافت نبوت کا تتمہ ہے اور چونکہ نبی بشری تقاضے کے مطابق دینا میں ایک عمر گزارنے کے بعد وصال کر جاتا ہے خلافت کے قیام کے بعد امت مسلمہ سے حکم خداوندی ہے کہ وہ نماز قائم کریں زکوۃ ادا کریں اور رسول کی اطاعت کریں۔ یعنی یہ ہو نہیں سکتا کہ اطاعت خلافت کے دائرہ سے نکل کر اقامت صلوۃ ہو سکے یا زکوۃ کا نظام جاری ہو سکے یا کوئی اطاعت رسول کا دم بھر سکے یہ تینوں امور اطاعت خلافت سے منسلک ہیں۔ اسلام ایک عالم گیر مذہب ہے اور عالم گیریت کا تقاضا ہے کہ ایک عام گیر امام ان میں ہوتا نماز سہی معنوں میں قائم کی جا سکے۔ اور اتفاق اور اتحاد کی لڑی میں مسلمان پروئے جا سکیں اور اسی صورت میں تمام مسلمان اایک ہاتھ میں اکھٹے ہو سکتے ہیں اور ایک حکم سے کھڑے ہو سکتے ہیں اور ایک اشارے سے بیٹھ سکتے ہیں۔

اسی طرح زکوۃ کا نظام ہے رسول کریم ﷺ کے زمانہ میں زکوۃ کا باقاعدہ نظام تھا۔ پھر جب آپؐ کی وفات ہوگئی تو اہل عرب کے اکثر حصے نے حضرت ابوبکرؓ کو زکوۃ دینے سے انکار کیا۔ اور کہنے لگے کہ زکوۃ رسول کریم ﷺ کے ساتھ مخصوص تھی لیکن آپؓ نے کیا ہی پرجلال انداز میں جواب دیا کہ:۔

"اگر یہ لوگ اونٹ کے باندھنے والی رسی زکوۃ میں دینے سے انکار کریں گے تو میں ان سے جنگ جاری رکھوں گا۔ اور اس وقت تک بس نہیں کرونگا جب تک ان سے اسی رنگ میں زکوۃ وصول نہ کر لو جیسے وہ رسول کریم ﷺ کے زمانے میں ادا کیا کرتے تھے" چنانچہ آپؓ اس مہم میں کامیاب ہوئے اور آپ کے بعد کے خلفاء کے زمانے میں بھی زکوۃ کا نظام جاری رہا لیکن جب خلافت ختم ہوئی تو یہ نظام بھی ختم ہوا کیونکہ اللہ تعالیٰ نے اس آیت کے ذریعہ مسلمان کو متنبہ کیا تھا کہ خلافت کے بغیر وہ زکوۃ پر کاربند ہو نہیں سکتے وجہ یہ کہ زکوۃ کا مقصد کہ امراء سے مال لیا جائے اور غرباء میں تقسیم کیا جائے ایک نظام کو چاہتا ہے جو خلافت کے بغیر ممکن نہیں۔

تیسرا امر اطاعت رسول بیان ہوا ہے جو کہ اطاعت خلافت کے بغیر لا حاصل ہے نماز اور زکوۃ اور حج کی ادائیگی کا تعلق اطاعت رسول سے نہیں بلکہ خدا کے احکام کی اطاعت سے ہے۔ اطاعت رسول یہ ہے کہ جب رسول کہے کہ اب نمازوں میں زور دو یا یہ کہ یہ مالی قربانی کا وقت ہے اور زکوۃ اور صدقات میں بڑھ چڑھ کر حصہ لو اپنے وطن چھوڑ دو یا زمانہ جانی قربانی کا متقاضی ہے تو اسکی آواز کان پر پڑھتے ہی نعرہ لبیک بلند کریں۔ مگر رسول کے گزرنے کے بعد ان امور کی طرف توجہ دلانے کے لئے خلیفہ کے وجود کی ضرورت ہے الغرض اطاعت رسول بھی اطاعت خلافت سے وابستہ ہے۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے بارہ میں

(باقی صفحہ 6 پر ملاحظہ فرمائیں)

اطاعت خلافت احادیث نبویؐ کی روشنی میں

عمر عبدالقدیر، متعلم جامعہ احمدیہ قادیان

وَعَدَ اللّٰهُ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا مِنْكُمْ وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ لَيَسْتَخْلِفَنَّهُمْ فِى الْاَرْضِ كَمَا اسْتَخْلَفَ الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ وَلَيُمَكِّنَنَّ لَهُمْ دِيْنَهُمُ الَّذِى ارْتَضٰى لَهُمْ وَلَيُبَدِّلَنَّهُمْ مِنْ بَعْدِ خَوْفِهِمْ اَمْنًا يَعْبُدُوْنَنِىْ لَا يُشْرِكُوْنَ بِىْ شَيْئًا وَمَنْ كَفَرَ بَعْدَ ذٰلِكَ فَاُولٰئِكَ هُمُ الْفٰسِقُوْنَ ۝ (سورۃالنور:۵۶)

کائنات کے تمام نظاموں میں اطاعت واجبی امر ہے کیا سماوی اور کیا ارضی۔ شمس وقمر ونجوم تمام اطاعت کا نمونہ دکھاتے ہوئے اپنے محور پر گردش کرتے رہتے ہیں۔ حیوانات میں بھی اطاعت کا نظام جاری ہے ہر ایک حیوان اپنے سردار کی اطاعت کو لازم پکڑتا ہے اسی طرح انسان بھی دنیاوی امور میں اپنے شعبہ میں افسر کی مکمل اطاعت کرتا ہے سو خدا نے روحانی عالم میں بھی اطاعت کو لازم قرار دیتے ہوئے آدم کی پیدائش کے وقت فرشتوں کو اسکی اطاعت کا حکم دیتے ہوئے فرمایا۔

واذ قال ربک للملٰئکة انی جاعل فی الارض خليفة ۔ اسی مضمون کے تسلسل میں اللہ جل شانہ آگے فرماتا ہے۔ **واذقلنا للملٰئكة اسجدو الادم فسجدو الا ابليس۔**

غرض خدا تعالیٰ نے اپنے قائم کردہ خلیفہ کی مکمل اطاعت وفرمانبرداری کا حکم دیا ہے جس کی وضاحت جا بجا قرآن مجید میں موجود ہے جیسا کہ فرمایا **یٰـا يهـا الـذيـن اٰمـنـوا اطيـعـو الـلـه واطيعوا لرسول واولى الامر منكم ۔**

احادیث نبوی ﷺ میں ہمارے پیارے آقا سید ومولیٰ رسول اکرم ﷺ نے خلیفہء وقت کی اطاعت وفرمانبرداری کی وصیت فرمائی ہے آپ ﷺ اطاعت کی تاکید کرتے ہوئے فرماتے ہیں:۔

فقال اُوصيكم بتقوى الله والسمع والطاعة وان كان عبدا حبشيا فانه من يعش منكم بعدى فسيرىٰ اختلافا كثيرا فعليكم بسنتى وسنة الخلفاء الراشدين المهديين تمسكوا بها وعضوا عليها بالنواجذ۔

عرباض بن ساریہؓ بیان کرتے ہیں کہ میں نے رسول خدا ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا کہ آپ ﷺ نے فرمایا۔ میری وصیت ھیکہ اللہ کا تقویٰ اختیار کرو بات سنو اور اطاعت کرو خواہ تمھارا امیر ایک حبشی غلام ہو کیونکہ ایسا زمانہ آنے والا ہے کہ اگر تم میں سے کوئی میرے بعد زندہ رہا تو بہت بڑے اختلافات دیکھے گا پس تم اس نازک حالت میں میری اور میرے ہدایت یافتہ خلفاءِ راشدین کی سنت کی پیروی کرنا اور اسے پکڑ لینا۔ دانتوں سے مضبوط گرفت میں کر لینا۔

ایک اور روایت میں آیا ہے کہ **اسمعوا واطيعوا وان استعمل عليكم عبد حبشى كان راسه زبيبة ۔**

یعنی سنو اور اطاعت کو اپنا شعار بناؤ خواہ ایک حبشی غلام جسکا سر منقّی کی مانند ہو وہی تمھارا امیر کیوں نہ مقرر کیا جائے۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے عسر ویسر پسندیدگی اور کراہت ہر حال میں مومنوں کو خلیفہء وقت کی مکمل اطاعت کی تاکید کرتے ہوئے فرمایا۔

عن ابى هريرة رضى الله عنه قال :قال رسول الله صلى الله عليه وسلم عليك السمع والطاعة فى عسرک ويسرک ومنشطک ومكرهک واثرة عليک۔

حضرت ابو ہریرہؓ بیان کرتے ہیں کہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا۔ تنگدستی اور خوشحالی، خوشی اور ناخوشی، حق تلفی اور ترجیحی سلوک غرض ہر حالت میں تیرے لئے امیر المومنین کے حکم کو سننا اور اسکی اطاعت کرنا واجب ہے۔

خلیفہ وقت کی اطاعت کو انحضرت ﷺ نے اپنی اطاعت قرار دیا اور اپنی اطاعت کو خدا تعالیٰ کی اطاعت قرار دیا اور جو خلیفہ وقت کی نافرمانی کریگا گویا اس نے خدا تعالیٰ کے احکام کی نافرمانی کی جیسا کہ حدیث شریف میں ہے کہ۔

عن ابى هريرة رضى الله عنه قال :قال رسول الله صلى الله عليه وسلم :من اطاعنى فقد اطاع الله ومن عصانى فقد عصى الله ومن يطع الاميرفقد اطانى ومن يعص الاميرا فقد عصانى ۔

حضرت ابوہریرہؓ بیان کرتے ہیں انحضرت ﷺ نے فرمایا جس نے میری اطاعت کی اس نے اللہ کی اطاعت کی ۔جس نے میری نافرمانی کی اس نے اللہ کی نافرمانی کی ۔جس نے امیر المومنین کی اطاعت کی اس نے میری اطاعت کی ۔جو امیر المومنین کا نافرمان ہے وہ میرا نافرمان ہے۔

غرض اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول ﷺ نے خلافت کی اطاعت کو از بس لازمی قرار دیا ہے اور کوئی جماعت ہرگز ہرگز ترقی نہیں کرسکتی جب تک کہ اس میں اپنے امام کی کامل اطاعت نہ ہو۔ کیونکہ خلیفہ وقت کی اطاعت سے ہی ترقیات وابستہ ہیں جس قوم نے اپنے امام کی اطاعت ترک کر دی دنیا گواہ ہے کہ وہ نیست ونابود ہو کر رہ گئی۔ تاریخ اسلام اس بات پر شاہد ہے کہ جب خلافت راشدہ کی اطاعت کا جؤا مسلمانوں نے اتارا اور اطاعت سے باہر ہوئے تو وہ عظیم الشان نعمتیں جو مسلمانوں کو بادشاہتوں کے رنگ میں عطاء ہوئی تھیں ان سے چھین لی گئیں۔ اور ان کو اعلیٰ نعمتوں سے محروم ہونا پڑا۔

حضرت خلیفۃ المسیح اوّل رضی اللہ عنہ جماعت کو خلافت کی اطاعت کی وصیت کرتے ہوئے فرماتے ہیں "میں یہ وصیت کرتا ہوں کہ تمھارا اعتصام حبلُ اللہ کے ساتھ ہو قرآن تمھارا دستور العمل ہو۔ باہم کوئی تنازعہ نہ ہو کیونکہ تنازعہ فیضان الٰہی کو روکتا ہے چاہئے کہ تمہاری حالت اپنے امام کے ہاتھ میں ایسی ہو جیسے میت غسّال کے ہاتھ میں ہوتی ہے۔ تمھارے تمام ارادے اور خواہشیں مردہ ہوں۔ اور تم اپنے آپ کو امام کے ساتھ ایسا وابستہ کرو جیسے گاڑیاں انجن کے ساتھ۔ اور پھر ہر روز دیکھو کہ ظلمت سے نکلتے ہو یا نہیں ۔استغفار کثرت سے کرو اور دعاؤں میں لگے رہو۔ وحدت کو ہاتھ سے نہ دو۔ دوسرے کے ساتھ نیکی اور خوش معاملگی میں کوتاہی نہ کرو تیرہ سو برس کے بعد یہ زمانہ ملا ہے اور آئندہ یہ زمانہ قیامت تک نہیں آسکتا ۔پس اس نعمت کا شکر کرو۔ کیونکہ شکر کرنے پر ازدیادِ نعمت ہوتا ہے۔"

قارئین کرام ! آیئے ذرا دیکھیں کہ ہمارے اسلاف نے اطاعت وفدائیت کے کیسے اعلیٰ نمونے قائم فرمائے ۔آیئے ذرا دیکھیں کہ ہمارے آقا ومولیٰ حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وصلم کے صحابہ کرام نے کس طرح پروانہ صفت شمعِ رسالت کا طواف کیا۔ اطاعت اور فدائیت میں وہ نمونے دکھائے کہ جیتے جی اللہ تعالیٰ سے پروانہء خوشنودی حاصل کر لیا کہ **رضى الله عنهم ورضوا عنه** خدا ان سے راضی اور وہ اپنے مولیٰ سے خوش ۔انہوں نے کہا یا رسول اللہ ﷺ ! ہم آپ کے دائیں بھی لڑیں گے اور بائیں بھی لڑیں گے آگے بھی لڑیں گے اور پیچھے بھی لڑیں گے اور دشمن اس وقت تک آپ ﷺ تک نہیں پہنچ سکتا جب تک ہماری لاشوں کو روندتے ہوئے نہ آئے۔ تاریخ شاہد ہے کہ وفا کے پتلوں نے واقعی ایسا کر دکھایا۔ ایک صحابی اس جانفشانی سے لڑے کہ جسم کے ستر ٹکڑے ہوگئے اور انگلی کے ایک پورے کو دیکھ کر اس شہید کی بہن نے اپنے بھائی کو پہچانا۔

ایک موقع پر رسول پاک ﷺ نے مسجد میں کھڑے صحابہ سے فرمایا کہ بیٹھ جاؤ۔ گلی میں آتے ہوئے عبداللہ بن رواحہؓ وہیں بیٹھ گئے کہ یہ حکمِ رسول کان میں پڑ گیا ایسا نہ ہو کہ اس کی تعمیل میں ایک لمحہ کی بھی تاخیر ہو جائے اور کون جانتا ہے کہ اگلے لمحے کیا ہو جائے۔ پھر حرمتِ شراب سے قبل ایک جگہ شراب کا دور زوروں پر تھا کہ منادی کی آواز آئی کہ خدا کے رسول نے شراب کے حرام ہونے کا اعلان کیا ہے۔ جذبۂ اطاعت ذہنوں میں اس قدر راسخ ہو چکا تھا کہ شراب کے نشہ کے باوجود ایک صحابی اٹھے اور لاٹھی سے شراب کا مٹکا چکنا چور کر دیا کہ بس حکم آگیا ہے اب تاخیر کیسی؟

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے جانثار صحابہ نے بھی اطاعت کا علم بڑے عاشقانہ انداز میں سر بلند رکھا۔ آواز سن کر بیٹھ جانے کا واقعہ یہاں بھی ہوا۔ مسیح پاکؑ نے مسجد میں کھڑے لوگوں سے فرمایا "بیٹھ جاؤ" اور میاں کریم بخش جو ابھی مسجد کی ساتھ والی گلی میں تھے آواز سنتے ہی وہیں بیٹھ گئے ۔کسی نے وجہ پوچھی تو یہی کہا کہ جب مسیح کا فرمان کان میں پڑ گیا تو پھر میرا کام یہی تھا کہ اسی وقت اطاعت کرتا

اطاعت کے میدان میں حضرت مولانا نورالدین کا کوئی ثانی نہ تھا آقا نے دہلی سے پیغام بھجوایا کہ فوراً آجائیں، اسی لمحہ کام چھوڑ کر روانہ ہوگئے ۔جوتی بھی چلتے چلتے درست کی ۔خالی ہاتھ نکل پڑے کہ فوراً کا مطلب ہے فوراً اور سیدھے دہلی پہنچ کر حضور کے قدموں میں حاضر ہوگئے ۔بھیرا سے قادیان آئے اور جب مسیح پاکؑ نے فرمایا کہ اب آپ بھیرا کا خیال بھی دل سے نکال دیں تو وفا اور اطاعت کے پتلے نے پھر عمر بھر وطن کا سوچا بھی نہیں ۔اطاعت ہو تو ایسی۔ یہی وہ خوش نصیب وجود ہے جس کے بارہ میں مسیح پاکؑ نے فرمایا ہے کہ نورالدین تو میری اس طرح اطاعت کرتا ہے جس طرح نبض دل کی حرکت کی پیروی کرتی ہے۔

اطاعت کی اس جیسی ایمان افروز مثالوں سے اسلام اور احمدیت کے ہر دو ادوار اس طرح بھرے پڑے ہیں جس طرح سمندر پانی سے بھرا ہوتا ہے لیکن یاد رہے کہ یہ باتیں صرف پڑھنے پڑھانے کے لئے نہیں بلکہ یہ وہ معیار ہیں جو ہمیں دعوتِ عمل دیتے ہیں کہ ہم بھی ان سب دعوؤں کو سچا کر دکھائیں جو ہم ہر بار تجدیدِ بیعت کے وقت کرتے ہیں۔ ہم میں سے ہر ایک، ہر بار یہ کہتا ہے اور سینکڑوں بار یہ کہتا آیا ہے کہ اے میرے آقا! میں آپ کے ہر حکم پر، آپ کے ہر اشارے پر، آپ کی ہر خواہش پر سو جان سے قربان۔ آپ مجھے جو بھی ارشاد فرمائیں گے، جو بھی معروف فیصلہ فرمائیں گے اس کی پابندی کرنا ضروری سمجھوں گا۔ دین کو دنیا پر مقدم رکھوں گا۔ اور اپنے عہد بیعت کی ایک ایک بات کو عمل کی دنیا میں سچ کر دکھاؤں گا۔

پس اے احمدیت کے جانثارو! اے خلافت احمدیہ کے پروانو! آج وقت آگیا ہے کہ ہم اپنے سارے عہد وپیمان واقعی سچ کر دکھائیں ۔ہمارے اسلاف نے جو نمونے دکھائے ہیں ان کو پھر تازہ کریں کہ ہم بھی تو اطاعت اور وفا کے دعوؤں میں ان سے پیچھے نہیں۔ دیکھو ہمارا محبوب آقا، مسیح محمدی کا خلیفہ، اس دور میں اسلام کا سالارِ اعظم، جس کے دستِ مبارک پر

(باقی صفحہ 19 پر ملاحظہ فرمائیں)

عصرِ حاضر میں بڑھتا ہوا ضرورتِ خلافت کا احساس

(حافظ سید رسول نیاز مبلغِ سلسلہ سکندرآباد)

ہمارے پیارے آقا سیدنا حضرت اقدس محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم پر اللہ تعالیٰ نے جس عظیم الشان قرآنِ کریم کا نزول فرمایا ہے اس سے ہمیں اس بات کا علم ہوتا ہے کہ انسان پر جب کبھی کوئی آفت یا مصیبت پڑتی ہے۔ یا کسی دقت اور قلت کا اسے سامنا کرنا پڑتا ہے تو وہ فطری طور پر اپنے خالقِ حقیقی اللہ تعالیٰ کی طرف نگاہِ امید اٹھاتا ہے اور جب خدا تعالیٰ اپنی مخلوق پر رحم فرماتے ہوئے اسے یاس و نومیدی سے نجات عطا فرماتا ہے تو پھر وہ اسی قدر سرعت کے ساتھ اپنے محسنِ حقیقی کے احسانات کو طاقِ نسیان میں رکھ دیتا ہے۔

امتِ محمدیہ پر جب کبھی ہیبت ناک، اذیت ناک اور خطرناک قدرتی مصائب، مسائل اور تکالیف کے پہاڑ ٹوٹتے ہیں یا اقوامِ غیر اور ادیانِ دیگر کی طرف سے سخت ظلم و ستم اور شدید حملوں کا دور دورہ ہوتا ہے تو مسلمانوں کے ذہن میں کڑک کی طرح ایک ضرورت کا خیال بار بار دوڑتا ہے۔ اور جب وہ اسے مفقود پاتے ہیں تو پھر بے جان جسم کی طرح ڈھیر ہوجاتے ہیں۔ اور وہ ضرورت ''امتِ محمدیہ میں خلافت کا قیام'' ہے۔ خلافتِ راشدہ کے اُٹھ جانے کے بعد سے لے کر آج تک مسلمانوں نے شریعتِ محمدیہ ؐ کے قیام کیلئے خلافت کو ناگزیر تصور کیا ہے۔ اور اس کیلئے جو کچھ اُن سے ہوسکتا تھا اس سے بڑھکر انہوں نے کیا۔ اس کوشش میں بڑے چھوٹے، عام اور خاص علماء اور حکماء، اسلامی ممالک اور غیر اسلامی ممالک کے افرادِ امت سبھی شامل تھے۔ لیکن آج اس حقیقت کا اعتراف ہر مسلمان کرتا ہے کہ ایسی تمام تر کاوشیں ناکام اور شرمندہ تعبیر نہ ہوسکیں۔

چنانچہ حال ہی میں جناب اطہر معین صاحب کا ایک مضمون بعنوان ''خلافت منہاج النبوۃ کا قیام اٹل'' نظر سے گذرا۔ (یہ مضمون صفحہ نمبر 19 پر ملاحظہ فرمائیں) جس میں انہوں نے قیامِ خلافت علیٰ منہاج النبوۃ پر شدید زور دیا ہے۔ ارشادات حضرت رسولِ کریم ؐ کی روشنی میں مسلمانوں کو سخت تلقین کرتے ہوئے موصوف تحریر فرماتے ہیں۔

''اسی طرح مسند احمد میں نعمان بن بشیرؓ سے روایت ہے کہ ہم مسجدِ نبوی میں بیٹھے تھے، بشیرؓ یعنی (راوی کے والد) کم گفتار شخص تھے، وہاں ابو ثعلبہؓ آئے اور کہا کہ اے بشیر ابن سعدؓ کیا تمہیں حاکموں کے بارے میں اللہ کے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے اقوال یاد ہیں؟ حضرت حذیفہؓ نے کہا کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔

''تم میں اُس وقت تک نبوت رہے گی جب تک اللہ تعالیٰ کی مرضی ہوگی کہ نبوت رہے، پھر اللہ تعالیٰ جب چاہے گا اُسے اٹھالے گا۔ پھر عین نبوت کی طرز پر خلافت ہوگی تو وہ رہے گی جب تک اللہ تعالیٰ کی مرضی ہوگی، پھر وہ جب چاہے گا اُسے اٹھالے گا۔ پھر کاٹ ڈالنے والی بادشاہت ہوگی تو وہ رہے گی جب تک اللہ تعالیٰ کی مرضی ہوگی، پھر وہ جب چاہے گا اُسے اٹھالے گا، پھر جبری اور استبدادی حکومت ہوگی تو وہ رہے گی جب تک اللہ تعالیٰ کی مرضی ہوگی، پھر وہ جب چاہے گا اُسے اٹھالے گا، پھر عین نبوت کی طرز پر خلافت ہوگی۔ پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے سکوت فرمایا۔''

مسند احمد تمیم الداریؓ سے روایت ہے، وہ کہتے ہیں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ ''بے شک یہ (یعنی اسلام) ہر اُس جگہ پہنچے گا جہاں دن اور رات ہوتے ہیں، مٹی سے بنا کوئی گھر یا کھال سے بنا کوئی خیمہ ایسا نہ ہوگا جسے اللہ اِس دین میں نہ لے آئے، خواہ وہ عزت والوں کی طرح عزت سے ہو یا ذلیل ہوکر، عزت وہ ہے جو اللہ تعالیٰ اسلام سے دے اور رسوائی جو اللہ تعالیٰ کفر کو دے۔''

آخر الذکر دو احادیث اس بات پر دلالت کرتی ہیں کہ ایک بار پھر خلافت آئے گی جو منہاج النبوۃ پر ہوگی۔ مذکورہ بالا احادیثِ شریفہ کی روشنی میں علماءِ کرام کا اس پر اجماع ہے کہ یہ مسلمانوں پر فرض ہے کہ وہ اپنے خلیفہ کا انتخاب کریں۔ تمام صحابہؓ کا اس پر اجماع ہے اور اس کام کیلئے تین دن اور تین راتوں کی مہلت ہے۔ **خلافت ختم ہوئے نو دہے بیت چکے ہیں اور ہمیں احساس تک نہیں ہے کہ خلافت کے احیاء کیلئے جدوجہد کی جانی چاہئے۔ بنیادی طور پر خلیفہ کا تقرر فرضِ کفایہ ہے لیکن خلافت کی عدم موجودگی میں یہ فرضِ عین ٹھہرتا ہے۔**

پہلی عالمی جنگ کے بعد خلافت کو یورپ کے کفار نے ایک سازش کے تحت ختم کردیا۔ اس وقت دنیا میں 56 مسلم ممالک ہیں۔ مگر ایک جگہ بھی خلافت نہیں۔ کہیں باشاہت ہے تو کہیں آمریت اور کہیں جمہوریت۔''

(مأخوذ از روزنامہ سیاست سنڈے ایڈیشن بتاریخ 27/مارچ/2011 صفحہ 3)

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے احکامات کی روشنی میں فدائیانِ محمد عربی صلی اللہ علیہ وسلم کے دلوں میں قیامِ خلافت کی اہمیت اور اس کیلئے ان کی محنت و مشقت کا ذکر کرتے ہوئے موصوف مزید تحریر فرماتے ہیں۔

''نبی کریم ؐ کی رحلت کی خبر سن کر حضرت عمرؓ بن خطاب باہر نکل آئے۔ اور یہ اعلان کیا کہ جو کوئی آپ ؐ کے وصال کئے جانے کا گمان کرے میں اس کی گردن اڑادوں گا۔ مگر حضرت ابوبکرؓ نے قرآن کی آیت (آلِ عمران:145۔ناقل) کا حوالہ دیتے ہوئے یہ کہا کہ نبی آخر الزماں کی رحلت ہوچکی ہے تو وہ اس وقت موجود صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کے ساتھ تجہیز و تکفین میں مشغول ہوگئے۔ مگر جب انہیں سقیفہ بنی ساعدہ میں خلیفہ کے انتخاب کی سرگرمیوں کا علم ہوا تو یہ حضرت ابوبکرؓ کو لے کر فوری وہاں پہنچ گئے۔ کچھ صحابہ کرامؓ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے بعد آپ صلی اللہ علیہ وسلم کیلئے خلیفہ مقرر کرنے میں مصروف ہوگئے۔ اور تدفین میں تاخیر کی۔ وفات کے بعد جسدِ اطہر کی تدفین کی فرضیت کے باوجود جن صحابہؓ پر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی تدفین فرض تھی ان میں سے بعض خلیفہ کے تقرر میں مشغول ہوگئے جبکہ دوسرے صحابہؓ نے اس مشغولیت پر کسی قسم کا اعتراض نہیں کیا اور وہ سب دو راتوں کی تاخیر کے بعد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی تدفین میں شریک ہوئے۔ حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بسترِ مرگ پر بھی اپنے جانشین کی نامزدگی کی وصیت تحریر فرمائی اور حضرت عمرؓ نے بھی شہادت سے قبل اپنے جانشین کے انتخاب کیلئے شوریٰ کی تشکیل فرمائی۔ اس سے خلیفہ کی اہمیت وافادیت کا اندازہ ہوتا ہے کہ امہ خلیفہ کے بغیر نہیں رہ سکتی۔ ہمیں یہ جان لینا چاہئے کہ صحابہ کرامؓ میں اس بارہ میں اختلاف ہوا کہ کون خلیفہ ہوگا؟ لیکن اس بات پر کبھی اختلاف نہیں ہوا کہ خلافت فرض بھی ہے یا نہیں؟ نہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے وصال کے موقعہ پر اور نہ ہی کسی خلیفہ کی وفات کے وقت۔''

(مأخوذ از روزنامہ سیاست سنڈے ایڈیشن بتاریخ 27/مارچ/2011 صفحہ 3)

اس کے بعد محترم موصوف نے خلافت کے قیام پر مسلمانوں کو یقین دہانی کرواتے ہوئے چند احایث پیش کیں۔ جو ذیل میں قارئین کی خدمت میں پیش کی جاتی ہیں اور وہ لوگ جو احمدیت کی مخالفت میں مخاصمانہ طرز سے ان احادیث کا انکار کرتے ہیں ان احادیث پر غور فرمائیں تا سادہ لوح اور سعید فطرت معصوم مسلمانوں پر صداقت آشکار ہو۔

''خلافت کے دوبارہ قائم ہونے کے بارے میں شک و شبہ میں رہنے والوں کیلئے نبی آخر الزماں صلی اللہ علیہ وسلم کے کچھ ارشادات پیش کئے جاتے ہیں۔

۱) ''جس نے (امیر) کی اطاعت سے اپنا ہاتھ کھینچ لیا، وہ قیامت کے دن اللہ تعالیٰ سے اس حال میں ملے گا کہ اس پر کوئی حجت نہیں ہوگی۔ اور جو کوئی اس حال میں مرا کہ اس کی گردن پر خلیفہ کی بیعت کا طوق ہی نہ ہو، تو وہ جاہلیت کی موت مرا۔'' (مسلم)

۲) ''بے شک امام ایک ڈھال ہے جس کے پیچھے لڑا جاتا ہے اور اپنا بچاؤ کیا جاتا ہے۔'' (مسلم)

۳) ''جس نے امیر کی کسی چیز کو ناپسند کیا تو لازم ہے وہ اس پر صبر کرے۔ کیونکہ لوگوں میں سے جس نے بھی امیر کی اطاعت سے بالشت برابر بھر خروج کیا اور وہ اس حالت میں مرگیا تو وہ جاہلیت کی موت مرا۔'' (مسلم)

۴) ''اور جو شخص کسی امام (خلیفہ) کی بیعت کرے تو اسے اپنے ہاتھ کا معاملہ اور دل کا پھل دے دے (یعنی سب کچھ اس کے حوالے کردے)، پھر اسے چاہئے کہ وہ حسبِ استطاعت اس کی اطاعت بھی کرے۔ اگر کوئی دوسرا شخص آئے اور پہلے خلیفہ سے تنازعہ کرے تو دوسرے کی گردن اڑادو۔'' (مسلم)

۵) ''تم مسلمانوں کی جماعت اور ان کے امیر کے ساتھ رہنا۔'' (مسلم)

(مأخوذ از روزنامہ سیاست سنڈے ایڈیشن بتاریخ 27/مارچ/2011 صفحہ 3)

چنانچہ یہ ایک تلخ حقیقت ہے کہ بدقسمتی سے جیسے ہی خلافتِ راشدہ کا اختتام ہوا مسلمانوں کی ترقی میں زوال کا آغاز ہوا۔ شاعرِ مشرق علامہ اقبال نے خلافت کے بغیر مسلمانوں کا شیرازہ بکھر جانے کا ذکر کرتے ہوئے موجودہ دور میں خلافت کے استحکام کی ضرورت کا ان الفاظ میں ذکر کیا ہے۔

شیرازہ ہوا ملت مرحوم کا ابتر
اب تو ہی بتا تیرا مسلماں کدھر جائے
تا خلافت کی بناء دنیا میں ہو پھر استوار
لا کہیں سے ڈھونڈ کر اسلاف کا قلب و جگر

امتِ محمدیہ میں ازسرِ نو خلافت کے قیام کی ضرورت کا احساس ہر ایک کو ہے۔ لیکن انہیں معلوم ہونا چاہئے کہ خلافت کا قیام بغیر نبوت کے ممکن نہیں ہے۔ چونکہ حدیث شریف میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے صاف الفاظ میں بیان فرمایا ہے کہ ''ثم تکون خلافۃ علیٰ منہاج النبوۃ'' یعنی پھر نبوت کے طریق پر خلافت قائم ہوگی۔ یہی وجہ ہے کہ وحشت ناک اور ذلت آمیز تنزل سے مسلمانوں کو نجات دلانے کیلئے اور ملت میں اتحاد قائم کرنے کیلئے اسلام کے نامور علماء نے قیامِ خلافت کی بہت کوشش کی۔ چنانچہ کبھی ''مجلسِ مشاورت'' یا ''رابطۂ عالمِ اسلامی'' کے نام سے یہ تحریک دنیا میں پیش ہوئی۔ پھر کبھی سعودی عرب، ایران، ترکی اور ہندوستان کے مشہور سیاسی اور مذہبی علماء نے سیاسی اغراض کی خاطر ملتِ اسلامیہ کو متفق کرنے کے عنوان کے ساتھ ایڑی چوٹی کا زور لگایا مگر وہ تمام تر کوششیں ناکام ہوئیں۔ بالآخر عالمی اسلامی کانفرنس منعقدہ 1924 بمقام مصر نے متفقہ طور پر فیصلہ کیا کہ ''ان الخلافۃ الشرعیۃ المستجمعۃ لشروطھا لا یمکن تحققھا بالسنۃ للحالۃ التی علیھا المسلمون الآن۔'' یعنی خلافتِ شرعیۃ اپنی تمام شروط کے ساتھ موجودہ مسلمانوں کی حالت کے پیشِ نظر قائم کیا جانا بالکل ناممکن ہوکر رہ گیا ہے۔ (المنار، مصر) چونکہ یہ تمام مساعی خدائی مامور و مرسل امام الزماں کے بغیر ہورہی تھیں۔

حضرت حذیفہ بن الیمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت رسولِ کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں عرض کیا کہ یارسول اللہ ہم

جاہلیت اور شر میں تھے تو خدا تعالیٰ نے ہمارے لئے اس خیر کا انتظام کیا۔ کیا اس خیر کے بعد بھی شر لوٹ کر آئے گا۔؟ تو فرمایا ہاں ! اس وقت جہنم کے دروازوں کی طرف دعوت دینے والے ہوں گے جو لوگ ان کی دعوت قبول کرلیں گے وہ انہیں جہنم میں ڈھکیل دیں گے۔ میں نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ ان کی حالت اور صفت ہمیں بتائیں۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ وہ لوگ ہماری قوم میں سے ہماری ہی زبان بولنے والے ہوں گے۔ میں نے عرض کیا وہ زمانہ آجائے تو ہمارے لئے کیا حکم ہے۔ ؟ فرمایا اس خطرناک حالت میں اور نازک زمانہ میں مسلمانوں کی **الجماعة** اور ان کے **امـــام** کو لازم پکڑو اور ان کے ساتھ منسلک ہو جاؤ۔ پھر میں نے عرض کیا کہ اگر اس وقت وہ الجماۃ اور ان کا امام نظر نہ آئیں تو ہم کیا کریں؟ تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے جواباً فرمایا۔ اگر یہ بات ہے کہ تمہیں کوئی امام اور الجماعۃ نظر نہ آئیں تو تم تمام فرقوں سے علیحدگی اختیار کرو اور کسی بھی فرقہ سے کوئی تعلق نہ رکھو یہاں تک کہ تمہیں جنگل میں درختوں کی جڑ کھا کر زندگی گذارنا پڑے اور اسی حالت میں تمہیں موت آجائے۔

(بخاری کتاب المناقب باب علامات النبوۃ)

قارئینِ کرام ! اس حدیث سے یہی معلوم ہوتا ہے کہ امتِ مسلمہ کے اتحاد و اتفاق کیلئے لابدی ہے کہ وہ ایک ایسی جماعت میں شامل ہوں جس کا ایک امام ہو۔ آج عالمِ اسلام اس بات سے بخوبی واقف ہے کہ کرۂ ارض پر آج صرف اور صرف جماعتِ احمدیہ ہے جس کا ایک واجب الاطاعت امام اور خلیفہ موجود ہے۔ اور اس خلیفہ کی قیادت میں بڑی کامیابی اور کامرانی کے ساتھ جماعتِ احمدیہ اپنی منزلِ مقصود یعنی غلبہ اسلام کی طرف برق رفتاری سے رواں دواں ہے۔

اس سلسلہ میں ایک معاندِ احمدیت کی شہادت پیش کی جاتی ہے۔ جماعتِ اسلامی کے رکن جناب حکیم مولوی عبدالرحیم صاحب اشرف مدیر رسالہ المنبر لائلپور خلافت کی اطاعت و فرمانبرداری میں جماعتِ احمدیہ کو حاصل ہونے والی ترقیات اور مخالفینِ احمدیت کی ناکامیوں کا تذکرہ ان الفاظ میں کرتے ہیں۔

’’ہمارے بعض واجب الاحترام بزرگوں نے اپنی تمام تر صلاحیتوں سے قادیانیت کا مقابلہ کیا لیکن یہ حقیقت سب کے سامنے ہے کہ قادیانی جماعت پہلے سے زیادہ مستحکم اور وسیع ہوتی گئی۔ مرزا صاحب کے بالمقابل جن لوگوں نے کام کیا ان میں سے اکثر تقوی، تعلق باللہ، دیانت، خلوص، علم اور اثر کے اعتبار سے پہاڑوں جیسی شخصیتیں رکھتے تھے۔ سید نذیر حسین صاحب دہلوی، مولانا انور شاہ دیوبندی، مولانا قاضی سید لقمان منصور پوری، مولانا محمد حسین بٹالوی، مولانا عبدالجبار غزنوی، مولانا ثناء اللہ امرتسری اور دوسرے اکابر رحم اللہ وغفرلھم کے بارے میں ہمارا حسنِ ظن یہی ہے کہ یہ بزرگ قادیانیت کی مخالفت میں مخلص تھے۔ اور ان کا اثر اور رسوخ بھی اتنا زیادہ تھا کہ مسلمانوں میں بہت کم ایسے اشخاص ہوئے ہیں۔ جو ان کے ہم پایہ ہیں۔ اگرچہ یہ الفاظ سننے اور پڑھنے والوں کیلئے تکلیف دہ ہوں۔ اور قادیانی اخبارات اور رسائل چند دن اپنی تائید میں پیش کرکے خوش ہوتے رہیں گے، لیکن ہم اس کے باوجود اس تلخ نوائی پر مجبور ہیں کہ ان اکابر کی تمام کاوشوں کے باوجود جماعت میں اضافہ ہوا۔‘‘

(المنبر ۲۲ر فروری ر۱۹۵۶ء ماخوذ از ہفت روزہ بدر خلافت جوبلی نمبر صفحہ 227)

برادرانِ امت کی خدمت میں دردِ دل کے ساتھ ہمارے پیارے آقا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد پیشِ خدمت ہے۔ آپؐ نے حضرت حذیفہ بن یمانؓ کو مخاطب کرتے ہوئے فرمایا۔ ’’ اِنْ رَأَیْتَ یَوْمَئِذٍ خَلِیْفَۃَ اللّٰہِ فِی الْاَرْضِ فَالْزِمْہُ وَاِنْ نُھِکَ جِسْمُکَ ۔ یعنی اگر تو اللہ کے خلیفہ کو زمین میں دیکھے تو اسے مضبوطی سے پکڑ لینا اگرچہ تیرا جسم نوچ دیا جائے اور تیرا مال چھین لیا جائے۔‘‘

(مسند احمد بن حنبل حدیث حذیفہ بن الیمان حدیث نمبر 22916)

جماعتِ احمدیہ کے موجودہ خلیفہ حضرت مرزا مسرور احمد خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرماتے ہیں۔ ’’قدرتِ ثانیہ (خلافت) خدا کی طرف سے ایک بڑا انعام ہے۔ جس کا مقصد قوم کو متحد کرنا اور تفرقہ سے محفوظ رکھنا ہے۔ ...اگر قدرتِ ثانیہ نہ ہو تو اسلام کبھی ترقی نہیں کرسکتا۔.....اگر آپ نے ترقی کرنی ہے اور دنیا پر غالب آنا ہے تو میری آپ کو یہی نصیحت ہے اور میرا یہی پیغام ہے کہ آپ خلافت سے وابستہ ہو جائیں اس حبل اللہ کو مضبوطی سے تھامے رکھیں۔ ساری ترقیات کا دارومدار خلافت سے وابستگی میں ہی پنہاں ہے۔‘‘

(روزنامہ الفضل ربوہ ر ۳ر مئی ر ۲۰۰۳)

خلافت سہارا ہے ہم غمزدوں کا
اسے رکھ سلامت خدائے خلافت (ثاقب)

دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ تمام امتِ مسلمہ کو خلافتِ احمدیہ کے زیرِ سایہ جمع ہو کر متحد ہو کر اجتماعی قوت کے ساتھ اعلاء کلمۃ اللہ کیلئے عازم ہونے کی توفیق دے۔ آمین ☆☆☆

بقیہ: اداریہ از صفحہ 2

قارئین! یہی وہ خلافت تھی جس کی سیدنا و مولانا حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے بعد جاری ہونے کی خوشخبری فرمائی تھی۔ آپ نے فرمایا تھا کہ عَنْ حُذَیْفَۃَ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ تَکُوْنُ النُّبُوَّۃُ فِیْکُمْ مَاشَآءَ اللّٰہُ اَنْ تَکُوْنَ ثُمَّ یَرْفَعُھَا اللّٰہُ تَعَالٰی ثُمَّ تَکُوْنُ خِلَافَۃٌ عَلٰی مِنْھَاجِ النُّبُوَّۃِ مَاشَآءَ اللّٰہُ اَنْ تَکُوْنَ ثُمَّ یَرْفَعُھَا اللّٰہُ تَعَالٰی ثُمَّ تَکُوْنُ مُلْکًا عَاضًّا فَتَکُوْنُ مَاشَآءَ اللّٰہُ اَنْ تَکُوْنَ ثُمَّ یَرْفَعُھَا اللّٰہُ تَعَالٰی ثُمَّ تَکُوْنُ مُلْکًا جَبْرِیَّۃً فَیَکُوْنُ مَاشَآءَ اللّٰہُ اَنْ یَّکُوْنَ ثُمَّ یَرْفَعُھَا اللّٰہُ تَعَالٰی ثُمَّ تَکُوْنُ خِلَافَۃٌ عَلٰی مِنْھَاجِ النُّبُوَّۃِ ثُمَّ سَکَتَ۔ (مسند احمد صفحہ ۴ر ۲۷۳ مشکوۃ باب الانذار والتحذیر)

ترجمہ: ’’حضرت حذیفہؓ بیان کرتے ہیں کہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا تم میں نبوت قائم رہے گی جب تک اللہ چاہے گا پھر وہ اس کو اٹھا لے گا اور خلافت علیٰ منہاج النبوۃ قائم ہوگی۔ پھر اللہ تعالیٰ جب چاہے گا اس نعمت کو بھی اٹھا لے گا۔ پھر اس کی تقدیر کے مطابق ایذا رساں بادشاہت قائم ہوگی (جس سے لوگ دل گرفتہ ہوں گے اور تنگی محسوس کریں گے) جب یہ دور ختم ہوگا تو اس کی دوسری تقدیر کے مطابق اس سے بھی بڑھ کر جابر بادشاہت قائم ہوگی یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ کا رحم جوش میں آئے گا اور اس ظلم کے دور کو ختم کردے گا۔ اس کے بعد خلافت علیٰ منہاج النبوۃ قائم ہوگی۔ یہ فرما کر آپؐ خاموش ہو گئے۔‘‘

نبوت کے بعد خلافت وہ سب سے بڑی نعمت ہے جس کا وعدہ اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں دیا ہے چونکہ خلیفہ نبی کا نائب ہوتا ہے اور خلفاء کے ذریعہ انبیاء کے ہاتھ کا لگایا ہوا پودا پورے طور پر نشوونما پاتا ہے اسی لئے نبی کے بعد خلیفہ وقت اسلامی نقطہ نگاہ سے واجب الاطاعت امام کی حیثیت رکھتا ہے اور آج نظام خلافت ہی سے عالمی سطح پر دین مصطفیٰ کی تجدید و تمکین وابستہ ہے۔ اس لئے آنحضرت ﷺ نے اپنی امت کو تاکیدی وصیت فرمائی کہ ’’فان رئیت یومئذ خلیفۃ اللہ فی الارض فالزمہ و ان نھک جسمک و اخذ مالک‘‘ (مسند احمد بن حنبل جلد 5 صفحہ 403)

یعنی اس زمانہ میں اگر زمین پر کوئی خلیفۃ اللہ دیکھو تو اس کا فدائی و شیدائی بن جانا خواہ تمہارا جسم لہولہان اور تمہاری جائیداد غارت کردی جائے۔ آنحضرت ﷺ کی اس خبر کو اللہ تعالیٰ نے اس رنگ میں پورا کیا کہ دین مصطفیٰ کے احیاء کیلئے سیدنا حضرت مرزا غلام احمد قادیانی علیہ الصلوٰۃ والسلام (1835ء-1908ء) کو بطور خلیفۃ اللہ، مسیح و مہدی کے مبعوث کیا۔ آپ نے دنیا کے سامنے اعلان کیا کہ:

’’میں بیت اللہ میں کھڑے ہو کر یہ قسم کھا سکتا ہوں کہ وہ پاک وحی جو میرے پر نازل ہوتی ہے وہ اسی خدا کا کلام ہے جس نے حضرت موسیٰؑ اور حضرت عیسیٰؑ اور حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ پر اپنا کلام نازل کیا تھا۔ میرے لئے زمین نے بھی گواہی دی اور آسمان نے بھی۔ اس طرح پر میرے لئے آسمان بھی بولا اور زمین بھی کہ میں خلیفۃ اللہ ہوں۔‘‘ (ایک غلطی کا ازالہ، روحانی خزائن جلد 18 صفحہ 210 مطبوعہ 1989ء لندن)

آپ کی بعثت کے ذریعہ علامہ حضرت محمد بن سیرینؒ (33 ہجری تا 110 ہجری) کی یہ خبر بھی پوری ہوئی کہ:

’’اس امت میں ایک خلیفہ ہوگا جو حضرت ابوبکرؓ اور حضرت عمرؓ سے بہتر ہوگا۔ کہا گیا کیا ان دونوں سے بہتر ہوگا؟ انہوں نے فرمایا کہ قریب ہے کہ وہ بعض انبیاء سے بھی افضل ہو۔‘‘

(حجج الکرامہ صفحہ 386 از نواب صدیق حسن خان صاحب مطبع شاہجہانی بھوپال)

اوّل و آخر کی نسبت ہوگی صادق یہاں صورت معنی شبیہ مصطفیٰ پیدا ہوا
دیکھ کر اس کو کریں گے لوگ رجعت کا گماں یوں کہیں گے معجزے سے مصطفیٰ پیدا ہوا

(دیوان ناسخ جلد دوئم صفحہ 54 مطبع نول کشور لکھنؤ 1923)

اللہ تعالیٰ کی تائید و نصرت کے مطابق حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے دین اسلام کے احیاء کیلئے ساری زندگی لگا دی لیکن چونکہ انسان کی زندگی کو ہمیشہ کی بقا نہیں ہے اسی لئے اللہ تعالیٰ نے نظام خلافت کو قائم فرمایا ہے۔ سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام اس بارے میں فرماتے ہیں:

’’چونکہ کسی انسان کیلئے دائمی طور پر بقا نہیں۔ لہذا خدا تعالیٰ نے یہ ارادہ کیا کہ رسولوں کے وجود کو جو تمام دنیا کے وجودوں سے اشرف و اولیٰ ہیں ظلی طور پر ہمیشہ کیلئے قائم رکھے۔ سو اسی غرض سے خدا تعالیٰ نے خلافت کو تجویز کیا تا دنیا کبھی اور کسی زمانہ میں برکات رسالت سے محروم نہ رہے۔‘‘ (شہادت القرآن صفحہ 56)

آپ کے اس ارشاد کی روشنی میں نیز رسالہ ’’الوصیت‘‘ میں مندرج واضح ہدایت کے مطابق جماعت احمدیہ میں 27 مئی 1908ء کو خلافت علیٰ منہاج نبوت قائم ہوئی۔ اور آج سیدنا حضرت مرزا مسرور احمد خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز اس جلیل القدر مقام پر فائز ہیں۔

آج عالم اسلام کو امن و عافیت کے حصار میں داخل ہونے کیلئے اس خلافت کے ساتھ چمٹنا ہوگا اس کے علاوہ کہیں جائے پناہ نہیں ہے۔ اللہ تعالیٰ عالم اسلام کو اس حقیقت کو جلد از جلد سمجھنے کی توفیق عطاء فرمائے۔ آمین۔

(شیخ مجاہد احمد شاستری)

M/S ALLIA EARTH MOVERS
(EARTH MOVING CONTRACTOR)

Volvo-290, 210, L&T Komatsu PC-300,200.
Tata Hitachi, Ex 200, Ex 70, JCB, Dozer, etc. on Hire basis
Kusambi, Sungra, Salipur, Cuttack - 754221
Tel.: 0671 - 2112266, Mob: 9437078266/ 9437032266/ 9438332026/943738063

معاصرین کی آراء:

خلافت منہاج النبوۃ کا قیام اٹل

اطہر معین

نبوت کے بعد خلافت خدا تعالیٰ کی عظیم نعمت ہے۔آنحضرت ﷺ کی پیشگوئیوں کے مطابق خلافت کا نظام اسلام میں قائم ہوا اور پھر حضرت امام مہدی علیہ السلام کے ذریعہ اس کا دوبارہ احیاء ہوا۔ بدقسمتی سے عالم اسلام آج اس نعمت سے منہ موڑ رہی ہے۔لیکن ان کے دل گواہی دے رہے ہیں کہ خلافت کے بغیر وہ اندھیری راہوں میں سرگرداں ہیں۔ذیل میں اسی خیالات کی عکاسی کرنے والے ایک مضمون کو بلاتبصرہ شائع کیا جارہا ہے۔(مدیر)

صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین نے اطاعت رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے جو انمٹ نقوش چھوڑے ہیں اس کی ایک ادنیٰ سی مثال بھی سارے انسان مل کر قیامت تک پیش نہیں کرسکتے۔ جہاد میں معاونت کا اعلان ہوتا ہے اور سبھی صحابہ کرامؓ اپنی اپنی بساط کے مطابق سامان لاکر رکھ دیتے ہیں۔ نبی رحمت صلی اللہ علیہ وسلم جب یہ استفسار کرتے ہیں کہ اے ابوبکر (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) گھر پر بھی کچھ رکھ چھوڑا ہے؟ فدائی رسول صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ جواب کہ گھر پر اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کو چھوڑ آیا ہوں......اسی طرح جب جہاد کا موقعہ ہوتا ہے اور ایک صحابی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم دوڑے دوڑے چلے آتے ہیں اور اپنی بے بسی کا اظہار کرتے ہیں کہ وہ راہ حق میں جہاد کرنے (میں) بے چین ہیں مگر دشمنوں کا مقابلہ کرنے ان کے پاس کوئی ہتھیار نہیں ہے۔نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم انہیں کھجور کی ایک ڈالی توڑ کر دیتے ہیں اور وہ یہ جانتے ہوئے بھی کہ کھجور کی شاخ تلوار کی کاٹ کا مقابلہ نہیں کرسکتی میدان جنگ میں خوشی خوشی دوڑے چلے جاتے ہیں۔ دربار رسالت کے تربیت یافتہ اس پاک ہستی کا یہ ایمان تھا کہ یہ کھجور کی شاخ چونکہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے دست مبارک کی عطا کردہ ہے اس لئے یہ تلوار سے بھی زیادہ تیز اور مضبوط ہوگی۔

ان پاک ہستیوں کو نہ ہی اقتدار کا لالچ تھا اور نہ ہی دنیا کی چاہ تھی بلکہ وہ گناہوں سے پرہیز کے باوجود اپنے رب کی پکڑ سے بچنے کیلئے راتوں میں گریہ وزاری کیا کرتے تھے۔ان پاک نفوس کے بارے میں کوئی یہ گمان نہیں کرسکتا کہ انہیں کبھی امارت کا شوق تھا۔مگر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی رحلت کی خبر سن کر حضرت عمر بن الخطابؓ باہر نکل آئے اور یہ اعلان کیا تھا جو کوئی آپ کے وصال کر جانے کا گمان کرے میں اس کی گردن اڑادوں گا مگر حضرت ابوبکرؓ نے جب قرآن کی آیت کا حوالہ دیتے ہوئے یہ کہا کہ نبی آخری الزماں کی رحلت ہوچکی ہے تو وہ اس وقت موجود صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیھم اجمعین کے ساتھ تجہیز و تکفین میں مشغول ہوگئے مگر جب انہیں سقیفہ بنی ساعدہ میں خلیفہ کے انتخاب کی سرگرمیوں کا علم ہوا تو یہ حضرت ابوبکرؓ کو لے کر فوری وہاں پہنچ گئے۔ کچھ صحابہ کرامؓ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے بعد آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے خلیفہ مقرر کرنے میں مصروف ہوگئے اور تدفین میں تاخیر کی۔ وفات کے بعد جسد اطہر کی تدفین کی فرضیت کے باوجود جن صحابہؓ پر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی تدفین فرض تھی ان میں سے بعض خلیفہ کے تقرر میں مشغول ہوگئے جبکہ دوسرے صحابہؓ نے اس مشغولیت پر کسی قسم کا اعتراض نہیں کیا اور وہ سب دو راتوں کی تاخیر کے بعد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی تدفین میں شریک ہوئے۔حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بستر مرگ پر بھی اپنے جانشین کی نامزدگی کی وصیت تحریر فرمائی اور حضرت عمرؓ نے بھی شہادت سے قبل اپنے جانشین کے انتخاب کیلئے شوریٰ کی تشکیل فرمائی۔اس سے خلیفہ کی اہمیت وافادیت کا اندازہ ہوتا ہے کہ اُمت خلیفہ کے بغیر نہیں رہ سکتی۔ہمیں یہ جان لینا چاہئے کہ صحابہ کرامؓ اس بارے میں اختلاف ہوا کہ کون خلیفہ ہوگا؟ لیکن اس بات پر کبھی اختلاف نہیں ہوا کہ خلافت فرض بھی ہے یا نہیں؟ نہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے وصال کے موقع پر اور نہ ہی کسی خلیفہ کی وفات کے وقت۔

خلافت کے دوبارہ قائم ہونے کے بارے میں شک وشبہ میں رہنے والوں کیلئے نبی آخری الزماں صلی اللہ علیہ وسلم کے کچھ ارشادات پیش کئے جاتے ہیں۔

’’جس نے (امیر) کی اطاعت سے اپنا ہاتھ کھینچ لیا، وہ قیامت کے دن اللہ تعالیٰ سے اس حال میں ملے گا کہ اس پر کوئی حجت نہیں ہوگی اور جو کوئی اس حال میں مرا کہ اس کی گردن پر خلیفہ کی بیعت کا طوق ہی نہ ہو تو وہ جاہلیت کی موت مرا‘‘ (مسلم)

’’بے شک امام ایک ڈھال ہے جس کے پیچھے لڑا جاتا ہے اور اپنا بچاؤ کیا جاتا ہے۔‘‘ (مسلم)

’’اور جو شخص کسی امام (خلیفہ) کی بیعت کرے تو اسے اپنے ہاتھ کا معاملہ اور دل کا پھل دے دے (یعنی سب کچھ اس کے حوالہ کردے) پھر اسے چاہئے کہ وہ حسب استطاعت اس کی اطاعت بھی کرے۔ اگر کوئی دوسرا شخص آئے اور پہلے خلیفہ سے تنازعہ کرے تو دوسرے کی گردن اڑادو‘‘ (مسلم)

’’تم مسلمانوں کی جماعت اوران کے امیر کے ساتھ رہنا‘‘ (مسلم)

اسی طرح مسند احمد میں نعمان ابن بشیرؓ سے روایت ہے کہ ہم مسجد نبوی میں بیٹھے تھے، بشیرؓ یعنی (راوی کے والد) کم گفتار شخص تھے وہاں ابوثعلبہؓ آئے اور کہا کہ اے بشیر ابن سعدؓ کیا تمہیں حاکموں کے بارے میں اللہ کے کے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے اقوال یاد ہیں؟ حضرت حذیفہؓ نے کہا کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تم میں اس وقت تک نبوت رہے گی جب تک اللہ تعالیٰ کی مرضی ہوگی کہ نبوت رہے، پھر اللہ تعالیٰ جب چاہے گا اسے اٹھالے گا۔

پھر عین نبوت کی طرز پر خلافت ہوگی تو وہ رہے گی جب تک اللہ تعالیٰ کی مرضی ہوگی، پھر وہ جب چاہے گا اسے اٹھالے گا پھر کاٹ کھانے والی بادشاہت ہوگی تو وہ رہے گی جب تک اللہ تعالیٰ کی مرضی ہوگی، پھر وہ جب چاہے گا اُسے اٹھالے گا، پھر جبری اور استعبدادی حکومت ہوگی تو وہ رہے گی۔ جب تک اللہ تعالیٰ کی مرضی ہوگی، پھر وہ جب چاہے گا اُٹھالے گا، پھر عین نبوت کی طرز پر خلافت ہوگی۔ پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے سکوت فرمایا:

مسند امام احمد میں تمیم الداریؓ سے روایت ہے وہ کہتے ہیں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

بے شک یہ (یعنی اسلام) ہر اس جگہ پہنچے گا جہاں دن اور رات ہوتے ہیں، مٹی سے بنا کوئی گھر یا کھال سے بنا کوئی خیمہ ایسا نہ ہوگا جسے اللہ اس دین میں نہ لے آئے خواہ وہ عزت والوں کی طرح عزت سے ہو یا ذلیل ہوکر، عزت وہ ہے جو اللہ تعالیٰ اسلام سے دے اور رسوائی جو اللہ تعالیٰ کفر کو دے‘‘۔

آخر الذکر دو احادیث اس بات پر دلالت کرتی ہیں کہ ایک بار پھر خلافت آئے گی جو منہج النبوہ پر ہوگی۔مذکورہ بالا احادیث شریفہ کی روشنی میں علماء کرام کا اس پر اجماع ہے کہ یہ مسلمانوں پر فرض ہے کہ وہ اپنے خلیفہ کا انتخاب کریں۔تمام صحابہؓ کا اس پر اجماع ہے اور اس کام کیلئے تین دن اور تین راتوں کی مہلت ہے۔ خلافت ختم ہوئے نو دہے بیت چکے ہیں اور ہمیں احساس تک نہیں ہے کہ خلافت کے احیاء کیلئے جدوجہد کی جانی چاہئے۔ بنیادی طور پر خلیفہ کا تقرر فرض کفایہ ہے لیکن خلافت کی عدم موجودگی میں یہ فرض عین ٹھہرتا ہے۔

خلیفہ دنیا کے تمام مسلمانوں کی قیادت کا نام ہے۔ یہ ایک دنیوی قیادت ہوتی ہے جو اسلام شریعت کو نافذ کرتی ہے اور جس کا کام اسلام کو ساری دنیا میں پھیلانا ہوتا ہے۔خلیفہ مسلمانوں کا امیر ہوتا ہے اور ہر مسلمان پر یہ فرض ہے کہ وہ امیر کی اطاعت کرے۔ خلافت میں مقتدر اعلیٰ کوئی نہیں ہوتا بلکہ اللہ کی حکمرانی ہوتی ہے اور خلیفہ جانشین رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی حیثیت سے اسلام کو نافذ کرتا ہے اور اسلام کو پھیلاتا ہے۔نبوت کے برعکس خلیفہ کا تقرر اللہ کی طرف سے راست نہیں ہوتا اور نہ اس کے پاس لوگوں کیلئے اللہ کی طرف سے وحی آتی ہے بلکہ خلیفہ کا انتخاب اور تقرر خود مسلمان کرتے ہیں تا کہ وہ ان کے نمائندے حیثیت سے دارالاسلام میں اسلام کو نافذ کرے اور دارالاسلام کے باہر اس کی دعوۃ دے۔

ہجرت کے بعد خود رسول اللہ علیہ وسلم نے بذات خود مدینہ منورہ میں اسلامی حکومت کی گٹھان باندھی تھی اس اسلامی حکومت کی بنیاد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے رکھی اور یہ ایک ہزار تین سو سال تک قائم رہی۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے وصال کے بعد مسلمانوں کی طرف سے مسلمانوں نے حضرت ابوبکر صدیقؓ کو بیعت دی گئی اس کے بعد حضرت عمر فاروقؓ کو ان کے بعد حضرت عثمان بن عفانؓ کو اور اس کے بعد حضرت علی ابن طالبؓ کو اور ان کے بعد حضرت حسن ابن علیؓ کو بیعت دی گئی۔ خلافت کا یہ سلسلہ سلطان عبدالمجید تک یعنی ۱۹۲۴ء تک جاری رہا ان میں سے بہت سے خلفاء بہت اچھے بھی رہے اور کچھ نے زیادتیاں بھی کیں مگر اس سارے عرصہ میں اسلام کا نفاذ جاری وساری رہا۔اگرچہ کچھ خلفاء نے اسلام کی غلط تاویلیں بھی پیش کیں اور بعض نے ظلم بھی کئے لیکن رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ایسے لوگوں کی پیشن گوئی کی تھی کہ لوگ ایسے خلفاء کو بھی قبول کریں اور جب تک وہ کفر بواح کے مرتکب نہ ہوں ان کا اتباع کرتے رہیں۔ تمام خلفاء نے شریعت اسلامی کی بنیادی پر اپنے قوانین مرتکب کئے اور کفر بواح کو اختیار نہیں کیا۔پہلی عالمی جنگ کے بعد خلافت کو یوروپ کے کفار نے ایک سازش کے تحت ختم کردیا۔ اس وقت دنیا میں ۵۵ مسلم ممالک ہیں مگر ایک بھی جگہ خلافت نہیں ہے کہیں باہشاہت ہے تو کہیں آمریت اور کہیں جمہوریت۔

(بحوالہ روزنامہ سیاست حیدرآباد مورخہ ۲۷ مارچ ۲۰۱۱)

☆☆☆

بقیہ: خلافت از روئے احادیث نبوی صلی اللہ علیہ وسلم از صفحہ 16

ہم نے سب کچھ قربان کرنے کا عہد کیا ہوا ہے وہ کتنے درد سے اور کتنے پیار سے ہمیں دعوتِ عمل دے رہا ہے۔آؤ ! آج عہد کریں کہ ہم خلافتِ احمدیہ کی حفاظت اور استحکام کے لئے سیسہ پلائی ہوئی دیوار بن جائیں۔خلیفہ وقت کے دست وبازو اور ادنیٰ چاکر بن کر ہمیشہ اس کی ہر آواز پر سچے دل سے لبیک کہیں گے۔ ہمیشہ گوش برآواز بنے رہیں گے۔اور اے ہمارے محبوب آقا ! تو نیکی کی جس راہ کی طرف بھی ہمیں بلائے گا ہم دیوانہ وار تیرے اشاروں پر اپنی جان ، مال ، وقت اور عزت، ہر چیز قربان کردیں گے۔ہماری زندگی اور ہماری موت تیرے قدموں میں ہوگی اور ہم میں سے ہر ایک فرد خدا کو گواہ بنا کر آج اس عہد کو پھر سے تازہ کرتا ہے کہ ہم تیرے مبارک الفاظ کو اپنے سینوں میں جگہ دیں گے۔انکو عمل کے سانچوں میں ڈھالیں گے اور تیری ہر ہدایت پر اس طرح والہانہ لبیک کہیں گے کہ اطاعت کے پیکر فرشتے بھی اسکو رشک کی نگاہ سے دیکھیں گے۔اے خدا! تو ہمیں توفیق دے کہ ہم اپنے اس وعدہ کو پورا کرسکیں اور زندگی کے آخری سانس تک وفا کے ساتھ اس عہد کو نبھاتے چلے جائیں ۔آمین اللّٰھم آمین۔ ☆☆☆

EDITOR
MUNEER AHMAD KHADIM
Tel. : (0091) 1872-220757
Tel. : (0091) 1872-221702
(Mob.): " 9915379255
badrqadian@rediffmail.com

REGISTERED WITH THE REGISTRAR OF THE NEWSPAPERS FOR INDIA AT NO RN 61/57

ہفت روزہ بدر قادیان

Weekly BADR Qadian
Qadian - 143516 Distt. Gurdaspur (Pb.) INDIA

Vol. 60 Thursday 26 May 2011 Issue No. 21

SUBSCRIPTION
ANNUAL : Rs. 350/-
By Air : 35 Pounds Or 60 U.S. $
: 40 Euro
: 65 Canadian Dollar

آنحضرت ﷺ خاتم النبین ہیں اور حضرت مسیح موعودؑ آپ کی پیروی میں نبی اللہ ہیں

اس مہدی سے جڑ کر اپنے ایمان کو مضبوط کرو اور آخری جنگ میں جو کہ دلائل کے ساتھ ہوگی حصہ دار بن کر خدا کے حقیقی پیروی کرنے والے مومن بن جاؤ

خلاصہ خطبہ جمعہ سیدنا حضرت امیر المؤمنین مرزا مسرور احمد خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرمودہ مورخہ 13 مئی 2011 بمقام مسجد بیت الفتوح لندن۔

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے تشہد تعوذ اور سورہ فاتحہ کی تلاوت کے بعد حضرت مسیح موعودؑ کا مندرجہ ذیل اقتباس پیش کیا۔

"خدا نے ابتداء سے لکھ چھوڑا ہے۔ اور اپنا قانون اور اپنی سنت قرار دے دیا ہے کہ وہ اور اس کے رسول ہمیشہ غالب رہیں گے پس چونکہ میں اس کا رسول یعنی فرستادہ ہوں مگر بغیر کسی نئی شریعت اور نئے دعوے اور نئے نام کے بلکہ اُسی نبی کریم خاتم الانبیاء کا نام پاکر اور اُسی میں ہوکر اور اُسی کا مظہر بن کر آیا ہوں اس لئے میں کہتا ہوں کہ جیسا کہ قدیم سے یعنی آدم کے زمانہ سے لیکر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم تک ہمیشہ مفہوم اِس آیت کا سچا نکلتا آتا ہے ایسا ہی اب بھی میرے حق میں سچا نکلے گا۔

(نزول المسیح صفحہ ۲، ۳)

حضور انور نے فرمایا چند دن ہوئے کہ مجھے پاکستان سے کسی نے لکھا گو میں لکھنے والے سے متفق نہیں ہوں۔ لکھنے والا لکھتا ہے کہ اس بات کو بہت زیادہ جماعت کے ذریعہ اور اشاعت میں اُجاگر کرنے کی ضرورت ہے کہ مسیح موعودؑ نبی اللہ ہیں۔ کیونکہ لوگ آپؑ کو نبی کہنے سے جھجکتے ہیں میرے نزدیک افراد جماعت پر بدظنی ہے اس کو عموم کا رنگ نہیں دیا جاسکتا۔ ہوسکتا ہے کہ لکھنے والے کے ساتھ والے مداہنت کا رنگ اختیار کرتے ہوں جس نے حضرت مسیح موعودؑ کے ارشاد کو نہ سنا اور نہ پڑھا میرے خطبات کو بھی نہیں سنتے۔

حضور انور نے فرمایا بہر حال اگر کسی کے دل میں یہ بات ہے تو جو اپنے آپ کو احمدی کہتا ہے اُسے یہ معلوم ہونا چاہئے کہ مسیح موعودؑ آنحضرتؐ کی پیشگوئی کے مطابق نبی اللہ ہیں اور اگر اس بارے میں کسی کو انقباض ہو تو اسے دور کر لینا چاہئے۔ جیسا کہ حضرت مسیح موعودؑ کا میں نے شروع میں ارشاد پڑھا ہے۔ جہاں تک پاکستان انڈونیشیا کے احمدیوں کا سوال ہے ان کو تو ظلم کی چکی میں پیسا ہی اس لئے جارہا ہے کہ وہ مسیح موعود کو نبی کیوں مانتے ہیں اس لئے احمدیوں کے بارے میں یہ نہیں کہا جاسکتا کہ وہ مسیح موعودؑ کو نبی تسلیم نہیں کرتے ہیں ہمارے مخالفین مبالغہ کرتے ہوئے کہتے ہیں کہ ہم مسیح موعودؑ کو آخری نبی مانتے ہیں حالانکہ کوئی احمدی یہ تصور بھی نہیں کرسکتا۔ ہم آنحضرت ﷺ کو آخری نبی مانتے ہیں۔ آنحضرت ﷺ خاتم النبین ہیں اور حضرت مسیح موعودؑ آپ کی پیروی میں نبی اللہ ہیں۔ اگر ہم مسیح موعود کو نبی اللہ نہ مانیں تو ہمارا یہ دعویٰ غلط ہوگا کہ اسلام کی نشاۃ ثانیہ اور اسلام کا غلبہ احمدیت کے ساتھ ہوگا کیونکہ اللہ تعالیٰ کا غلبہ کا وعدہ رسول کے ساتھ ہے جیسا کہ قرآن مجید کی آیت میں ذکر ہے یہ غلبے کا وعدہ کسی مجدد اور محدث کے ساتھ نہیں ہے مومنین کی ایک جماعت کے ساتھ وعدہ ہے جن کا ذکر میں لما یلحقوا بھم میں کیا گیا ہے اس لئے آنحضرتؐ نے تاکیدی حکم دیا تھا کہ خواہ برف کی سیل پر جانا پڑے اس مہدی کو میرا سلام کہنا۔

حضور انور نے فرمایا اس مہدی سے جڑ کر اپنے ایمان کو مضبوط کرو اور آخری جنگ میں جو کہ دلائل کے ساتھ ہوگی حصہ دار بن کر خدا کے حقیقی پیروی کرنے والے مومن بن جاؤ۔ پس احمدی حضرت مسیح موعودؑ پر ایمان اس لئے لائے ہیں کہ آپ کے ساتھ جڑ کر ایمان مزید پختہ ہو اور یہ بھی یاد رہے کہ اگر مسیح موعود نبی نہیں تو پھر خلافت بھی نہیں کیونکہ خلافت کا تعلق نبوت کے ساتھ ہے کیونکہ خلافت نے منہاج النبوۃ پر چلنا ہے آپ خاتم الخلفاء تھے اس لئے آپ کو نبوت کا درجہ ملا۔ اور آپ کے بعد سلسلہ خلافت چلا۔ خلافت کا تسلسل اس صورت میں ہوگا جب مسیح موعودؑ کو نبی تسلیم کرتے ہیں۔

حضور انور نے فرمایا کہ ایک بار حضرت مسیح موعودؑ کی خدمت میں کچھ لوگ بیعت کرنے کے لئے حاضر ہوئے۔ حضور نے انہیں نصیحت کرتے ہوئے فرمایا کہ صرف زبان سے بیعت کا اقرار نہ ہو بلکہ دل سے ہو پھر خدا تعالیٰ کے وعدوں کے نظارے دیکھو۔ کبھی اپنی بیعت کو دنیاوی مقصد سے مشروط نہ کرنا بلکہ اپنے اعمال میں تیزی پیدا کرو پھر دیکھو اللہ تعالیٰ انعام و اجر دیئے بغیر نہیں چھوڑتا۔ بیعت کرکے پریشان نہیں ہونا چاہئے۔ آہستہ آہستہ حقیقی مومن دشمنوں پر غالب آتے جاتے ہیں۔ غالب آنے کے ہتھیار استغفار توبہ، دینی علوم کی واقفیت، اللہ کی عظمت کو مدنظر رکھنا۔ پابندی وقت کے ساتھ نماز کو ملحوظ رکھنا ہے۔

حضور انور نے فرمایا کہ پس ہمیں ہمیشہ ان باتوں کو پیش نظر رکھنا چاہئے۔ یہ نصائح صرف نئے بیعت کرنے والوں کے لئے نہیں ہیں بلکہ ہر احمدی کے لئے ہیں استغفار کیا ہے۔ اپنے اگلے پچھلے گناہوں سے بخشش طلب کرنا۔ توبہ یہ ہے کہ جن غلط کاموں میں پڑا ہے ان سے کراہت کرتے ہوئے ان سے بچنے کا پکا اور پختہ ارادہ کرنا اور اس پر قائم رہنا۔ دینی علوم کی واقفیت میں سب سے پہلے قرآن کریم کی واقفیت ہے۔ پھر حضرت مسیح موعودؑ کی کتب ہیں جو اسلام کی حقیقی تعلیم کی برتری دنیا میں دلائل اور براہین سے ثابت کرتی ہیں۔ جب اللہ تعالیٰ کی عظمت دل میں قائم ہوگی تو نماز میں خود بخود توجہ قائم ہو جائے گی۔ نماز دُعاؤں کی کنجی ہے۔ جب انسان ان باتوں پر توجہ کرے گا تو حقوق اللہ اور حقوق العباد کے ادا کرنے کی توفیق ملے گی۔ اگر انسان یہ انقلاب اپنے اندر پیدا کرلے تو اس غلبہ سے جڑ جائے گا جو مسیح موعودؑ کے ساتھ وابستہ ہے۔

حضور انور نے فرمایا کہ اس بات میں کوئی شک نہیں کہ مسیح موعودؑ کو غلبہ ملنا ہے لیکن غالب آنے کیلئے ہمیں ضروری ہے کہ ہم نام کے احمدی نہ بنیں بلکہ عملی احمدی بنیں حضرت مسیح موعودؑ کو اللہ تعالیٰ نے بشارتیں دیں جو اپنے وقت میں پوری ہو رہی ہیں۔ اگر یہ انسان کا کاروبار ہوتا تو ایک قدم بھی چلنا مشکل ہوتا۔ لیکن خدا تعالیٰ کے وعدے ہیں جن پر چل کر جماعت ترقی کی طرف گامزن ہے۔ اللہ تعالیٰ نے بشارت دی ہے کہ میں تیری تبلیغ کو زمین کے کناروں تک پہنچاؤں گا۔ اس بشارت کا پورا ہونا حق ہے اور ہو بھی رہی ہے لیکن ہم پر بھی کچھ ذمہ داری عائد ہوتی ہے۔ آج ایم ٹی اے کے ذریعہ یہ پیشگوئی نئے رنگ میں پوری ہو رہی ہے لیکن اگر ہم ایم ٹی اے کی مشین لگا کر آرام سے بیٹھ جائیں کوئی پروگرام نہ بنائیں جو لٹریچر حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے مہیا کرایا ہے اس سے استفادہ کرکے اُسے پھیلائیں نہیں تو گنہ گار ہو رہے ہوں گے۔ دنیا میں کبھی نہیں ہوا کہ نبی یا اس کی جماعت نے اللہ تعالیٰ کے وعدوں کے بعد سب کام چھوڑ دیئے ہوں اور ہاتھ پر ہاتھ رکھ کر بیٹھ گئے ہوں۔ آنحضرت ﷺ سے زیادہ کون اللہ تعالیٰ کا پیارا ہوگا جب آپ کو قیصر و کسریٰ کی حکومت پر غالب آنے کی خبر دی گئی تو آپ اور آپ کے ساتھیوں کو قربانیاں دینی پڑیں۔ محنتیں کیں، کوششیں کیں۔ یہی حالت آج ہماری ہونی چاہئے۔ ہمیں یقین ہونا چاہئے کہ خدا تعالیٰ کے وعدے جو حضرت مسیح موعود سے کئے گئے ہیں ضرور پورے ہوں گے۔ اللہ تعالیٰ سے خوشخبری پاکر حضرت مسیح موعودؑ نے فرمایا:-

اے تمام لوگو! سن رکھو کہ یہ اس کی پیشگوئی ہے جس نے زمین و آسمان بنایا۔ وہ اپنی اس جماعت کو تمام ملکوں میں پھیلا دے گا اور حجت اور برہان کی رو سے سب پر اُن کو غلبہ بخشے گا وہ دن آتے ہیں بلکہ قریب ہیں کہ دنیا میں صرف یہی ایک مذہب ہوگا۔ جو عزت کے ساتھ یاد کیا جائے گا۔ خدا اس مذہب اور اس سلسلہ میں نہایت درجہ اور فوق العادت برکت ڈالے گا اور ہر ایک جو اس کے معدوم کرنے کا فکر رکھتا ہے نامراد رکھے گا اور یہ غلبہ ہمیشہ رہے گا یہاں تک کہ قیامت آجائے گی۔

حضور انور نے فرمایا کہ اسلام کا غلبہ آج صرف اور صرف جماعت احمدیہ کے ذریعہ ہی ہوگا۔ ہم دیکھتے ہیں کہ کس طرح خدا یہ پیشگوئی پوری کررہا ہے۔ ۱۹۰۳ء کا یہ اقتباس ہے اور آج اللہ کے فضل سے جماعت ۱۹۸ ممالک میں پھیل چکی ہے۔ حضرت مسیح موعودؑ جس مشن کو لیکر آئے جو حقیقتاً آنحضرتؐ کا مشن ہے اُسے پورا کرنا ہر احمدی کا فرض ہے اور اس کے لئے جدوجہد اور کوشش کرنا ضروری ہے۔ خدا تعالیٰ خود دلوں کو پھیر رہا ہے اور انشاء اللہ عنقریب لوگ ایک دین واحد پر جمع ہوں گے۔ اس لئے کبھی بھی کمزوری دکھانے اور ایمانوں کو چھپانے کی ضرورت نہیں ہے اللہ تعالیٰ ہمیں اس کی توفیق دے کہ ہم اپنے ایمانوں کو مضبوط کریں تعلق باللہ کو بڑھائیں اسلام کی نشاۃ ثانیہ میں حضرت مسیح موعودؑ کے ممد اور معاون ہو جائیں تاکہ ہم اور ہماری نسلیں خدا تعالیٰ کے فضلوں کو سمیٹنے والی بن جائیں۔ ☆

کمپوزنگ و ڈیزائننگ: کرشن احمد قادیان